بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# النور

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

Al-Nur

وفا۔ فتح 1404 ہش — جولائی۔ دسمبر 2025ء — محرم۔ جُمادَی الآخرہ 1447 ہجری

ریاستہائے متحدہ امریکہ

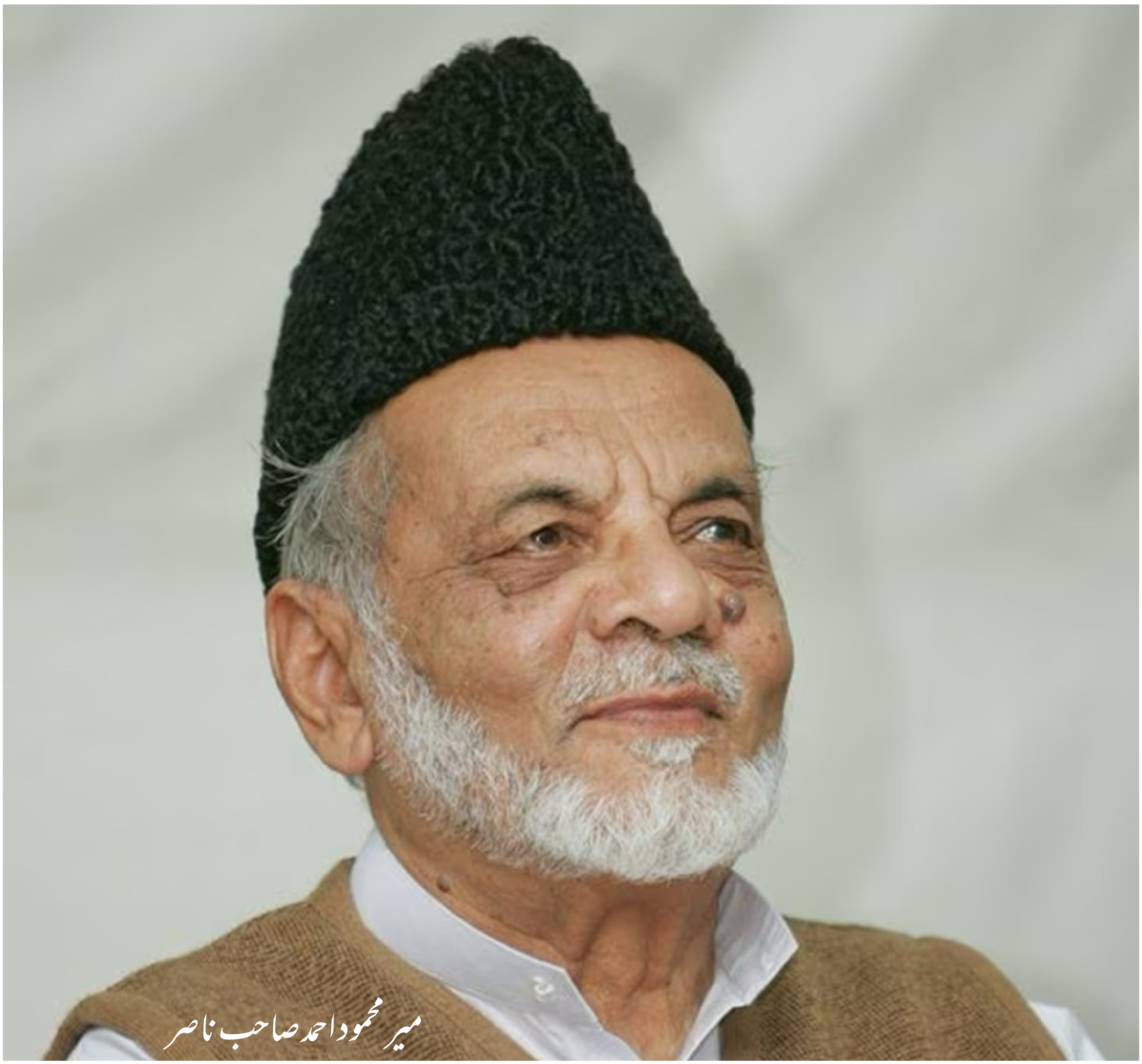

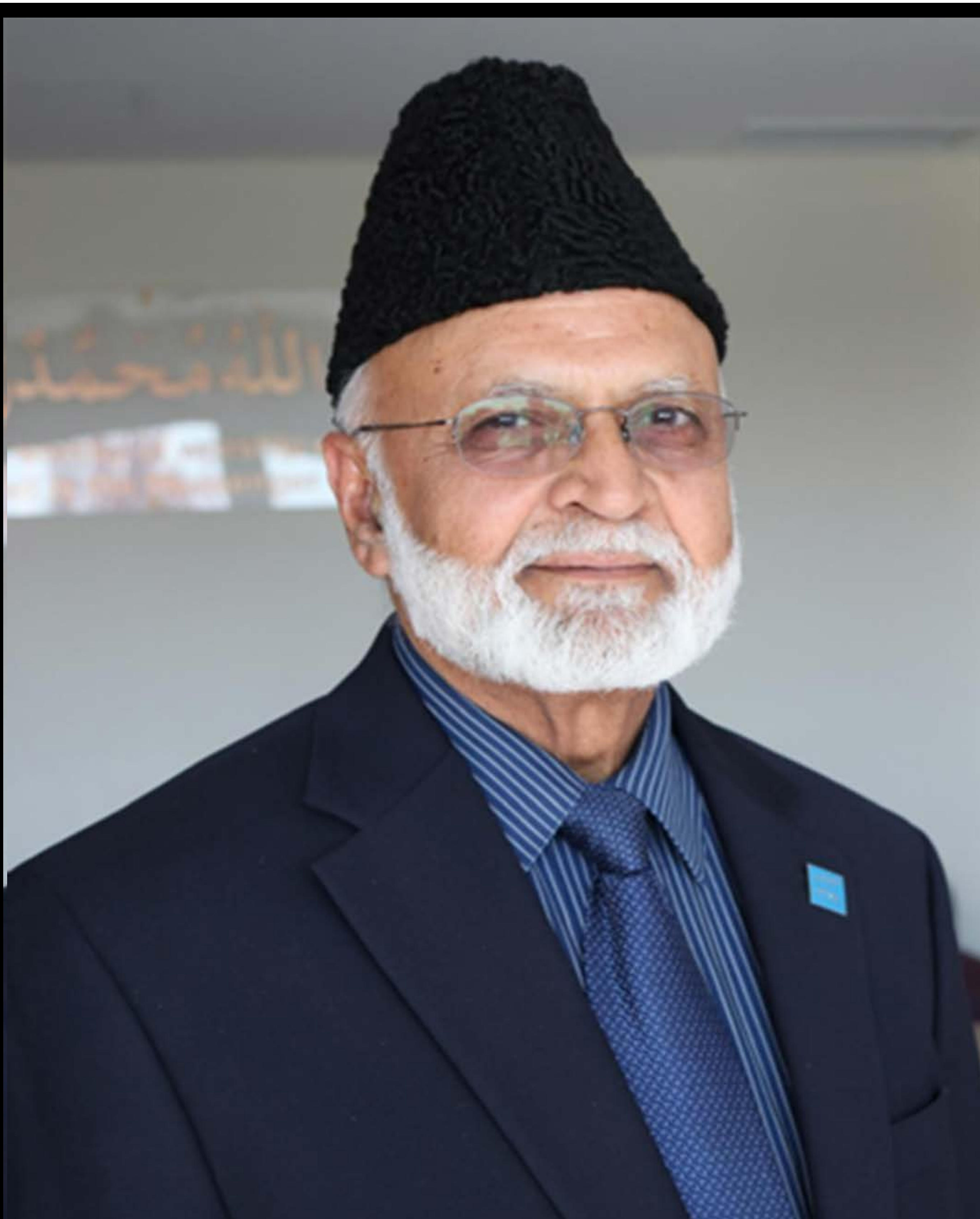

مکرم عبدالرشید یحییٰ مربی سلسلہ، سابق صدر قضاء بورڈ کینیڈا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# النور

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ
البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

Al-Nur
ریاستہائے متحدہ امریکہ

جلد 47 | وفا۔فتح 1404 ہش — جولائی۔دسمبر 2025ء — محرم۔جُمادَی الآخرہ 1447 ہجری | شمارہ 7 تا 11


## اس شمارے میں


خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا ........ 2
جہاد اور خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اور مصائب برداشت کرنا ........ 3
خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر منزلت اسی شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہو ........ 4
اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ........ 5
مثلِ ہوش اڑ جائیں گے اس زلزلہ آنے کے دن ........ 6
خصوصی پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بنام جماعت امریکہ.. 8
’میر صاحب بلاشبہ خلافت نما وجود تھے‘ ........ 9
مربی سلسلہ مکرم عبدالرشید یحییٰ مرحوم کا ذکرِ خیر ........ 16
مکرم سید میر محمود احمد ناصر کا ایک تاریخی مکتوب بنام احباب جماعت امریکہ 17
مکرم سید میر محمود احمد ناصر کی یاد میں ........ 21
مکرم سید میر محمود احمد ناصر ........ 22
مکرم میر صاحب کی چند یادیں ........ 28
کورونا وائرس کے دوران ابا کے گھر پر دیے گئے چند خطباتِ جمعہ کا خلاصہ .. 30
مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر۔ نابغۂ روزگار بزرگ ........ 33
مغربی معاشرہ میں اسلامی اقدار کا احیاء ........ 42
مکرم محمد عبدالرشید یحییٰ، مربی سلسلہ، کی جماعتی خدمات کا تذکرہ ........ 51
مکرم مولانا محمد عبدالرشید یحییٰ — نصف صدی کی دینی خدمات اور لازوال یادیں ........ 53
جماعت احمدیہ امریکہ کے 75ویں جلسہ سالانہ کی رُوداد ........ 58
جلسہ سالانہ مستورات 2025ء کے موقع پر تعلیمی انعام حاصل کرنے والی ممبرات ........ 67



### ادارتی بورڈ

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد، امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ
مشیرِ اعلیٰ: اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ
مینجمنٹ بورڈ: انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا
مدیرِ اعلیٰ: امۃ الباری ناصر
مدیر: حسنیٰ مقبول احمد
ادارتی معاونین: ڈاکٹر محمود احمد ناگی، طاہرہ زرتشت، زاہدہ ظہیر ساجد
سرورق: لطیف احمد



لکھنے کا پتہ:
Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

# خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہِ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہو گا

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(سورۃ الجمعۃ: آیات 3-4)

اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

وہ رحیم خدا وہ خدا ہے جس نے اُمّیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے گروہ کی بھی تربیت کرے گا جو انہی میں سے ہو جائیں گے اور انہیں کے کمالات پیدا کر لیں گے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں اور خدا غالب ہے اور حکمت والا... خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہو گا اور جیسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے یعنی وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جس زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور مذہب اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائے گا اور فقرا کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی تب خدا تعالیٰ کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہنچادے گا اور اس کو ایک گروہ بنائے گا اور وہ گروہ صحابہ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت ﷺ کی ہی زراعت ہو گی اور آنحضرت ﷺ کا فیضان ان میں جاری و ساری ہو گا اور صحابہ سے وہ ملیں گے یعنی اپنے کمالات کے رُو سے اُن کے مشابہ ہو جائیں گے اور ان کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی موقعے ثواب حاصل کرنے کے حاصل ہو جائیں گے جو صحابہ کو حاصل ہوئے تھے اور بباعث تنہائی اور بے کسی اور پھر ثابت قدمی کے اسی طرح خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق سمجھے جائیں گے کہ جس طرح صحابہ سمجھے گئے تھے۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، سورۃ الجمعۃ، صفحات 422-423)

## جہاد اور خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اور مصائب برداشت کرنا

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ۔

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی دوام الجہاد، 2484)

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا جو ان کی مخالفت رکھے گا وہ ان پر غالب آئیں گے یہاں تک کہ ان کے آخری مسیح الدجّال سے لڑیں گے۔

(ترجمہ از حدیقۃ الصالحین، صفحہ 284، حدیث نمبر 305)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهٖ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيدٌ۔

(ترمذی کتاب الدیات باب **ما جاء فيمن قل دون ماله فهو شهيد**، 1421)

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، جو اپنے دین و مذہب کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔

(ترجمہ از حدیقۃ الصالحین، حدیث 338، صفحہ 313، مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن، اشاعت 2019ء، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

# خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر منزلت اسی شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہو

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر منزلت اسی شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہو۔ ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جاویں۔" (الحکم 7 فروری 1936ء)

"اب وقت تنگ ہے۔ میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لیے صدق اور خدمت کا آخری موقع ہے جو نوعِ انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہو گا۔ بڑا ہی بد قسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔ نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں بلکہ کوشش کرو اور اللہ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بنا دے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لیے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے۔"

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 263-264، ایڈیشن 1984ء)

# اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ — اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے
صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجّت پامال — سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
نور دِکھلا کے ترِا سب کو کیا ملزم و خوار — سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تری اُلفت سے مٹایا ہم نے — اپنا ہر ذرّہ ترِی راہ میں اُڑایا ہم نے
تیرا مے خانہ جو اِک مَرجعِ عالَم دیکھا — خُم کا خُم منہ سے بَصد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چُھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات — لَاجَرَم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا! مجھ کو قَسم ہے تری یکتائی کی — آپ کو تیری محبت میں بُھلایا ہم نے
بخدا دِل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش — جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا — نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسلؐ — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام — مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

# مثلِ ہوش اڑ جائیں گے اس زلزلہ آنے کے دن

منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

مثلِ ہوش اڑ جائیں گے اس زلزلہ آنے کے دن
باغِ احمدؑ پر جو آئے ہیں یہ مرجھانے کے دن

یوں نہیں ہیں جھوٹی باتوں پر یہ اترانے کے دن
ہوش کر غافل کہ یہ دن تو ہیں گھبرانے کے دن

سختیوں سے ہی جو جاگے گی تو جاگے گی یہ قوم
اے غبی ہرگز نہیں یہ تلوے سہلانے کے دن

مہدیٔ آخر زماں کا ہو چکا ہے اب ظہور
ہیں بہت جلد آنے والے دِیں کے پھیلانے کے دن

یہ شرارت سب دھری رہ جائے گی جب وہ خدا
ہوش میں لائے گا تم کو ہوش میں لانے کے دن

طوطے اڑ جائیں گے ہاتھوں کے تمہارے غافلو
اُس خدائے مقتدر کے چہرہ دکھلانے کے دن

اک جہاں مانے گا اس دن ملتِ خیر الرسلؐ
اب تو تھوڑے رہ گئے اس دِیں کے جھٹلانے کے دن

چھوڑ دو سب عیش یارو اور فکرِ دیں کرو
آج کل ہرگز نہیں ہیں پاؤں پھیلانے کے دن

کچھ صلاحیّت جو رکھتے ہو تو حق کو مان لو
یاد رکھو دوستو یہ پھر نہیں آنے کے دن

کبر و نخوت سے خدارا باز آؤ تم کہ اب
جلد آنے والے ہیں وہ آگ بھڑکانے کے دن

نام لکھوا کر مسلمانوں میں تُو خوش ہے عزیز
پر میں سچ کہتا ہوں ہیں یہ خونِ دل کھانے کے دن

جس لیے یہ نام پایا تھا، نہیں باقی وہ کام
اب تو اپنے حال پر ہیں خود ہی شرمانے کے دن

لوگوں کو غفلت کی تُو ترغیب دیتا ہے مگر / بھول جائے گا یہ سب کچھ تُو سزا پانے کے دن

کس لیے خوش ہے یہ تجھ کو بات ہاتھ آئی ہے کیا / یہ نہ خوش ہونے کے دن ہیں بلکہ تھرّانے کے دن

مہدیٔ آخر زماں کا کس طرح ہوگا ظہور / جب نہ آئیں گے کبھی اس دِیں کے اُٹھ جانے کے دن

دینِ احمدؐ پر اگر آیا زمانہ ضُعف کا / آچکے تب تو مسیحِ وقت کے آنے کے دن

کچھ بھی گر عقل و خرد سے کام تُو لیتا تو یہ / دِیں میں جو ہیں بل پڑے ہیں ان کے سلجھانے کے دن

تُو تو ہنستا ہے مگر روتا ہوں میں اس فکر میں / وہ ہیں اس دنیا سے اک دنیا کے اٹھ جانے کے دن

جلد کر توبہ کہ پچھتانا بھی پھر ہوگا فضول / ہاتھ سے جاتے رہیں گے جبکہ پچھتانے کے دن

اک قیامت کا سماں ہوگا کہ جب آئیں گے وہ / مال کی ویرانی کے اور جان کے کھانے کے دن

گو کہ اُس دن پھیل جائے گی تباہی چار سُو / جب کہ پھر آئیں گے یارو زلزلہ آنے کے دن

پھر بھی مژدہ ہے اُنہیں جو دین کے غمخوار ہیں / کیونکہ وہ دن ہیں یقیناً دِیں کے پھیلانے کے دن

یَا مَسِیحَ الخَلقِ عَدوَانَا پکار اٹھیں گے لوگ / خود ہی منوائے گا سب سے یار منوانے کے دن

اے عزیزِ دہلوی سن رکھ یہ گوشِ ہوش سے / پھر بہار آئی تو آئے زلزلہ آنے کے دن

ہے دعا محمود کی تجھ سے مرے پیارے خدا / ہو محافظ تُو ہمارا خُونِ دل کھانے کے دن

# خصوصی پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بنام جماعت امریکہ

بر موقع جلسہ سالانہ 2025ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

اسلام آباد۔یو کے

HM – 11-06-2025

مکرم امیر صاحب جماعت امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ امریکہ اپنا 75واں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ بہت سے نشیب و فراز سے گزرنے کے باوجود ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو بعض نامساعد حالات سے بھی انسان گزر جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ترقی کرنے والی قومیں اپنی تاریخ کو بھی یاد رکھتی ہیں اور اسی سے سبق سیکھتی ہیں۔ شروع کے مبلغین جو یہاں آئے انہوں نے کوششیں کیں اور مقامی لوگوں کو اسلام کا پیغام پہنچا کر احمدیت اور حقیقی اسلام میں شامل کیا۔ ان میں بہت سے مخلصین پیدا ہوئے لیکن بعد میں ان کی نسلیں اس طرح نہ سنبھالی گئیں جس طرح سنبھالی جانی چاہیے تھیں۔ پس یہ بات آپ لوگوں کو سامنے رکھنی چاہیے کہ اس سے سبق سیکھتے ہوئے آپ نے اپنی نسلوں کو جماعت سے منسلک رکھنا ہے۔ جلسہ سالانہ اسی مقصد کے لئے منعقد ہوتا ہے کہ علمی، روحانی اور اخلاقی ترقی کے حصول کے لئے ہم اکٹھے ہوں۔ یہاں مختلف موضوعات پر خطابات سنیں اور پھر اس پر عمل کریں اور اپنی نسلوں سے بھی ان پر عمل کروانے کی کوشش کریں۔ اب تو مختلف قوموں کے لوگ یہاں جمع ہو چکے ہیں اور ابتدائی لوگوں کی طرح صرف مقامی امریکن لوگ ہی جماعت کے ممبر نہیں بلکہ مختلف قوموں کے مجموعے سے جماعت احمدیہ میں ایک اکائی کا نظام پیدا ہو چکا ہے۔ اگر ہم نے اس کی اہمیت کو نہ سمجھا اور اپنی نسلوں کو جماعت سے حقیقی رنگ میں نہ جوڑا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کی تو پھر اس کا نتیجہ بھی ان ابتدائی لوگوں کی نسلوں کی طرح ہو سکتا ہے جو جماعت سے دور ہو گئیں۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ اسی طرح اب امریکہ میں پاکستان سے بھی بہت سے احمدی آ چکے ہیں۔ پاکستان سے آئے مہاجرین سے میں کہتا ہوں کہ یہاں آ کر صرف دنیاوی ترجیحات میں ہی نہ ڈوب جائیں بلکہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کریں۔ دین سے تعلق رکھیں۔ اپنے بچوں کو اپنے نمونے دکھائیں ورنہ نسلیں دینی لحاظ سے برباد ہو جاتی ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں آپ کا یہاں آنا اس لیے تھا کہ پاکستان میں دینی آزادی نہیں تھی۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ ہماری اول ترجیح دین ہے اور جلسوں کا انعقاد بھی اسی لئے ہوتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کے لئے آپ کے ان الفاظ کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ اس جلسہ کو کوئی دنیاوی میلہ نہ سمجھو۔ پس جب اسے دینی فیض حاصل کرنے کا اجتماع سمجھیں گے تو پھر اس کے پروگراموں سے بھی بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔ نہ صرف ان تین دنوں میں بلکہ اپنی زندگی کے باقی دنوں میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں بھی بڑھنے والے ہوں اور اپنی روحانی اور علمی حالت کو بھی بہتر کرنے والے ہوں۔ دنیا کی چکا چوند سے بچنے والے ہوں۔ دنیاوی لذات آپ کا مقصود نہ ہوں۔ اپنی نسلوں کے سامنے نیک نمونے دکھانے والے ہوں۔ اسلام کے پیغام کو اپنے ملک کے ہر کونے میں پہنچانے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے والے ہوں تاکہ دنیا امن، پیار، محبت کا گہوارہ بنے۔ دنیا کے فسادات ختم ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں اور خدائے واحد کی حکومت تمام دنیا میں قائم ہو۔ خدا کرے کہ اس کے لئے آپ سب بھرپور کوشش کرنے والے ہوں۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

# 'میر صاحب بلاشبہ خلافت نماوجود تھے'

## از خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16؍ مئی 2025ء

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم سید میر محمود احمد ناصر مرحوم کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا:

پہلا ذکر مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کا ہے جو حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ یہ گزشتہ دنوں چھیانوے سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ حضرت اماں جان حضرت نصرت جہاں بیگمؓ کے بھتیجے تھے اور حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مریم صدیقہ صاحبہ کے داماد اور جیسا کہ پہلے بتایا ہے کہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے بیٹے اور آپ کی والدہ کا نام صالحہ بیگم تھا۔ آپ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے پوتے تھے۔ ان کی والدہ کا نام صالحہ تھا جو حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کی بیٹی تھیں جو حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے صاحبزادے تھے۔

سید محمود احمد صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ مارچ 1944ء میں اپنے والد حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی وفات والے دن زندگی وقف کی۔ ان کے بیٹے عزیزم محمد احمد نے بھی مجھے لکھا ہے کہ 17 مارچ کو یہ بڑا اہمیت کا دن کہا کرتے تھے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک یہ اہمیت کا دن کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا اس دن میرے والد کی وفات ہوئی تھی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا دن ہمارے گھر میں گزارا تھا بلکہ نمازیں بھی وہیں پڑھائی تھیں اور حضرت مصلح موعودؓ نے وہاں ایک مختصر سی تقریر کی جس میں میر صاحب کی دینی خدمات اور ان کی وقف کی روح اور علمیت وغیرہ کا ذکر کیا۔ میر محمود احمد صاحب کہتے ہیں کہ یہ سن کر مَیں کھڑا ہوا اور وہیں حضرت خلیفہ ثانیؓ کو کہا کہ حضور میں وقف کرتا ہوں۔ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی جذباتی کیفیت ہوگئی۔ آپؓ نے اس کو بڑا سراہا۔ اس وقت سید میر محمود احمد صاحب کی عمر چودہ سال تھی اور پھر اس وعدے کو ایسا نبھایا کہ اس کی مثالیں کم ملتی ہیں۔

آپ کی جماعتی خدمات یوں ہیں۔ 1954ء تا 1957ء آپ یہاں انگلستان میں تھے۔ جہاں آپ نے بطور مبلغ کام کیا اور اسی دوران SOAS (سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز) میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر تعلیم بھی حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی، اکٹھے دونوں پڑھتے تھے۔ کچھ عرصہ لندن مشن کے سیکرٹری کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ 1957ء سے 1959ء تک وکالتِ دیوان میں بطور ریزرو مبلغ رہے۔ پھر 1960ء میں جامعہ میں بطور استاد مقرر ہوئے۔ 1978ء تک یہ فرائض انجام دیے۔ 78ء سے 82ء تک امریکہ میں مبلغ رہے۔ 82ء سے 86ء تک سپین میں خدمت کی توفیق ملی۔ 86ء سے 89ء تک بطور وکیل التصنیف کام کیا۔ 86ء سے 2010ء تک جامعہ احمدیہ ربوہ کے پرنسپل کے طور پر خدمت کی۔ اس دوران 94ء تا جولائی 2001ء وکیل التعلیم بھی رہے۔ اسی طرح ریسرچ سیل کے انچارج تھے، واقعہ صلیب سیل کے انچارج تھے۔ 2005ء میں نور فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا تو اس کے صدر مقرر ہوئے اور آخر تک اسی خدمت پر مامور تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو 3 جون 1962ء کو مجلس افتاء کا ممبر مقرر فرمایا اور نومبر 1972ء تک آپ اس کے ممبر رہے۔ اس کے بعد دسمبر 1989ء میں دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو افتاء کا ممبر مقرر فرمایا اور تاحیات اس پر قائم رہے۔

خدام الاحمدیہ میں بھی ان کو مختلف حیثیتوں سے بطور مہتمم اور بطور نائب صدر خدمت کی توفیق ملی۔ علمی میدان میں بھی ان کی بڑی وسیع خدمات ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو ترجمہ قرآن کریم ہے اس کی تیاری میں بھی انہوں نے کافی معاونت کی جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ذکر فرمایا ہے اور اظہارِ تشکر فرمایا ہے اور ربوہ کے معاونین کا ذکر کرتے ہوئے جن میں صوفی بشارت الرحمٰن صاحب، مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب، سید عبدالحیٔ صاحب، مولانا دوست محمد صاحب، جمیل الرحمٰن رفیق صاحب وغیرہ کو خدمت کی توفیق ملی، آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ میر محمود احمد صاحب بھی ان میں شامل تھے اور اللہ کے فضل سے یہ لوگ مسلسل میرے ساتھ شامل رہے اور آپؒ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ (ماخوذ از ترجمہ قرآن کریم از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، اظہار تشکر)

صحاح ستہ کا مکمل اردو ترجمہ کرنے کے بعد مسند احمد بن حنبل کا ترجمہ جاری تھا۔ اسی طرح صحیح مسلم کی شرح بھی جاری تھی۔ شمائل ترمذی کا ترجمہ بھی انہوں نے

کیا۔ بائبل کے متعلق بیسیوں علمی مقالہ جات تحریر کیے جو مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے۔ بائبل میں سے استثناء اور اناجیل میں سے تین کی تفسیر لکھی۔ اسی طرح کفن مسیح، مرہم عیسیٰ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت کے متعلق بہت اعلیٰ پائے کے تحقیقی کام کیے۔

اس وقت ان کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب اور مواد یہ ہے: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن ۔ اس کے تین حصے ہیں۔ ایک ہے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں۔ اسی طرح ایک چھوٹا سا کتابچہ ہے تین سو پینسٹھ دن۔ یہ نماز کے بعد روزانہ درس کے لیے انتخاب ہے۔ پھر ایک ہے فلسطین سے کشمیر تک۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رو سے سیرت النبی۔ انہوں نے اس کا مواد اکٹھا کیا ابھی غیر مطبوعہ ہے۔ صحیح بخاری سے انتخاب کیا۔ یہ بعض تربیتی عناوین ہیں۔ اسی طرح جب ایک دفعہ پرانے پوپ نے ایک سوال اٹھا دیا تھا تو اس کا بھی انہوں نے رد کیا۔

مسجد بشارت سپین کے سنگ بنیاد کے موقع پر جس بنیادی پتھر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دعا کروائی تھی وہ پتھر حضرت محترم میر صاحب نے اٹھایا ہوا تھا۔ اسی طرح مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بھی ان کو اور ان کی اہلیہ کو خدمت کا موقع ملا جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ذکر بھی فرمایا تھا۔(ماخوذ از خطبات طاہر جلد اول صفحہ 139۔ خطبہ بیان فرمودہ 10 ستمبر 1982ء)

1955ء میں جلسہ سالانہ کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نکاحوں کا اعلان فرمایا تھا۔ یہ آٹھ نکاح تھے۔ ان میں میر محمود احمد صاحب کا نکاح بھی تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی بیٹی امۃ المتین صاحبہ کے ساتھ پڑھا تھا اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ عام طریق کے مطابق تو نکاح 29 دسمبر کو ہوا کرتے تھے مگر ان نکاحوں میں کچھ مستثنیات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایک نکاح میری اپنی لڑکی امۃ المتین کا ہے جو سید میر محمود احمد ابن میر محمد اسحٰق صاحب سے قرار پایا ہے۔ پھر اس پہ تفصیل بیان کی۔ پھر یہ بھی بیان فرمایا کہ محمود احمد اس وقت لندن میں بی اے میں پڑھ رہے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے خیریت رکھی تو ارادہ ہے کہ اگلے سال مئی میں وہ واپس آجائیں۔ میں اپنے تینوں بچوں کو، آپؓ نے تینوں بچوں کا ذکر کیا، پھر خلیفہ ثانی نے ان کے نام لیے کہ محمود احمد کو جو داماد ہے اور داؤد احمد کو جو داماد ہے۔ سید میر داؤد احمد صاحب کا ذکر ہے اور طاہر احمد کو جو ام طاہر مرحومہ کا لڑکا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ذکر کیا وہاں چھوڑ آیا ہوں تاکہ وہ تعلیم پائیں اور آئندہ سلسلہ کی خدمت کریں۔ ان کو تاکید ہے کہ انگریزی میں لیاقت حاصل کریں۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ اگر انگریزی تعلیم اچھی طرح حاصل ہو جائے تو چونکہ یہ تینوں مولوی فاضل ہیں اور عربی تعلیم بھی ان کی نہایت اعلیٰ ہے۔ اگر انگریزی تعلیم بھی اعلیٰ ہو گئی تو قرآن شریف کا ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا ترجمہ انگریزی میں کر کے وہ سلسلہ کی اشاعت میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ریویو آف ریلیجنز بھی اس بات کا محتاج ہے کہ اس کا کوئی اچھا اور لائق ایڈیٹر ہو اس غرض کے لیے میں اپنے بچوں کو وہاں چھوڑ آیا ہوں۔ گو اس بیماری اور کمزوری میں اتنے اخراجات برداشت کرنا کہ تین بیٹے، دو داماد اور ایک بیٹا وہاں پڑھیں، مشکل ہے مگر میں نے سمجھا کہ جماعت کی مشکل میری مشکل سے بڑی ہے۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحات 672 تا 674، فرمودہ 26 دسمبر 1955ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ یہ خیال رہتا تھا کہ جماعت کی خاطر ہر قربانی کرنی ہے۔ اس کے لیے ہر قسم کی قربانی کی۔ اپنا مال وقت اپنے بچوں کو قربان کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1982ء میں ان کے سب سے بڑے بیٹے کا نکاح پڑھایا۔ اس میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی اولاد کا ذکر اور ان کی اولاد کے ذکر کے ضمن میں سید میر محمود احمد صاحب کا ذکر کیا۔ اس میں آپؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا یعنی حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی دعاؤں کو سنا اور اپنے ساتھ ان کے پیار کو دیکھ کر یعنی حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے پیار کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ان کے تینوں بچوں کو وقف کرنے کی توفیق عطا کی۔ تینوں کی طبیعت ایک دوسرے سے مختلف ہے جیسا کہ ہر انسان ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے لیکن اس چیز میں جہاں تک میں نے غور کیا حضرت خلیفہ ثالثؒ فرماتے ہیں کہ جہاں تک مَیں نے غور کیا تینوں میں ایک ہی چیز پائی جاتی تھی یعنی جو کچھ خدا نے دیا جتنا دے دیا اس پر انسان کو راضی رہنا ہی نہیں بلکہ خوش رہنا چاہیے۔ صرف راضی نہیں رہنا بلکہ خوشی سے راضی رہنا ہے۔ فرمایا کہ سید میر داؤد احمد صاحب اپنے رنگ کے تھے لیکن یہ چیز ان میں پائی جاتی تھی۔ میر مسعود احمد آجکل کافی عرصہ سے ڈنمارک میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں وہ اپنے رنگ کے ہیں لیکن یہ چیز ان میں بھی پائی جاتی ہے اور ان کے چھوٹے بھائی میر محمود احمد جن کے بچے کے نکاح کا میں اعلان کروں گا وہ اپنے رنگ کے واقف زندگی ہیں لیکن یہ چیز ان ساروں میں common ہے کہ خوشی سے رہنا اور جو جماعت دے اس کو قبول کرنا اور کسی قسم کا مطالبہ نہ کرنا۔ فرماتے ہیں کہ ان کے باپ کا یہ ورثہ پوری نسل میں آگے چلا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت ماموں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پر یعنی میر اسحٰق صاحب کی اولاد پر بڑا فضل کیا ہے۔ اس واسطے

جماعت کے لیے جو یہ نمونہ بھی قائم ہؤا اور جماعت کے سامنے یہ ہر حالت میں ہنستے اور بشاش چہرے بھی آئے جو ہر وقت خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے اپنی زندگی کے دن گزارنے والے ہیں۔(ماخوذ از خطبہ نکاح 10 مئی 1982ء، خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 728-729)

پھر آپؒ نے آگے دعا دی کہ دعا کریں ان کی اگلی نسل بھی ان چیزوں کو حاصل کرنے والی ہو۔

شعر و شاعری سے بھی آپ کو شغف تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر اور کلام محمود کے شعر تو یاد تھے ہی اس کے علاوہ خود بھی نظمیں کہتے تھے۔

پھر ایک دفعہ انہوں نے مربیوں کو جو جامعہ میں آنا چاہتے ہیں اور مربی بننے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن ابھی آئے نہیں ایک نصیحت کی اور ایک لائحہ عمل دیا وہ بڑا اچھالائحہ عمل ہے۔ مربیوں کو بلکہ ہر شخص کو جو جامعہ میں آنا چاہتا ہے اور جو آچکا ہے ان کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

پہلی بات یہ لکھی کہ روزانہ صبح تین بجے اٹھ کر وضو کر کے، پاکستان کے وقت کے مطابق تو وہی تہجد کا وقت بنتا ہے کہ تہجد ادا کریں۔ روزانہ پانچ وقت نماز باجماعت مسجد میں جاکر ادا کریں اور وہاں ربوہ میں رہنے والوں کو نصیحت کی کہ مسجد مبارک میں کم از کم ایک نماز ادا کریں۔ پھر روزانہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لیے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کے لیے خلافت کی محبت کے لیے دعا مانگیں۔ پھر پانچویں بات یہ کہ تسبیح، درود شریف، استغفار کو اپنا شعار بنائیں۔ چھٹی بات یہ کہ حضرت صاحب یا خلیفۂ وقت کی خدمت میں محبت اور عقیدت کے جذبات کے ساتھ دعا کی درخواست کرتے ہوئے خط لکھا کریں۔ ساتویں بات یہ کہ اپنے موجودہ فرائض اور ذمہ داریاں احسن طریق پر ادا کریں۔ آٹھویں بات یہ کہ اپنے والدین کی خدمت کریں اور اگر وہ دور ہیں تو انہیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔ نویں بات یہ کہ قرآن شریف کا ترجمہ لفظی اور بامحاورہ سیکھنے کی کوشش کریں۔ دسویں بات یہ کہ روحانی خزائن کا کم از کم تین دفعہ مطالعہ کریں۔ گیارہ یہ کہ روزانہ الفضل اور ایک عام اخبار پڑھیں۔ روزانہ خدمتِ خلق کا ایک کام کم از کم ضرور کریں۔

ان کے بیٹے سید غلام احمد فرخ ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔ چند باتیں پیش کرتا ہوں کہ ابا کو اللہ تعالیٰ سے جو محبت تھی اس کا اظہار نمازوں اور ذکرِ الٰہی سے ہوتا تھا۔ ان کی نمازوں کو تو مَیں نے بھی دیکھا ہے۔ مسجد میں۔ ایک طرف کونے میں لگے جس خشوع و خضوع سے پڑھا کرتے تھے۔ جو گھر میں نمازیں ہیں وہ تو ہوتی ہوں گی ان کو ہم نہیں جانتے لیکن باہر بھی ان کی نماز کے وقت ایک عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ ایک ایسا فطری اور بے تکلف تعلق تھا جس کا لوگوں کے سامنے اظہار نہیں کرتے تھے لیکن پھر بھی بعض دفعہ اظہار ہو جاتا ہے لوگ خود ہی نوٹ کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں ابا کی نوٹ بک دیکھتا ہوں اس پر ہر روز اللہ لکھا ہؤا نظر آتا۔ غور کیا تو معلوم ہؤا کہ جب بھی اپنے قلم میں روشنائی، سیاہی بھرتے تو پہلا لفظ اللہ لکھتے ہیں اور اس طرح بعض اوراق یا ڈائریوں پر کئی کئی لائنوں میں صرف اللہ لکھا ہؤا تھا۔ آپ نے آخری سالوں میں اپنے کمرے میں ایک فقرہ لکھا تھا۔ اے میرے اللہ تی آمو۔ تو میں نے پوچھا اس کا مطلب کیا ہے؟ کہتے ہیں یہ اٹالین زبان کا لفظ ہے تی آمو کہ I love you۔ اللہ تعالیٰ کو لکھا ہے انہوں نے۔

حمد باری تعالیٰ پر ان کی ایک نظم بھی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے کہ

مجھ کو حاصل رہے مجھ کو دائم ملے
تیرا دیدار بھی تیری گفتار بھی

بیماری کے دنوں میں ان کا ایک دفعہ اپنڈیکس کا آپریشن ہؤا تو السلام علیکم کی آواز آئی۔ صحت یاب ہو گئے۔ ان کی عبادت اور نمازوں کا فلسفہ بھی تعلق باللہ سے ہی وابستہ تھا۔ ان دو کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ کئی مرتبہ نماز تہجد میں اپنی دعا کا طریق بتایا کہ پہلے حمد باری اور تعلق باللہ کے لیے دعائیں کرتا ہوں۔ ایک دن کہتے ہیں مجھے بتایا کہ میں روزانہ تہجد میں اپنے چچا جان یعنی حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظم کے اشعار پڑھتا ہوں جو چچا جان نے بعنوان ''تم'' لکھی تھی اس کا پہلا شعر یہ ہے کہ

علاجِ دردِ دل تم ہو ہمارے دل رُبا تم ہو
تمہارا مدعا ہم ہیں ہمارا مدعا تم ہو

نماز تہجد میں دعا کا طریق بھی بتایا جو اختصار سے پیش کرتا ہوں۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ حمد باری اور درود شریف کے بعد حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی آل اور خلفاء حضرت مسیح موعودؑ اور ان کی آل پر، حضرت مصلح موعودؓ اور آپؓ کی آل پر الگ سے، پھر اپنے دادا حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ سے شروع کرتے تھے اور درجہ بدرجہ نیچے آتے جاتے تھے۔ اپنی اولاد میں سب سے پہلے اپنی بیٹی کے لیے پھر بیٹوں کے لیے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کا اصل ذریعہ دعا کو ہی سمجھتے تھے۔ خلافت سے محبت چھلکتی تھی ہی لیکن سب سے بڑھ کر ان کی محبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ عشق تھا ایک۔ اتباعِ سنتِ رسولؐ کی کوشش کرتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں

سے اس کا اظہار ہوتا تھا۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ اس طرح ہؤا کہ آپ کسی بے آرام کرسی پہ بیٹھے ہوئے تھے اور میں کسی دوسری کرسی پہ آرام سے بیٹھا تھا۔ میں اٹھا اور ان کے لیے کرسی خالی کی لیکن وہ اس پر نہیں بیٹھے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھنے سے منع فرمایا ہؤا ہے۔ بے شک تم میرے بیٹے ہو لیکن یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے کہ دوسرے کی کرسی، بیٹھنے کی جگہ پہ قبضہ کیا جائے اس لیے میں نہیں بیٹھوں گا۔ اسی طرح راستہ میں آتے جاتے سلام کرنے میں پہل کرنے کی کوشش کرتے۔ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد دعا کرنے میں مشغول رہتے اور اس بات کو ناپسند کرتے کہ اس دوران میں کوئی ان سے ملنے بھی آئے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ کہتے ہیں ہم بچے بھی اس سے گریز کرتے تھے کہ ان کے پاس اس وقت میں جائیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت اور یوم وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم ولادت اور یوم وفات پہ تاکیدی طور پر درود شریف کثرت سے پڑھنے کی نصیحت کرتے تھے اور خود بھی اکثر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد۔ پڑھتے رہتے۔ کہتے ہیں میں ایک دفعہ قادیان گیا تو مجھے یہ دعا لکھ کے دی کہ دارالمسیح کے ہر کمرے میں سب سے پہلے ایک دفعہ میری طرف سے یعنی میر صاحب کی طرف سے یہ دعا پڑھنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر بھی دعا کرنا۔ 1990ء میں آپ پر ایک مقدمہ قائم ہؤا جو مجلس شوریٰ میں اظہار رائے پر تھا۔ مقدمہ C298 کا تھا لیکن جج نے آپ کو کہا کہ آپ نے تقریر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی توہین کی ہے۔ اس پر آپ نے بڑی سختی سے جج کے سامنے اس کا رڈ کیا اور مجھے بتاتے تھے کہ مجھے اس بات کی بڑی تکلیف تھی۔ جج نے آپ کو کہا کہ میر محمود احمد نے بحث کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے متعلق توہین آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس پر میر محمود احمد صاحب نے کہا کہ یہ مجھ پر الزام ہے! یہ سراسر جھوٹ ہے! جھوٹ ہے! جھوٹ ہے! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی دل سے تعظیم کرتا ہوں اور ان کی رسالت پر پختہ ایمان رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں سید ہوں اور ان کی آل

سے ہوں اور جھوٹ بولنے والے پہ لعنت بھیجتا ہوں۔ جج کے سامنے انہوں نے بڑی جرأت سے یہ بیان دیا۔

آخری بیماری کے دنوں میں تو خاص طور پر دعاؤں میں درود شریف بہت زیادہ پڑھتے تھے اور یہ الفاظ بڑے دہراتے تھے کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی محبت کا اظہار تھا اور یہ بھی اپنی مثال آپ تھا۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں مجھے یاد ہے کہ 1989ء میں روزنامہ الفضل ربوہ نے جماعت کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر سلسلہ کے بزرگوں سے انٹرویو لیے۔ آپ نے صرف یہ کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ سب سے بڑا معجزہ ہے کہ انسان کا زندہ خدا سے دوبارہ تعلق جوڑ دیا۔ اس قسم کے الفاظ تھے ان کے۔

بیماری کے دنوں میں بعض دفعہ قادیان کی بھی تیاری ہوتی تھی لیکن نہیں جا سکتے تھے اور پروگرام کینسل ہوتے تھے لیکن ایک محبت تھی قادیان سے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پہ حاضری کا ایک شوق تھا جس سے پھر آخر وقت میں آپ تکلیف اٹھا کے چلے جایا کرتے تھے۔

مطالعہ کے بارے میں لکھا ہے۔ قرآن کریم، بخاری، روحانی خزائن کا مطالعہ آپ کی روزانہ زندگی کا معمول تھا اور ہمیں بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ جو لوگ ملنے آتے ان کو بھی مطالعہ کی تلقین کرتے۔ 1990ء میں ان پہ مقدمہ ہؤا۔ ایک رات چنیوٹ کے حوالات میں بھی رہے۔ کہتے ہیں میں ملنے گیا تو انہوں نے کہا مجھے بالٹی اور مگ اور براہین احمدیہ لا دو تو میاں خورشید احمد صاحب ساتھ تھے انہوں نے کہا کہ اتنی تنگ حوالات میں اتنی گرمی میں اتنی مشکل کتاب تم کس طرح پڑھو گے۔ انہوں نے کہا کوئی نہیں میرے لیے مشکل نہیں ہے پہلے بھی اس کو پانچ دفعہ پڑھ چکا ہوں۔ بہرحال وہاں چھوٹی سی جگہ گرمی کے دن، ایک دن بھی بڑی تکلیف میں انہوں نے گزارا کیونکہ طبیعت نفیس تھی، نفاست تھی طبیعت میں اس لیے ان کے لحاظ سے یہ بہت بڑی تنگی تھی لیکن اس موقع پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پڑھنے کی فکر تھی۔ دینی علوم جن میں اسلام کے علاوہ یہودیت، عیسائیت وغیرہ کا بھی مطالعہ تھا اس پہ بہت دسترس تھی۔ موازنہ مذاہب میں آپ کو خاص مہارت تھی۔ روایتی فقہ سے نالاں تھے۔ ہمیشہ اس بات کی نصیحت کرتے تھے کہ قرآن کریم، سنتِ رسولؐ، صحیح احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے علم کلام سے راہنمائی حاصل کرو۔

دنیاوی علوم خاص طور پر سائنسی علوم کا مطالعہ، تاریخ کا مطالعہ اور اسی طرح تفریح کے لیے ہائیکنگ کے علوم پر بھی کتابیں کثرت سے پڑھتے تھے۔ انگریزی شعراء کے کلام اور اسی طرح اردو شعراء کے کلام کو بھی پڑھا ہؤا تھا اور بہت سے شعراء کے شعر یاد تھے۔ اپنے آئی پیڈ پر شعراء کے کلام کو سنتے بھی تھے۔ زبانیں سیکھنے کا ملکہ تھا۔ اردو، عربی، انگریزی کے علاوہ سپینش، اٹالین اور عبرانی پر خاصا عبور

ہو گیا تھا۔ اٹالین کے پروگرام تو ٹی وی اور آئی پیڈ پر باقاعدگی سے دیکھتے تھے۔ اس کے لیے وجہ یہ تھی کہ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی زمانے میں اٹالین زبان سیکھنے کا کہا تھا اور اس بات کا اظہار فرمایا تھا کہ حضور ان کو اٹلی بھیجیں گے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ زبان سیکھو۔ میں سیکھ رہا ہوں اس حکم کو منسوخ تو نہیں کیا تھا اور آج تک میرے لیے یہ حکم جاری ہے تو اس لیے میں جاری رکھوں گا۔ مالی قربانی خاص جوش سے کرتے تھے۔ پھر اسی طرح جو بھی ان کے حصے میں ورثہ میں جائیداد آئی اس کا فوری طور پر حصہ جائیداد اَدا کیا۔

مبشر ایاز صاحب جو آجکل جامعہ کے پرنسپل ہیں لکھتے ہیں کہ میر صاحب نے ایک نہایت معصومانہ اور پاکباز زندگی بسر کی۔ انتہائی نفیس لیکن عاجز اور منکسر المزاج، قناعت اور توکل کی ایک اعلیٰ مثال بن کر رہے۔ علم و عرفان کا ایک سمندر رکھتے تھے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ باتیں سب ٹھیک ہیں۔ مفسر بھی تھے۔ محدث بھی تھے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے یہ پہلے خوش نصیب عالم ہیں جنہیں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ پوری صحاح ستہ کا اردو ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔ میر صاحب کی زندگی عبارت تھی اس بات سے کہ کام کام اور بس کام۔ چھٹی کا لفظ میر صاحب کی زندگی کی لغت میں نہ تھا۔ میر صاحب بلاشبہ خلافت نماوجود تھے جنہوں نے خلافت کی اطاعت اور خلافت سے محبت کر کے ہمیں دکھایا اور سمجھایا۔ اپنے عمل سے دکھایا کہ خلافت کا احترام اس کو کہتے ہیں۔ سائیکل پہ وقت پہ جایا کرتے تھے سات بیس پہ جامعہ لگتا تھا سات بیس پہ پہنچ جاتے تھے۔ دو تین دفعہ سائیکل سے بھی گرے۔ ایک دفعہ بیمار تھے، طبیعت خراب تھی تو ان کو مَیں نے کہا کہ آپ دس بجے تک انتظار کیا کریں دس بجے جامعہ جایا کریں اور اس کو بھی انہوں نے حکم سمجھا اور پھر دس بجے ہی دفتر جاتے تھے۔ بلکہ ایک دن مبشر صاحب نے یہ بھی لکھا کہ باہر آ کے دس بجے سے پہلے برآمدے میں ٹہل رہے تھے تو میں نے تھوڑی دیر ان کا انتظار کیا پھر ان سے جا کے پوچھا کہ آپ باہر کیوں ٹہل رہے ہیں؟ اندر نہیں آتے۔ تو انہوں نے کہا ابھی دس نہیں بجے اور مجھے یہ حکم ہے خلیفہ وقت کا کہ دس بجے دفتر جانا ہے اس لیے میں دس بجے دفتر جاؤں گا۔ ایک مثالی اطاعت تھی ان کی۔ ایک ماڈل تھے وہ لوگوں کے لیے۔ افسروں کے لیے بھی، ماتحتوں کے لیے بھی۔

تنویر ناصر صاحب مربی قادیان میں ہیں کہتے ہیں کہ ان کی ایک یاد جو ہمیشہ میرے دل میں رہتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن قادیان میں مسجد مبارک میں مَیں بیٹھا ہؤا تھا تو میر صاحب مسجد کی پہلی صف میں ٹہل رہے تھے۔ مجھے ان کا یہ ٹہلنا اور زیرِ لب دعائیں کرنا بڑا اچھا معلوم ہؤا اور میں بڑا لطف اٹھا رہا تھا۔ تو کچھ دیر کے بعد مجھے ہمت ہوئی میں نے آگے بڑھ کے عرض کیا کہ آپ مسجد کی پہلی صف میں ٹہل رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس جگہ ٹہلتے ہوئے دیکھا تھا اور میں بھی انہی کے خطوط اور نقش پر ٹہل رہا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ سے تو عجیب محبت تھی۔

فیروز عالم صاحب لکھتے ہیں کہ میرے زمانہ جامعہ کے دوسرے یا تیسرے سال میں یہ پرنسپل بن کے آئے۔ ہماری خوش نصیبی ہے انہوں نے تعلیم سے کہیں زیادہ اپنی مثالی شخصیت کے ذریعہ عالم باعمل ہونے کے لحاظ سے ہماری تربیت کی۔ میں ان کے دروس وغیرہ جہاں تک ممکن تھا سنتا اور ان پہ عمل کرنے کی کوشش کرتا۔ انہوں نے ہمیں موازنہ مذاہب پڑھایا۔ اکثر ہمیں وہ دلائل لکھاتے اور سمجھاتے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں پیش فرمائے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں ہمیں پڑھا رہے تھے۔ اچانک سوالیہ انداز میں فرمایا کہ کیا آج بھی معجزات رونما ہوتے ہیں؟ پھر اپنا ایک تجربہ سناتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ جلسہ کے دنوں میں کہیں ان کی ڈیوٹی کے دوران ایسا ہؤا کہ کھانا بہت تھوڑا تھا اچانک کافی سارے مہمان آگئے جو معمولی سا کھانا آیا اسے تقسیم کرنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ برکت دیتا گیا۔ سب نے کھایا اور کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

ان کے پوتے عزیزم حاشر احمد مربی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت تھی۔ ایک عجیب اثر چھوڑا تھا اللہ تعالیٰ کی محبت کا ہر ایک کے دل میں بڑوں میں چھوٹوں میں۔ تہجد میں باقاعدہ تھے۔ نمازوں میں باقاعدہ تھے۔ اب یہ مربی بن گئے ہیں ان کو بھی چاہیے کہ اپنے دادا کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم سے محبت ایسی تھی کہ ایسا عشق کبھی نہیں دیکھا۔ لمبی لمبی تلاوت کیا کرتے تھے فجر کے بعد۔ کہتے ہیں میں طفل تھا تو مجھے کچھ عرصہ ان کے گھر رہنے کا موقع ملا اور تہجد پڑھنے کے بعد نماز فجر کے لیے مجھے اٹھاتے۔ پھر لمبی تلاوت کرتے۔ بڑے غور اور محبت سے پڑھا کرتے تھے۔ مجھے اس کا بڑا اثر تھا اور کہتے ہیں میں جامعہ میں داخل ہؤا، کینیڈا جامعہ میں داخل ہوئے تو جب وہاں جاتا تھا پوچھتے تھے قرآن کریم ترجمہ اور تفسیر الگ الگ پڑھاتے ہیں یا اکٹھے تو میں نے انہیں کہا الگ الگ۔ اس پر خوش تھے کہ ایسا ہونا چاہیے لوگوں کو تفسیر آجاتی ہے اور ترجمہ نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کا ذکر انہوں نے اس طرح کیا ہے کہ روحانی خزائن کے دیوانے تھے۔ مجھے بہت مرتبہ یہ کہا کہ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب بہت مرتبہ پڑھی ہیں مگر ہر دفعہ نئے مضامین نکلتے چلے آتے ہیں۔ مجھے کہا کرتے تھے کہ روحانی خزائن پڑھ

لو تو تمہیں قرآن، حدیث، سیرت سب کی سمجھ آئے گی۔ یہ بات تو مجھے بھی انہوں نے ایک دفعہ بتائی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب تین دفعہ تو ضرور پڑھ لی ہیں اور بعض کتابیں تین سے زائد مرتبہ بھی پڑھی ہوئی ہیں لیکن عاجزی کی انتہا تھی کبھی علمیت کا اظہار نہیں کیا۔

کہتے ہیں ایک دفعہ گھر میں خطبہ سن رہے تھے کہ بجلی بند ہو گئی۔ ربوہ میں، پاکستان میں بجلی اکثر بند ہو جاتی ہے تو ٹی وی بند ہو گیا۔ میں چھوٹا تھا۔ میں اٹھ کے جانے لگا تو انہوں نے کہا کہ بیٹھو اور دعائیں پڑھتے رہو، جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس میں بھی بڑی برکت ہوتی ہے۔ تمہیں کیا پتا ہے کس وقت بجلی آجائے اور خلیفۂ وقت کا خطبہ دوبارہ شروع ہو جائے اور تم اتنے الفاظ مِس کر دو۔ تو یہ برداشت نہیں تھا۔

ایک دفعہ کوئی فنکشن تھا جہاں میرا خطاب ہونا تھا۔ ان کو اطلاع نہیں ملی وہ سن نہیں سکے۔ ایم ٹی اے لگایا تو اس وقت ختم ہو چکا تھا۔ کسی خادم کو کہا اس نے آئی پیڈ پہ لگانے کی کوشش کی تو اس میں اَور زبان میں آرہا تھا لیکن وہ بھی سنتے رہے۔ پھر جب میں آیا تو میں نے ان کو اردو میں لگا کے دیا تو بڑے خوش تھے اور بڑی شکر گزاری تھی ان کے اندر کہ تم نے یہ میرے لیے لگا دیا۔ میری بہت مدد کی اور مجھ پر بہت احسان کیا ہے۔ بچوں سے بھی شکر گزاری کا اظہار کرتے تھے۔

عامر سفیر صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ہیں۔ کہتے ہیں مَیں نے بھی اطاعتِ خلافت کا عجیب غیر معمولی نمونہ ان میں دیکھا ہے۔ کہتے ہیں میں اس شعبہ میں آیا تو انہوں نے آکے مجھے کہا بلکہ میں نے خود ہی عامر صاحب کو کہا تھا کہ آپ علماء کو کہیں کہ ریویو کے لیے مضمون لکھا کریں اور مَیں نے چند علماء کے نام بتائے تھے ان میں مَیں نے میر محمود احمد صاحب کا بھی بتایا تھا۔ تو کہتے ہیں اس وقت وہ پاکستان میں تھے میں نے پتا کیا کہ اس وقت سو تو نہیں رہے ہوں گے۔ رات کے دس گیارہ بجے کا وقت تھا تو ان کے رشتہ داروں نے کہا کہ نہیں۔ کہتے ہیں مَیں نے فون کیا۔ ان کی اہلیہ نے فون اٹھایا تو میں نے ان سے کہا کہ اس طرح بات کرنی ہے۔ انہوں نے کہا وہ تو سو رہے ہیں لیکن اس دوران میر صاحب کی آنکھ کھل گئی انہوں نے فون کی گھنٹی کی آواز سنی یا باتوں سے آنکھ کھل گئی تو انہوں نے بات کی تو میں نے کہا اس طرح خلیفۃ المسیح نے یہ کہا ہے کہ آپ ریویو کے لیے فلاں موضوع پہ لکھیں۔ کہتے ہیں اس وقت تو مجھے سمجھ نہیں آرہی صبح میں بتاؤں گا۔ بہر حال اگلے دن انہوں نے، میر صاحب نے پندرہ صفحے کا ایک مضمون لکھ کے مجھے بھجوا دیا تو میں نے عامر سفیر کو بھیجا کہ یہ مضمون ان کی طرف سے آیا ہے اور میر صاحب نے لکھا تھا کہ رات کو ایک لڑکے کا فون آیا تھا جس نے یہ بات کی تھی کہ خلیفۃ المسیح کا یہ ارشاد ہے کہ تم یہ مضمون لکھو تو میں نے یہ لکھ دیا ہے۔ پہلی قسط بھیج رہا ہوں پندرہ صفحہ کی اور آئندہ بھی بھیجتا رہوں گا تو اس حد تک وہ اطاعت کرنے والے تھے۔ وقت کی اطاعت میں نے پہلے بتا دیا کہ دفتر میں اندر نہیں آئے کہ دس بجیں گے تو اندر آؤں گا۔

پھر جب ان کا پروگرام کفنِ مسیح کے بارے میں ہوتا تھا اس بارے میں یہاں جلسہ پہ جو نمائش لگتی تھی اس میں بھی ہر سال شامل ہوتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں یہ سارا بیان دیا کرتے تھے اور عامر سفیر نے لکھا ہے کہ مربیان جب کسی علمی موضوع پر مطالعہ کرتے ہیں تو اصل یعنی جماعتی پہلوؤں کو چھوڑ کر دنیاوی حوالوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں لیکن ان کا طریق یہ تھا کہ سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور موقف مکمل طور پر سمجھتے اور پھر بعد میں غیر جماعتی یا سیکولر پہلوؤں کو دیکھتے نہ کہ اس کا الٹ۔ کہتے ہیں کہ میر صاحب بڑے اعتماد سے دنیا کے جو بڑے بڑے شراؤڈ کے ماہرین ہیں ان کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ پیش کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کے صلیب سے زندہ بچ جانے کا جو واقعہ ہے، اس پہ جو ریسرچ ہوئی تھی اس کا یہ واقعہ ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کی ٹیم کافی عرصہ سے اس موضوع پر مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے کام کر رہی تھی۔ ان کی کوشش تھی کہ شراؤڈ سے متعلق جملہ سائنسی تاریخی اور نظریاتی پہلو پیش کر کے جماعتی مؤقف کو تقویت دی جائے لیکن اس کے برعکس میر صاحب کی حکمتِ عملی اس سے مختلف تھی۔ ان کا یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرہم عیسیٰ پر زور دیا ہے اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان نکات کو بنیاد بنایا جائے اور باقی پہلوؤں کو اضافی حیثیت دی جائے۔ وہ بار بار یہی مؤقف پیش کرتے رہے اور مرہم عیسیٰ ہی وہ کڑی ہے جو واقعہ صلیب کو سمجھنے کی کلید ہے۔ ریویو کی ٹیم کی کاوشوں سے اگرچہ جماعت کا اخلاقی تأثر مضبوط ہؤا اور ماہرین سے تعلق اچھے ہوئے مگر علمی سطح پر فیصلہ کن اثر نہ پڑ سکا لیکن کہتے ہیں میر صاحب کی اپروچ نے آخر کار اپنا اثر دکھایا۔ شراؤڈ کے اس وقت کے سب سے مشہور ماہر اور فوٹو گرافر بیری شوارٹز (Barrie Schwortz) نے خود اعتراف کیا کہ اگر آپ واقعی مرہم عیسیٰ سے متعلق اپنا نکتہ ثابت کر دیں تو مجھے ماننا پڑے گا کہ عیسیٰ واقعی صلیب سے بچ گئے تھے۔

ان کے بے شمار واقعات لوگوں نے لکھے ہیں اَور بھی ہیں۔ ان کے بچوں کی طرف سے، ان کی اولادوں کی طرف سے اور لوگوں کی طرف سے، واقفین کی طرف سے، مربیان کی طرف سے جو بیان کرنے مشکل ہیں۔ ایک چیز ہے جو ہر مربی نے لکھی۔ اگر ہر ایک نے نہیں تو کم از کم بہت سارے ہیں جو کامن ہے اور وہ یہ کہ کہتے

تھے ایک لفظ قبر پکڑ لو، اس پہ عمل کرو اور اس قبر کے معنی یہ بتاتے تھے کہ 'ق' سے قرآن، 'ب' سے بخاری حدیث کی کتاب اور 'ر' سے روحانی خزائن۔ کہا کرتے تھے کہ اگر ان کے تم ماہر بن جاؤ، ان کو حاصل کر لو، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو، اس سے علم سیکھنے کی کوشش کرو، اس سے روحانیت سیکھنے کی کوشش کرو تو تم اپنے مقصد کو پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

ویسے بھی قبر کا لفظ خود بھی ایسا ہے کہ اگر انسان کو یاد رہے تو خدا تعالیٰ یاد رہتا ہے اور جب خدا تعالیٰ یاد رہے تو پھر انسان تقویٰ پر چلنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔

بہر حال خلافت کے ایک عظیم معاون اور مددگار تھے، جاں نثار تھے حرف حرف پر عمل کرنے والے تھے۔ باوفا تھے۔ ایسے سلطان نصیر تھے جو کم کم ہی ملتے ہیں۔ عالم باعمل تھے۔ مجھے تو کم از کم ان جیسی کوئی مثال ابھی نظر نہیں آتی۔ اللہ کے خزانے میں تو کوئی کمی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسی مثالیں اَور بھی پیدا ہو جائیں اور ایسے باوفا اور مخلص اور تقویٰ پہ چلنے والے مددگار اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو عطا فرماتا رہے اور ان کی اولاد کو بھی ان کے باپ کی دعاؤں کا حصہ دار بنائے اور ان کے عمل پر ان کی نصیحتوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## مُحب اور محبوب کی محبت کا پُر کیف منظر

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ (جن کا پہلا نام کریم بخش تھا اور بعد میں حضرت مسیح موعودؑ نے بدل کر عبد الکریم رکھا) کے سچے عشق کا واقعہ جو ان کی اہلیہ نے بیان کیا ہے، وہ بیان کرتی ہیں:

"جب حضرت مولوی صاحب بیمار ہو گئے اور ان کی تکلیف بہت بڑھ گئی تو بعض اوقات نیم بے ہوشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کرو میں حضرت صاحب سے ملنے کے لیے جاؤں گا۔ گویا وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ باہر ہیں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی زار و قطار رو پڑتے تھے کہ دیکھو اتنے عرصے سے میں نے حضرت صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا۔ تم مجھے ان کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔ ابھی سواری منگاؤ اور لے چلو۔ ایک دن ہوش میں تھے کہنے لگے۔ حضرت صاحب سے کہو کہ مر چلا ہوں۔ مجھے دور سے کھڑے صرف زیارت کروا جائیں اور بڑے روئے اور اصرار کے ساتھ کہا ابھی جاؤ۔ میں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کو ملنے کو نہیں چاہتا۔ مگر بات یہ ہے کہ میں ان کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت اماں جانؓ نے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ اچھا میں جاتا ہوں۔ مگر تم دیکھ لینا کہ ان کی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ ہو جائے گا۔ بالآخر حضرت صاحبؑ نے پگڑی منگوا کر سر پر رکھی۔ وہ ادھر جانے لگے۔ میں سیڑھیاں چڑھ کر آگے چلی گئی۔ جا کر مولوی صاحبؓ کو اطلاع دی تو انہوں نے الٹا مجھے ملامت کی کہ تم نے حضرت صاحبؑ کو کیوں تکلیف دی۔ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ کیوں تشریف نہیں لاتے۔ میں نے کہا آپ نے خود تو کہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو میں نے اپنا دکھڑا رویا تھا۔ تم فوراً جاؤ۔ حضرت صاحبؑ سے عرض کرو کہ تکلیف نہ فرمائیں۔ میں بھاگی گئی تو حضرت صاحبؑ سیڑھیوں کے نیچے کھڑے آنے کی تیاری کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا حضورؑ آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ یہ تو مولوی عبد الکریم صاحبؓ کے عشق و فدائیت کا عالم تھا۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی بیماری کے دوران علاج اور توجہ میں جو نمونہ قائم کیا۔ وہ انبیاء علیہم السلام کی ذات میں تو نظر آتا ہے لیکن کسی اور انسان میں دکھائی نہیں دیتا۔ صبح و شام حضرت مسیح موعودؑ مولوی صاحب کے لیے دعاؤں میں گویا وقف تھے۔ مولوی صاحب جس چیز کے کھانے کی خواہش کرتے یا جس دوائی کی ضرورت ہوتی فوراً آدمی بھیج کر لاہور یا امرتسر سے منگوا دیتے۔ حضورؑ نے علاج معالجہ کے لیے بے دریغ روپیہ خرچ کیا اور کوئی ایسی چیز باقی نہ رہ گئی جس کی نسبت خیال ہو کہ مولوی صاحب کے لیے مفید ہو گی ان کے لیے بہم نہ پہنچائی گئی ہو۔ حضرت اقدسؑ مولوی صاحب کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ اکثر مسجد میں فرماتے کہ مولوی صاحب کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے مگر ان کی تکلیف میں دیکھ نہیں سکتا۔ چنانچہ آخر مولوی صاحبؓ اس مرض میں فوت ہو گئے۔ مگر حضورؑ ان کے پاس تشریف نہ لے جا سکے۔"

(تاریخ احمدیت - جلد سوم - صفحہ 422-423)

# مربی سلسلہ مکرم عبد الرشید یحیٰ مرحوم کا ذکرِ خیر

## از خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04/ اپریل 2025ء

"دوسرا ذکر عبد الرشید یحیٰ صاحب کا ہے جو صدر قضاء بورڈ کینیڈا تھے۔

گزشتہ دنوں میں انہوں نے ریٹائرمنٹ لی تھی۔ پچھتر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بھی موصی تھے۔

ان کے والد نے 1945ء کے قریب مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا محمد علی صاحب ایم اے کے ساتھ کافی طویل گفتگو اور تحقیق اور بحث مباحثے اور پوری اتمامِ حجت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ پورے گاؤں میں اکیلے احمدی تھے اور گاؤں والے باوجود مذہبی اختلاف کے آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے کی ڈگری لینے کے بعد جامعہ میں داخلہ لیا۔ پھر اپنی زندگی وقف کی اور 1975ء میں میدانِ عمل میں آئے۔ مقامی طور پر پاکستان میں شروع میں تقرریاں ہوتی رہیں۔ پھر امریکہ، کینیڈا اور گوئٹے مالا میں خدمت کی توفیق پائی۔ جنوبی افریقہ میں بحیثیت نیشنل پریذیڈنٹ اور مشنری انچارج خدمت کی توفیق پائی۔ گوئٹے مالا اور جنوبی کوریا میں بحیثیت مبلغ انچارج و نیشنل صدر کے خدمت کی توفیق ملی۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا میں وائس پرنسپل کی توفیق ملی۔ اس کے ساتھ آپ وہاں کلاسیں بھی لیا کرتے تھے۔ طلبہ کو تفسیر القرآن اور علم الکلام پڑھاتے تھے۔ 2017ء میں ان کی تقرری صدر قضاء بورڈ کینیڈا کے طور پر ہوئی تھی۔ 2023ء تک اس خدمت پر مامور رہے۔ گوئٹے مالا میں جب آپ تھے تو وہاں بدھ مذہب کے روحانی راہنما دلائی لامہ سے بھی ان کی گفتگو ہوئی اور اس کو اسلام کا پیغام پہنچایا۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

ان کے بیٹے قاسم رشید صاحب کہتے ہیں کہ جماعت کا بے حد احترام تھا۔ اس کے خلاف کوئی بات بھی آپ کے لیے ناقابل برداشت ہوتی تھی اور نظام جماعت پر ہونے والے کسی بھی اعتراض کا پوری طرح سے جواب دیتے۔ معترض کی پوری طرح بات سن کر اس کو غلطی کا احساس دلاتے۔ ساری زندگی کہتے ہیں مَیں نے اپنے والد کو نماز باجماعت اور خصوصیت سے تہجد کا التزام کرتے دیکھا۔ بیماری کتنی ہی شدید ہوتی تھی نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ آخری بیماری میں بھی یہی حال تھا۔ ہمیشہ بیماری کو بھی انہوں نے الحمدللہ ہی کہتے گزارا۔ آخری سال میں کافی بیمار ہو گئے تھے لیکن بڑے صبر شکر سے بیماری گزاری ہے اور یہی کوشش تھی اور اس بات کی طرف انہوں نے اپنی اولاد کو بھی بار بار تلقین کی کہ خلافت سے وابستہ رہنا۔ اور کہتے ہیں کہ مجھے ہمیشہ حوصلہ دیتے کہ میں سوشل میڈیا پر خلافت کے بارے میں فخر اور بے خوفی سے لکھوں کیونکہ یہی مسلم دنیا اور تمام انسانیت کے اتحاد کا حقیقی حل ہے۔ انہوں نے بھی وقف کو وفا سے نبھایا۔

1980ء اور 90ء میں جب ایم ٹی اے وغیرہ باقاعدہ شروع نہیں تھا اس دہائی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات اور حضرت خلیفہ ثالثؒ کے خطبات کاپی کر کے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ خود کاپی کرتے اور اس کی ڈپلیکیٹ بناتے اور پھر لوگوں تک چوبیس سے اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر پہنچاتے تاکہ خلیفۂ وقت کا پیغام لوگوں تک پہنچ جائے اور ایک تعلق جو ہے وہ قائم رہے۔ ان کے بھانجے منصور نور الدین صاحب ہیں۔ وہ بھی ربوہ میں مربی سلسلہ ہیں۔ کہتے ہیں قریباً ترپن برس تک وقف کی ذمہ داریوں کو نہایت اخلاص و وفاداری کے ساتھ انہوں نے نبھایا۔ کہتے ہیں میں نے ان کو یہی دیکھا ہے کہ وقف کے ساتھ بے لوث وابستگی اور نظام جماعت کے شایان شان نمائندہ ہونے کا حق ادا کیا اور خلیفۂ وقت کا مطیع و فرمانبردار اور محبت کرنے والا ان کو دیکھا۔ جامعہ میں تقرر ہوا تو وہاں اپنے مضمون کی، لیکچر کی اس لیے تیاری کرتے تھے کہ جامعہ کے طلبہ بہترین طالب علم، بہترین مربی، بہترین مبلغ بن کے نکلیں اور یہ کہا کرتے تھے کہ خلیفۂ وقت نے مجھ پہ جامعہ کے طلبہ کو پڑھانے کا اعتماد کیا ہے مجھے اس اعتماد پر پورا اترنا چاہیے۔

مرزا محمد افضل صاحب بھی مربی تھے۔ کہتے ہیں کہ مزاج کے بہت شستہ اور خوشگوار تھے۔ بہت محنتی اور سنجیدہ واقف زندگی تھے۔ خدمت سلسلہ کو ہر کام پر ترجیح دیتے اور تعاون کرنے میں بھی کبھی دریغ نہیں کیا۔ عبدالنور عابد صاحب نے کہا کہ ہمیں تفسیر القرآن پڑھایا کرتے تھے۔ نہایت محبت اور محنت سے ہمیں پڑھاتے تھے اور نوٹس بڑے لکھواتے تھے اور پھر بڑے غور سے چیک بھی کرتے تھے۔ کہتے ہیں ان کے پڑھائے ہوئے نوٹس آج بھی ہمارے کام آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔" https://www.alfazl.com/2025/04/20/121118/

# مکرم سید میر محمود احمد ناصر کا ایک تاریخی مکتوب بنام احباب جماعت امریکہ

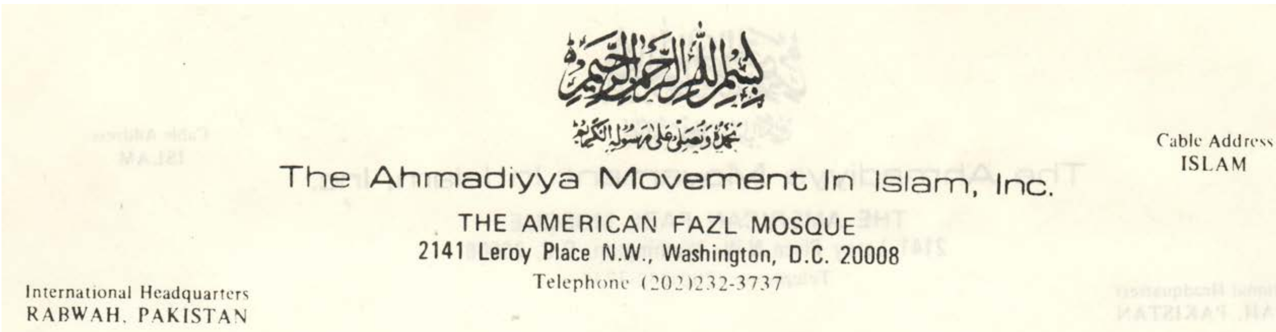
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
The Ahmadiyya Movement In Islam, Inc.
THE AMERICAN FAZL MOSQUE
2141 Leroy Place N.W., Washington, D.C. 20008
Telephone (202)232-3737
Cable Address
ISLAM
International Headquarters
RABWAH, PAKISTAN

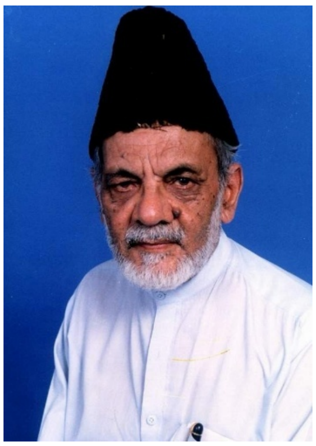

میرے عزیز بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

- ہماری زندگی کا ایک نیا سال شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس سال کو اپنی خاص رحمتوں اور برکتوں کا سال بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو اپنے پیار اور محبت کے ہمارے دلوں میں مضبوطی سے قائم ہونے کا سال بنائے۔ اس کی توحید دنیا میں قائم ہو اس کے سچے اور سب سے بڑے رسول محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت اس کرۂ ارض پر پھیلے۔ سچے اسلام کو فتح ہو اس کی پاک کتاب قرآن شریف کے نور سے دنیا روشن ہو جائے اس کے پاک مسیح علیہ السلام کی صداقت دنیا میں قائم ہو۔
- 1979ء میں ہماری جماعت نے خدا تعالیٰ کے تائید کے نشان دیکھے اور جماعت کو مٹانے کی کوشش کرنے والے دنیا کی کوششوں کے باوجود بچ نہ سکے۔ اللہ کرے 1980ء اللہ تعالیٰ کے جمالی نشانوں کا سال ہو انسان ایک دوسرے کے لیے سچی محبت اور ہمدردی کے جذبات سے معمور ہو۔
- 1979ء کے آخری دنوں میں اللہ تعالیٰ نے امریکہ کی جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی براہِ راست نگرانی میں یہ توفیق دی کہ وہ ہزارہا کی تعداد میں قرآن شریف انگریزی ترجمہ کے ساتھ چھپوائے۔ اب اس سال احباب کا فرض ہے کہ وہ اس عظیم کتاب کو کثرت سے پھیلائیں، تقسیم کریں اپنے دوستوں کو تحفہ کے طور پر دیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں فروخت کریں۔
- ہمارے اجتماعی پروگرام کا کیلنڈر اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کے مطابق ہمارے اجتماعی پروگرام کی ابتدا سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ سے ہو رہی ہے۔ یہ جلسہ ان شاء اللہ 27 جنوری 1980ء کو منعقد ہوگا۔ میں جملہ صدر صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس تقریب کو پورے اہتمام اور پوری تیاری سے منعقد کریں اور آپ سب بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ اس تقریب میں شامل ہوں اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی صفات حسنہ کا ذکر سنیں اور حضور ﷺ کے ذکر کی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔
- اس سال جماعت امریکہ کی سالانہ کنونشن 29/ اگست۔ یکم ستمبر کو منعقد ہوگی۔ یہ کنونشن واشنگٹن ریجن میں منعقد ہوگی۔ اس میں شامل ہونے کا ارادہ ابھی سے رکھیں اور تیاری فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

- امریکہ کی جماعت کے احباب کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے اس سال کتاب The Essence of Islam کورس کے طور پر مقرر کی گئی ہے۔ کنونشن کے موقع پر اس کتاب کا سادہ امتحان بھی لیا جائے گا۔ امید ہے آپ کنونشن سے پہلے اس کتاب کا مطالعہ مکمل کر لیں گے۔
- اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کو اپنی پناہ میں رکھے ہر تکلیف سے بچائے۔ اس سال دعا پر خاص زور دیں اور اپنی دعا میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام احباب جماعت اور جماعت کے کارکنان کو یاد رکھیں۔

والسلام آپ کا بھائی اور خادم

خاکسار

سید محمود احمد ناصر

مکرم سیّد ساجد احمد کے نام ایک خط:

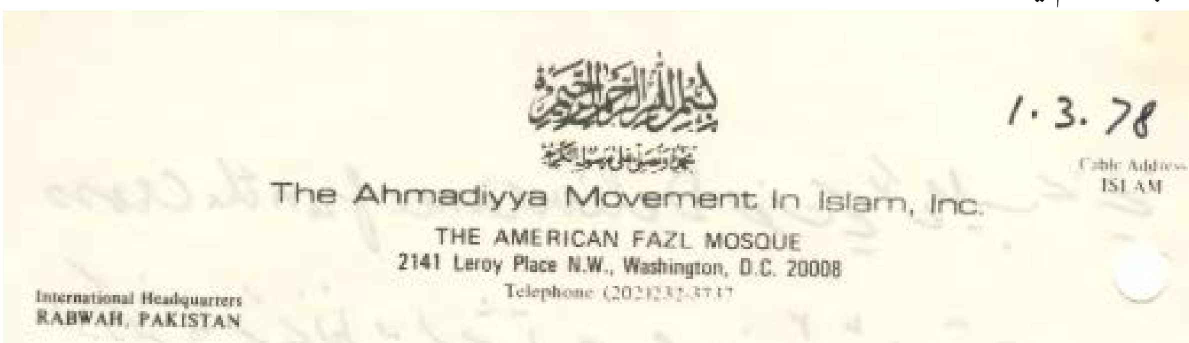
1.3.78

The Ahmadiyya Movement In Islam, Inc.

THE AMERICAN FAZL MOSQUE

2141 Leroy Place N.W., Washington, D.C. 20008

Telephone (202)232-3737

Cable Address ISLAM

International Headquarters RABWAH, PAKISTAN

عزیزم مکرم ساجد صاحب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرم مبشر احمد صاحب نے آپ کے لٹریچر کے بارہ میں ضرورت کا ذکر کیا ہے۔ ایک فہرست کتب بھیج رہا ہوں۔ نیز تھوڑا سا لٹریچر بھی ارسال ہے۔

قرآن شریف انگریزی ترجمہ کے ساتھ صرف 5 ڈالر میں دستیاب ہے۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے احمدیت کے نام سے بڑی عمدہ کتاب لکھی ہے جو انگلستان میں شائع ہوئی ہے۔ 360 صفحات کی کتاب احمدیت کے عقائد و تاریخ کا عمدہ تعارف ہے۔ طباعت بھی اچھی ہے۔ ہم اس کو Cost Price پر دے رہے ہیں۔ 10 ڈالر قیمت ہے۔

چودھری صاحب کی ایک اور کتاب جو علمی حلقوں میں دینے کے لیے بہت مفید ہے Deliverance from the Cross حضرت مسیحؑ کے صلیب سے بچنے اور کشمیر جانے کے نظریہ پر مشتمل ہے۔ صرف دو ڈالر قیمت ہے۔ یہاں اب تھوڑی رہ گئی ہے۔ انگلستان سے ہزار کاپی اور منگوائی جا رہی ہے۔

ان دونوں کتابوں کو فروخت کرنے یا علمی ذمہ دار سنجیدہ حلقوں میں تحفۃً تقسیم کرنے کی کوشش کریں۔ میں Deliverance from the Cross کیونکہ ڈاک میں بعض یونیورسٹی کے پروفیسروں وغیرہ کو تحفۃً بھی محدود تعداد میں بھجوا رہا ہوں اس لیے آپ ایسے ذمہ دار لوگوں کے نام مجھے بھجوا دیں تا کہ Duplication نہ ہو جائے۔ اس ملک میں تبلیغ کی بہت گنجائش ہے۔ لوگ سننے کو، پڑھنے کو تیار ہیں بظاہر خوش، آسودہ نظر آتے ہیں مگر دل میں ایک خلا محسوس کرتے ہیں۔ لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ زیادہ بہتر ہے۔ اس کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

والسلام خاکسار

سید محمود احمد ناصر

# مکرم میر محمود احمد ناصر ایک باخدا درویش

مرزا محمد افضل، مربیٔ سلسلہ

یہ 1968ء کا سال تھا جب خاکسار اپنے علمی و تعلیمی سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اس کی تیاری اور تربیت کے لیے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہؤا۔ میں ایک غریب الوطن گھر سے کوسوں دور تھا، طلبہ اور اساتذہ میں سے کسی سے بھی واقف نہیں تھا۔ جامعہ میں داخلہ کے مراحل سے گزر کر جامعہ کے ناصر ہوسٹل میں سات اجنبی ساتھیوں کے ساتھ ایک کمرے میں رہائش رکھنا تھی۔ آہستہ آہستہ تعارف بڑھا اور یوں میرے وقفِ زندگی کے سفر کا آغاز ہؤا۔

کلاس میں اساتذہ کے ساتھ ابتدائی مانوسیت کا آغاز ہؤا۔ تمام اساتذہ ہی اپنے اپنے رنگ میں دینی و روحانی طور پر اثر انداز ہو رہے تھے لیکن دو احباب (اس وقت یہ احباب ہی تھے) سب سے الگ جاذب شخصیت کے مالک تھے۔ یوں لگتا تھا کسی اور جہان کے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ یہ دونوں "احباب" دل سے ہوتے ہوئے روح میں سما کر احباب سے محسنین میں داخل ہو گئے۔ اور یہ پتہ ہی نہیں چلا کہ کب اس احساس نے محبت کی جگہ لے لی اور پھر آج تک وہ دل کی گہرائیوں میں جا گزین ہیں۔ یہ دو محسن اور محب شخصیات مکرم میر داؤد احمد پرنسپل جامعہ احمدیہ اور مکرم میر محمود احمد ناصر تھے۔

آج میں ان میں سے جس محبوب کا ذکر کرنے جا رہا ہوں ان کا نامِ نامی محترم میر محمود احمد ناصر ہے۔ آپ تمام زندگی خدمتِ سلسلہ کرتے ہوئے حال ہی میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ مَرْقَدَهٗ اَدْخِلْهُ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ۔ آمین۔

آپ نے مجھے کلاس میں جو مضامین پڑھائے ان میں منطق اور موازنۂ مذاہب تو اچھی طرح یاد ہیں۔ لیکن آپ نے جس طرح روحانی تربیت فرمائی وہ وقت کے ساتھ گہری ہوتی گئی۔ ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے گھر میں چند طلبہ کو چائے پر بلایا۔ خاندان مسیح موعودؑ کا حصہ ہونے کی وجہ سے میں نے آپ کو جس رنگ میں دیکھنا چاہا وہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ سب سے پہلا سبق جو میں نے اس وقت سیکھا یہ تھا کہ آپ کتنے احترام سے اپنی زوجہ محترمہ کو "بی بی" کہہ کے مخاطب کرتے ہیں اور واحد کی بجائے جمع کے صیغہ کے ساتھ "بی بی فلاں چیز دے دیں، یہ کر دیں وہ کر دیں" مجھے بی بی کے تخاطب سے فوراً اپنی والدہ کی طرف دھیان گیا کیونکہ ہم اپنی والدہ کو بی بی کے لفظ سے مخاطب کرتے تھے۔ لیکن کسی کا اپنی اہلیہ کو بی بی کے لفظ سے مخاطب کرنا عجیب لیکن بہت اچھا لگا۔ اس سے خواتین کے احترام کا مسئلہ دل میں سرایت کر گیا۔ میں نے بعد میں آپ سے مزاحاً کہا میر صاحب آپ بیگم صاحبہ سے بہت ڈرتے ہیں تو فرمانے لگے کہ مصلح موعودؓ کی بیٹی سے ڈرنا ہی اچھا ہے۔ اور پھر فرمایا یہ ڈر نہیں احترام کا تقاضا ہے۔ اور میں نے آپ کی یہ بات پلے سے باندھ لی۔

آپ نہایت خوشگوار طبیعت کے مالک تھے خشک مزاجی تو بالکل بھی نہیں تھی۔ آپ نہایت شائستہ اور موقع محل کے مطابق مزاح بھی کر لیتے تھے۔ موازنۂ مذاہب کے سلسلہ میں جب عیسائیت کی باری آتی تو توحید باری کے موضوع کو ایک شیر کی طرح بیان کرتے ہوئے عقیدۂ تثلیث کو ناقابل قبول ثابت کرتے۔

ایک مرتبہ میں نے آپ کی گھسی ہوئی ٹوپی کو دیکھ کر کہا کہ میر صاحب ٹوپی ہی اچھی سی لے لیں! مسکرا کر فرمایا ٹوپی کی بجائے جو اس کے نیچے ہے اسے اچھا ہونا چاہیے اور مسکرا کر چل دیے۔ آپ کا مسکراہٹ بھرا جواب میرے اندر تربیت اور سوچ کی ایک جوت جگا گیا۔

آپ نہایت سادہ لباس پہنتے تھے آپ کی سائیکل آپ کی ہم سفر ہوتی اور ایسے لگتا کسی ایسے سفر پر ہیں کہ اپنے ماحول سے بے پرواہ کسی سے محو گفتگو ہیں اور چہرہ ہر وقت کسی روشن سوچ کے محور میں ہوتا۔ جب بھی کوئی سوال پوچھا تو جواب ہمیشہ نہ صرف قائل کرنے والا ہوتا بلکہ روحانی پہلو لیے ہوئے ہوتا۔ ایک مرتبہ میں نے

امریکہ کے شہر واشنگٹن کی مسجد فضل میں آپ سے ایک فقہی مسئلہ دریافت کیا جس کا تعلق جسمانی پاکیزگی سے تھا۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ جسم کو فرق پڑے یا نہ پڑے لیکن روح صاف نہ ہو گی اور اگر روح صاف نہ ہو تو روحانی ترقی کیسے ہو گی اس لیے جسمانی پاکیزگی سے بے اعتنائی روحانیت کے لیے مضر ہے۔

ہمارے دور میں جماعتی بجٹ کے اعتبار سے ہم طلبہ بہت کچھ سیکھ رہے تھے اور کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ جامعہ کی ٹک شاپ سے کچھ کھانے کو جی چاہتا اور جیب دُکھی ہو رہی ہوتی تو یہ چلتا پھرتا درویش ہمارے لیے باعث تسکین بنتا اور ایک کاغذ کی چِٹ پہ ہمیں مژدہ جانفزا لکھ دیتا اور ہم آناً فاناً خود کو دنیا کے خوش قسمت ترین انسان سمجھ کر جامعہ کی ٹک شاپ کی جانب امیرانہ شان سے پہنچ جاتے اور بل کی ادائیگی میرے پیارے میر صاحب کے کھاتے میں لکھوا دیتے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس محسن کو ان احسانوں اور محبتوں کی بہترین جزا دے آمین۔

دامان نگہ تنگ و گل حسنِ تو بسیار

آپ کو خدا تعالیٰ نے دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علم سے بھی مزیّن کر رکھا تھا اور بولنے کا انداز تو ایسا سلجھا ہوا کہ مضبوط دلیل کے ساتھ محکم رویہ ہوتا اور قرآنی آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ سے آپ ہمیشہ لیس رہتے۔ آپ جب امریکہ میں تعینات تھے تو آپ کو مختلف تعلیمی ادارے بطور آنریری عالم کے تقاریر کے لیے مدعو کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ واشنگٹن کے کسی ادارے میں کسی عیسائی پروفیسر کا لیکچر تھا اور اگر میں بھول نہیں رہا تو غالباً موضوع کفنِ مسیح کی بابت تھا۔ سوال و جواب کے وقت آپ نے مقرر سے جو سوال پوچھا تو اُس نے جواب میں اپنی رائے پر اصرار کیا تو آپ نے نہایت متانت سے فرمایا کہ تحقیق میں رائے کے مقابل پر موجود شواہد کی روشنی فائدہ مند ہوتی اور قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔ اس پر وہ مقرر اس وقت تو خاموش ہو گیا لیکن پھر اختتام کے بعد آپ سے خصوصی طور پر ملا اور آپ کی بات کو سراہا اور تعارف کے ساتھ ساتھ مزید ملنے کے لیے مدعو کیا۔

آپ کو جب بھی سنا یہی محاورہ سچا ثابت ہوا کہ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔

آپ کو جب بھی ربوہ کی مسجد مبارک میں محو نماز دیکھا تو ایسا محسوس ہوتا کہ آپ کسی اور ہی دنیا میں ہیں اگرچہ اشکوں پہ ضبط تھا لیکن آنکھوں میں ہلکے سرخ ڈورے اندرونی کیفیت کو چھپانے میں کامیاب نہیں ہو پاتے تھے۔ میری اُس وقت روحانی کیفیات سے نہایت کمزور شناسائی تھی اور یہ کوشش ہوتی کہ آپ کے قرب وجوار میں نماز ادا کروں کہ بقول شاعر ؎

اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

آپ اکثر مسجد مبارک کی اگلی صفوں میں کسی دیوار کے قریب ایستادہ ہو کر محو رازونیاز ہوتے اور بالخصوص نماز مغرب کے بعد درس الحدیث ایسا ہوتا کہ نماز سے روشنی لے کر حدیثوں کو نہایت اچھوتے رنگ میں بیان فرماتے تھے۔ میں نے آپ سے درود شریف کا یہ انداز سیکھا کہ

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد افضل و الف صلواتك بارك و سلم انك حميد مجيد۔

## آؤ حسن یار کی باتیں کریں

جامعہ کی تعلیم کے دوران ایک مرتبہ آپ نے مجھے فرمایا کہ میرا ایک کام کر دو خاکسار کے لیے اس سے بڑی سعادت کیا تھی کہ آپ کا کام کرنے کا موقع مل رہا تھا۔ فرمایا کل صبح اتنے بجے گھر پہ آ جانا۔ خاکسار وقت پہ پہنچ گیا۔ آپ نے اپنے ایک بیٹے کو بلایا اور فرمایا یہ مرزا افضل صاحب ہیں تمہیں چھوڑ آئیں گے، اسے اپنا سامان لانے کو کہا اور مجھے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ کام اس لیے کرنے کو کہا ہے کہ یہ بہت شرارتی ہے اور ادھر ادھر بھاگنے میں دیر نہیں لگاتا اس لیے اسے قابو میں رکھنا۔ غالباً اسے مری یا اس کے قریب کسی تعلیمی ادارے میں چھوڑنا تھا۔ مجھے یہ بھی ہدایت تھی کہ کس کے سپرد کرنا ہے اور اس کے بخیرت وہاں پہنچنے پر انہیں فون پر اطلاع دلوانی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ فون کروانے پر مجھے ارشاد ہوا ٹھیک ہے اب واپس آ جاؤ۔

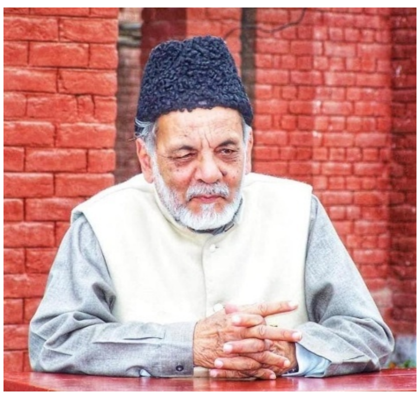

محترم میر صاحب کے ساتھ ہر طالب علم سمجھتا تھا کہ خاص تعلق ہے اور مجھے یقین ہے کہ جن جن کو ان کی معیت یا صحبت حاصل رہی وہ سب یہی سمجھتے ہوں گے کہ میر صاحب کو مجھ سے خاص تعلق ہے۔ مجھے بھی ایسا ہی لگتا تھا لیکن پھر آپ کے قریب ہونے سے احساس ہوا کہ جس طرح ماں کو سب بچے پیارے ہوتے ہیں ایسا ہی میر صاحب ہم سب سے ہماری شخصیت اور طبیعت کے اعتبار سے بہترین سلوک فرماتے تھے۔

آپ کا ہر رنگ قوس قزح کی طرح خوبصورت اور معتدل تھا۔ آپ کا خلافت کے ساتھ جو تعلق اور رابطہ تھا وہ سب سے الگ تھا آپ کی وفات پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خراج تحسین آپ کو پیش کیا وہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں آپ کی گفتگو میں تو یوں لگتا تھا کہ گویا ہر لفظ محبت، عقیدت اور عشق میں گوندھا گیا ہے۔ اور پھر آپ کا یہ شعر تو حاصل گفتگو ہے کہ ۔

تجھ پہ مرتا بھی ہوں تجھ سے ڈرتا بھی ہوں
تیری الفت کا اقرار کرتا بھی ہوں

آپ نہایت صائب الرائے اور باخبر انسان تھے اور اس بات سے نہایت کراہت کرتے تھے کہ کوئی آپ کو پیر و مرشد کے انداز میں ملنے کی کوشش کرے۔ عاجزی چہرے سے عیاں رہتی۔ فراغت نام کی کوئی چیز آپ کی زندگی میں نہیں تھی، کام، کام اور بس کام آپ کی زندگی کا مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت میر صاحب کو اپنے قرب میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

# مکرم سید میر محمود احمد ناصر کی یاد میں

امۃ الباری ناصر

اب ان کے پائے کا عالم نظر نہیں آتا
جو با عمل بھی ہو دائم ، نظر نہیں آتا

وہ خانوادۂ ناصر کا ایک بطلِ جلیل
وہ جاں نثار وہ خادم، نظر نہیں آتا

وہ سادہ ، سچا، خدا ترس ، بے ریا سا وجود
وہ اپنے نفس پہ حاکم، نظر نہیں آتا

سنوارا جامعہ کو اپنا خونِ دل دے کر
حلیم طبع وہ ناظم، نظر نہیں آتا

قلم جہاد کا سرخیل وہ قوی ہمت
کرے جو اتنے تراجم، نظر نہیں آتا

مخالفت کی کڑی دھوپ میں بشاشت سے
بلند رکھے عزائم، نظر نہیں آتا

بہت سے علمی خزائن کتب کے چھوڑے ہیں
جو اتنا شستہ ہو راقم، نظر نہیں آتا

وہ حُبِّ مصطفیٰؐ میں رس بھرے دروسِ حدیث
غریقِ عشق وہ دائم، نظر نہیں آتا

خدا کی گود میں وہ بس گیا ہے جنت میں
وہ پاکباز وہ عاصم، نظر نہیں آتا

”یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ روکتا ہے آخر کار انسان کو اُن سے رُکنا ہی پڑتا ہے۔“ (ملفوظات جلد4، صفحہ 105، ایڈیشن 1988ء)

# مکرم سید میر محمود احمد ناصر

میر انجم پرویز۔ عربی ڈیسک یو کے

محترم میر محمود احمد ناصر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ اہلِ سادات میں سے ہونے کی وجہ سے جہاں سرورِ دو جہاں حضرت محمدِ عربی ﷺ کی آل سے تعلق رکھتے تھے وہاں آپ کو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھتیجا اور حضرت مصلح موعودؓ کا داماد ہونے کے سبب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا حصہ بننے کا شرف بھی حاصل تھا۔ ایک شخص کے لیے یہ نسبتیں ہی کچھ کم اعزاز کا باعث نہیں مگر آپ نے تو اپنی ذاتی زندگی ایک ایسے عارف باللہ عالم باعمل کے طور پر گزاری کہ جو اپنی مثال آپ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ "مجھے تو کم از کم ان جیسی کوئی مثال ابھی نظر نہیں آتی۔" (خطبہ جمعہ 16/5/2025ء) آپ کی خدمات اور اعزازات کا تذکرہ الفضل انٹرنیشنل کی زینت بن چکا ہے۔ اس وقت آپ کی سیرت کے کچھ واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔

محترم میر صاحب طلبہ جامعہ احمدیہ کی تربیت میں سچائی اور دیانتداری پر ہمیشہ بہت زور دیا کرتے تھے۔ صرف زبانی نصیحت پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ یہ چیزیں عملی طور پر سکھاتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ جامعہ کی چھٹیاں گزار کر ہم طلبہ واپس جامعہ جا رہے تھے۔ اس وقت کئی علاقوں سے کوئی ٹرانسپورٹ براہِ راست ربوہ نہیں جاتی تھی اس لیے بہت سے طلبہ پہلے اپنے دیہات سے لاہور جاتے اور وہاں سے بس یا ریل گاڑی سے ربوہ جاتے تھے۔ میں بھی اپنے گاؤں ڈیریانوالا ضلع نارووال سے لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچا جہاں کئی طلبہ پہلے سے موجود تھے۔ جلد ہی ریل گاڑی آگئی اور طلبہ ریل گاڑی میں بیٹھ گئے۔ میں چونکہ ابھی ابھی پہنچا تھا اور مجھے ٹکٹ بھی لینا تھا، میں نے گاڑی میں سامان رکھا اور اپنے ساتھی طلبہ سے کہا کہ میں جلدی سے ٹکٹ لے آؤں۔ دو تین طلبہ اور بھی ایسے تھے جنہوں نے ابھی ٹکٹ نہیں خریدا تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارے لیے بھی ٹکٹ لے آنا۔ میں گیا تو ٹکٹ کی کھڑکی کے سامنے بہت سے لوگ کھڑے تھے جس کی وجہ سے معمول سے کچھ زائد وقت لگ گیا۔ آخر ٹکٹ خرید کر پلیٹ فارم پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ریل گاڑی روانہ ہو گئی ہے۔ قریباً پانچ بجے کا وقت تھا۔ اب تو ٹرانسپورٹ کے حالات بہت بہتر ہو گئے ہیں لیکن اُس وقت اسٹیشن سے لاری اڈے جانا اور وہاں سے چنیوٹ یا فیصل آباد کی بس یا ویگن لے کر رات دیر سے ربوہ جانا آسان نہ تھا۔ چنانچہ میں نے ٹکٹ واپس کیے اور شاہدرہ، لاہور میں واقع اپنے تایا جان کے گھر چلا گیا اور دوسرے دن علی الصبح بذریعہ بس وہاں سے روانہ ہؤا اور کوئی ساڑھے گیارہ بجے جامعہ پہنچ گیا۔ میر صاحب کو اس واقعہ کی خبر ہو چکی تھی۔ حسبِ معمول میر صاحب جامعہ کی عمارت کے سامنے کرسی میز لگائے تشریف فرما تھے۔ دریافتِ احوال کے بعد فرمایا کہ اور کون سے طلبہ تھے جن کے ٹکٹ آپ نے خریدے تھے۔ میں نے نام بتائے تو ان سب طلبہ کو فوراً بلایا اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں نے ٹکٹ خرید لیے تھے؟ بعض طلبہ نے اگلے اسٹیشن سے ٹکٹ لے لیے تھے مگر ایک طالبعلم ایسا تھا جس نے ٹکٹ نہیں لیا تھا۔ محترم میر صاحب نے اسے اسی وقت ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر بھیجا کہ وہاں سے لاہور کا ٹکٹ خریدے اور اسے چاک کر دے تاکہ سرکاری خزانے میں کرایہ کے پیسے چلے جائیں۔

یہ واقعہ اپنے اندر کئی سبق لیے ہوئے ہے۔ اس سے جہاں محترم میر صاحب کے اپنے تقویٰ کے اعلیٰ معیار کا اندازہ ہوتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کس طرح طلبہ کو عملی طور پر دیانتداری کا درس دیا۔ اسی طرح آپ نے طلبہ کو وطن سے محبت اور اخلاص کا درس بھی دیا۔ مگر افسوس کہ نادان اعدائے حق ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم وطن کے وفادار نہیں۔ وہ جنہیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ آپ نے قانون کی اس حد تک پابندی کرنی ہے کہ چاہے کوئی آپ کو دیکھ رہا ہو یا نہ آپ نے سڑک کا اشارہ تک نہیں توڑنا، کیا وہ ملک کے غدار ہو سکتے ہیں؟

آپ کا حافظہ کمال کا تھا۔ خاکسار 1994ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلے کے لیے آیا۔ اس وقت جامعہ میں داخلے کے خواہش مند طلبہ وکالتِ دیوان میں مقررہ تاریخ کو پہنچ کر رپورٹ کیا کرتے تھے جہاں سے انہیں ایک چٹ ملتی تھی۔ دوسرے دن وہ چٹ لے کر جامعہ جاتے جہاں پہلے ان کا تحریری امتحان ہوتا اور پھر زبانی جائزہ (انٹرویو) ہوتا تھا۔ اس کے ایک یا دو دن بعد تحریکِ جدید میں پھر ایک انٹرویو ہوتا تھا جس کے بعد امتحان اور انٹرویوز میں پاس ہونے والے طلبہ کو فضلِ عمر ہسپتال سے طبی

معائنہ کروانے کی ہدایت کی جاتی تھی۔ خاکسار جب داخلے کا امتحان دینے جامعہ جارہا تھا تو راستے میں یاد آیا کہ میری چٹ تو دار الضیافت میں رہ گئی ہے۔ فوراً واپس گیا اور چٹ لے کر جامعہ پہنچا، جہاں ہال میں تحریری امتحان شروع ہو چکا تھا اور ایک بزرگ ہال کے سامنے دالان میں ٹہل رہے تھے۔ یہ محترم میر صاحب تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اونچی آواز سے فرمایا: پہلے دن ہی لیٹ! جلدی اندر چلو۔ غالباً نصف سے زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ مجھے پرچہ دیا گیا۔ اس وقت جلدی میں جو ذہن میں آیا لکھ دیا۔ اس وقت قریباً 130؍ طلبہ داخلے کے لیے آئے ہوئے تھے اور چند ایک کے سوا سب کے سب میر صاحب سے پہلی دفعہ ملے تھے۔ تحریری امتحان سب کا اکٹھا ہوتا تھا، اس کے بعد ایک ایک کر کے زبانی انٹرویو ہوتا تھا جس میں قریباً سارا دن لگ جاتا تھا۔ میری باری بھی بہت دیر بعد آئی۔ جب میں انٹرویو کے لیے کمرے میں داخل ہونے لگا تو میر صاحب نے دور سے ہی دیکھ کر فرمایا: تم وہی ہو ناں جو آج صبح دیر سے پہنچے تھے یہ میرے لیے بہت حیرت کی بات تھی کہ اتنے طلباء میں مجھے کیسے یاد رکھا۔ بعد میں معلوم ہؤا کہ میر صاحب تو نہ صرف جامعہ میں زیرِ تعلیم ایک ایک طالبعلم کو اچھی طرح جانتے ہیں بلکہ فارغ التحصیل سینکڑوں طلباء سے بھی بڑی گہری واقفیت رکھتے ہیں۔

آپ طلبہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نوٹ کرتے اور مناسب رنگ میں توجہ دلاتے تھے۔ جامعہ میں داخلے کے بعد بالکل ابتدائی دنوں میں خاکسار نے ایک ساتھی طالبعلم کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہؤا تھا۔ میر صاحب نے دیکھ لیا۔ پاس سے گزرتے ہوئے ہاتھ پکڑ کر نیچے کر دیا اور کان میں یہ سرگوشی کر کے گزر گئے کہ ایک واقفِ زندگی کے لیے یہ مناسب نہیں۔ بعد میں کئی ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں نوٹ کیں جن کی طرف آپ طلبہ کو توجہ دلایا کرتے تھے۔ مثلاً: دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہونا یا پاؤں زمین پر گھسیٹ کر ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر چلنا یا کسی کو پیچھے سے اونچی آواز سے پکارنا وغیرہ امور کو ایک واقفِ زندگی کے شایانِ شان نہیں سمجھتے تھے۔

یہ عام بات ہے کہ جب انسان کو کسی بات پر غصہ آتا ہے تو اس کا اثر کچھ دیر قائم رہتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے تھے کہ میر صاحب ابھی کسی طالبعلم پر شدید غصہ ہو رہے ہیں اور دوسرے ہی لمحے مسکرا بھی رہے ہیں، جیسے کچھ ہؤا ہی نہیں۔ ایک دن ہماری کلاس میر صاحب کے دفتر میں بیٹھی تھی اور آپ بڑے خوش گوار موڈ میں ہمیں پڑھا رہے تھے۔ کسی اور کلاس کے ایک طالبعلم کو کسی غلطی کی وجہ سے میر صاحب نے بلایا ہؤا تھا۔ وہ طالبعلم اسی دوران میں حاضر ہو گیا۔ میر صاحب نے اس کی شدید سرزنش کی اور تنبیہ کی کہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہو۔ جونہی وہ طالبعلم دفتر سے نکلا۔ آپ نے اسی طرح مسکراتے ہوئے بات شروع کر دی۔ ہم میں سے ایک طالبعلم نے پوچھ لیا کہ میر صاحب ابھی آپ اتنے شدید غصے میں تھے اور ابھی مسکرا کر بات کر رہے ہیں جیسے کوئی غصہ تھا ہی نہیں۔ اپنا ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر فرمانے لگے: یہ غصہ یہاں (گردن) سے اوپر اوپر رہتا ہے، نیچے نہیں جاتا۔ یعنی دل میں کوئی رنجش نہیں ہوتی اور سینے میں کوئی کینہ نہیں ہوتا اس لیے غصے کا وہ اثر طبیعت پر نہیں ہوتا جو عام طور پر لوگوں کی طبیعت پر ہوتا ہے۔ آپ کا غصہ اصول کے تحت صرف ظاہری ہوتا تھا، دل بالکل صاف ہوتا تھا۔

خلافت سے غیر معمولی محبت، اطاعت اور وفا کا تعلق تھا۔ ایک عجیب عاشقانہ رنگ تھا جو کسی اور میں نہیں دیکھا۔ خاکسار 1994ء میں جامعہ میں داخل ہؤا اور اسی سال کے شروع میں ایم ٹی اے کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا جو بھی پروگرام ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر ہوتا وہ جامعہ میں براہِ راست سنا جاتا تھا۔ جامعہ میں تدریس ہو رہی ہو یا کھیل کا وقت ہو یا رات کو پڑھائی کا وقت ہو یا سونے کا، یا کوئی اور پروگرام ہو وہ فوری طور پر معطل کر کے سب طلبہ جامعہ کے ہال میں جمع ہوتے اور خلیفۃ المسیح کا خطاب براہِ راست سنتے۔ یوکے اور پاکستان کے وقت کا چار یا پانچ گھنٹے کا فرق ہے۔ بعض دفعہ یوں بھی ہؤا کہ رات دس گیارہ بجے خطاب سننے جامعہ کے ہال میں جمع ہوئے اور بارہ ایک بجے خطاب سن کر واپس ہوسٹل آئے، مگر جامعہ کے دیگر معمولات میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ میر صاحب کا یہ ماننا تھا کہ جب خلیفۂ وقت خطاب فرما رہے ہوں اور ان کی آواز آپ تک پہنچ رہی ہو اُسی وقت وہ آواز سننا لازمی ہے۔ بعد میں خلیفۃ المسیح کی طرف سے ہی یہ ارشاد ہؤا کہ اگر حضور کا کوئی پروگرام ایسے وقت میں آ جائے جس سے جامعہ کا معمول متاثر ہو رہا ہو تو اس پروگرام کو براہ راست سننے کی بجائے بعد میں سن لیا جائے۔

کئی دفعہ ایسا ہؤا کہ اِدھر حضورِ انور کی طرف سے خطبہ میں کوئی تحریک ہوئی اُدھر میر صاحب نے فوراً اس پر عمل شروع کر دیا۔ مثلاً ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے کوئی مالی تحریک فرمائی۔ فوراً اس پر عمل کیا اور خطبہ ختم ہونے کے بعد سیدھا جامعہ پہنچے اور طلبہ کو اس تحریک پر لبیک کہنے کی ترغیب دی۔ اگرچہ حضور نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ آج ہی اس پر عمل کریں مگر میر صاحب اول المومنین کی صف میں شامل ہونے والے تھے اور یہی تعلیم جامعہ کے طلبہ کو بھی دیتے تھے کہ اول وقت میں خلیفہ کی آواز پر لبیک کہنا ہی اصل اطاعت ہے۔ بعد میں شامل ہونے کا وہ ثواب نہیں جو فوری اطاعت کا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ اس وقت پوری جماعت میں جو خلافت سے محبت اور عشق ووفا کا ایک جذبہ ہے اگرچہ وہ خدا تعالیٰ نے مومنین کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے محترم میر صاحب کو اس جذبۂ عشق ووفا کو نشوونما دینے اور ساری دنیا میں پھیلانے کا وسیلہ بنایا تھا۔ جامعہ کے تمام اساتذہ و طلبہ نے اپنے سامنے جو عشق ووفا کا نمونہ میر صاحب کی صورت میں دیکھا اور آپ سے سیکھ کر ہر ایک نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنے اندر وہ جذبہ پیدا کیا اور پھر جامعہ سے فارغ التحصیل ہو کر ساری دنیا کی جماعتوں میں جا کر وہی جذبہ پیدا کیا۔ یوں ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلتا چلا گیا اور بموجب حدیث 'اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ' محترم میر صاحب اس کارِ خیر میں حصہ دار بنتے چلے گئے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ مبلغینِ سلسلہ کے توسط سے خلافت کے ساتھ جماعت کے تعلق کو مضبوط بنانے میں میر صاحب کا بہت بڑا کردار ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی شخصیت سے بے حد متاثر تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس نے حضرت مصلح موعودؓ کو دیکھا نہیں وہ آپؓ کی شخصیت کا پوری طرح تصور نہیں کر سکتا اور الفاظ میں بیان کرنا محال ہے۔ اپنی بی بی (اہلیہ صاحبہ) سے ایک محبت اور احترام کا تعلق تھا، مگر اس میں احترام کا پہلو غالب تھا۔ اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی اور حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی تھیں۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ جیسے بھی مشکل حالات ہوں میں نے اپنے بچوں کو کبھی اُترن نہیں پہنائی۔ خود پہنی ہے مگر بچوں کو کسی کی استعمال شدہ چیز نہیں دی۔ اس لیے نہیں کہ یہ ناجائز ہے بلکہ اس لیے کہ یہ حضرت مصلح موعودؓ کے نواسے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی نسل اور بطور خاص حضرت مصلح موعودؓ سے کتنی گہری عقیدت اور محبت تھی۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کا بھی بہت احترام کرتے تھے اور ان کے وجود کو باعثِ برکت سمجھتے تھے۔ طلبہ جامعہ احمدیہ کو بطور خاص صحابہؓ سے ملواتے تھے اور ان کے عظیم مقام سے روشناس بھی کروایا کرتے تھے۔ نوّے کی دہائی میں قریباً سب صحابہؓ فوت ہو چکے تھے۔ سندھ کے ایک صحابی حضرت میاں جان محمد صاحبؓ تھے جو بتاتے تھے کہ ان کا آبائی گاؤں پھیرو چیچی قادیان کے قریب ہی واقع تھا۔ وہاں سے وہ قادیان آتے جاتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے کا شرف بھی پاتے تھے۔ انہوں نے اس وقت بیعت کی جب وہ ابھی بچے یا بالکل نوعمر لڑکے تھے۔ اس لحاظ سے ان کو بھی صحابی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ امام بخاری نے صحابی کی یہی تعریف کی ہے کہ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ اَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ اَصْحَابِهٖ کہ مسلمانوں میں سے جس نے نبی کی صحبت پائی یا آپؐ کو دیکھا تو وہ آپ کے صحابہ میں سے ہے۔ (صحیح البخاری، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ) حضرت میاں جان محمدؓ جب ربوہ آتے تو میر صاحب طلبہ جامعہ کو ان سے بھی ملواتے۔ وہ غالباً آخری صحابی تھے جو فوت ہوئے۔ اس کے بعد کوئی صحابی ایسا نہیں بچا تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت پائی ہو یا آپؑ کے دیدار کا شرف پایا ہو، تاہم ایک مکرم ملک محمد سلیم تھے جن کو شیر خوارگی کی عمر میں ان کے والد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس لے گئے تھے۔ یہ محترم مولانا جمیل الرحمٰن رفیق وکیل التصنیف ربوہ کے والدِ گرامی تھے۔ محترم ملک محمد سلیم کے بارے میں علم ہوا کہ بہت بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں تو میر صاحب فوراً طلبہ جامعہ کو ان سے ملوانے کے لیے لے گئے۔ خاکسار بھی ان طلبہ میں شامل تھا۔ مجھے یاد ہے محترم ملک صاحب بسترِ مرگ پر تھے اور کچھ بولتے نہ تھے۔ محترم میر صاحب نے ہمیں بتایا کہ اگرچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں دیکھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک نظریں ان پر پڑی ہیں۔ اس لیے جنہوں نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا ان کے لیے کسی ایسے وجود کو دیکھنا بھی غنیمت ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا ہو۔ اس قدر آپ کے دل میں صحابہؓ کی قدر و منزلت تھی۔ یوں صحابہ سے ملاقات کرا کے آپ نے جامعہ کے بہت سے طلبہ کو تابعی بنا دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے والد ماجد کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مقرر فرمایا تو میر صاحب آپ کو جامعہ میں تشریف لانے کی دعوت دیا کرتے تھے اور عمر میں بڑے ہونے کے باوجود غیر معمولی احترام سے پیش آتے تھے۔ ہم نے میر صاحب کو کسی اور کے ساتھ ایسے احترام کا اظہار کرتے نہیں دیکھا۔ پھر آپ میاں صاحب سے مولیٰ بس کی مبارک انگوٹھی پہن کر طلبہ کو شرفِ مصافحہ بخشنے کی بھی درخواست کرتے تھے۔ اس طرح ہمیں کئی دفعہ حضور سے قبل از خلافت مصافحہ کرنے اور برکت حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ بھی میر صاحب کا طلبہ جامعہ پر بڑا احسان ہے کیونکہ بیشتر طلبہ ایسے ہیں جن کو اس کے بعد ابھی تک حضور کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ حضور کے لیے اس وقت آپ کے اس غیر معمولی احترام اور محبت کو دیکھ کر ہمارے دل میں بھی حضور کا ایک خاص مقام پیدا ہو گیا۔ آج سوچتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے میر صاحب کو بتا دیا تھا کہ یہ وجود کون ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک طالبعلم نے میر صاحب سے پوچھا تھا کہ آج ہمیں مولانا راجیکی صاحبؓ جیسے

بزرگ نظر نہیں آتے جن کو الہام ہوتا تھا۔ میر صاحب نے کچھ توقف کر کے فرمایا کہ اب بھی ایسے لوگ ہیں لیکن ہر کسی کو اظہار کا اذن نہیں ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل آپ کو وراثت میں ملا تھا۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت میر محمد اسحاقؓ حدیث کے جید عالم تھے اور نہ صرف خود ہر چھوٹی سے چھوٹی سنت پر عمل کرتے تھے بلکہ اپنے بچوں کو بھی سنتِ رسول ﷺ کی پابندی کرنی سکھائی۔ خاکسار 2001ء میں جامعہ سے فارغ التحصیل ہو کر میدانِ عمل میں گیا اور باوا چک ضلع فیصل آباد میں مامور بر خدمت ہؤا۔ وہاں سے ایک دفعہ ربوہ آیا تو میر صاحب سے ملنے جامعہ چلا گیا۔ ان دنوں میں وکالتِ تعلیم کے کہنے پر جامعہ کے تدریسی اوقات میں تبدیلی کی گئی تھی۔ ڈیڑھ دو بجے کی بجائے چار ساڑھے چار بجے تک تدریس ہوتی۔ یعنی نماز ظہر اور دوپہر کے کھانے کے بعد دوبارہ کلاسیں لگتی تھیں۔ میر صاحب سے ملا تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے دعا کریں۔ ہمارے والد صاحب سنتِ رسولؐ کی پیروی پر بہت زور دیا کرتے تھے اور ایک سنت قیلولہ کی ہے جس پر ہمیں بچپن ہی سے عمل کروایا۔ اب جامعہ کے اوقات تبدیل ہو جانے کی وجہ سے ساٹھ ستر سالہ اس عادت کو چھوڑنا پڑا ہے، اس لیے میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمت اور توفیق دے۔ خاکسار نے محسوس کیا کہ میر صاحب بہت تکلیف میں ہیں مگر اس کا اظہار نہیں کیا اور نہ کوئی شکوہ شکایت کی۔ تکلیف برداشت کرتے رہے مگر اپنے فرض کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں کی۔

حدیث کے حوالے سے یاد آیا کہ میر صاحب کا اپنا اختصاص بھی علم الحدیث ہی میں تھا۔ جب آپ کا تقرر جامعہ میں بطور استاد ہؤا تو آپ کا خیال یہی تھا کہ چونکہ میرا مضمون حدیث ہے اس لیے یہی مضمون پڑھانے کے لیے کہا جائے گا۔ مگر جامعہ میں آپ کو موازنۂ مذاہب پڑھانے کی ذمہ داری دے دی گئی۔ آپ نے ہمیں بتایا کہ مجھے موازنۂ مذاہب کا کوئی خاص علم نہ تھا مگر حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ چنانچہ میں روزانہ لائبریری جاتا اور کتابوں کا ڈھیر لگا کر بیٹھ جاتا۔ نوٹس لیتا اور اپنا لیکچر تیار کرتا اور دوسرے دن جامعہ جا کر لیکچر دیتا۔ ایک لمبا عرصہ یہی سلسلہ چلتا رہا۔ اس واقعہ میں ہم واقفینِ زندگی کے لیے بہت اہم سبق ہے کہ ضروری نہیں کہ جس کام کو ہم اپنے لیے بہتر سمجھتے ہوں وہی کام ہم سے لیا جائے بلکہ ہمیں چاہیے کہ جو خدمت ہمیں تفویض کی جائے اُس کو احسن رنگ میں نبھانے کی پوری کوشش کریں۔ میر صاحب اگر اُس وقت یہ کہتے کہ میں تو موازنۂ مذاہب کا عالم نہیں، مجھ سے حدیث کی خدمت لی جائے تو کیا آج جماعت کو موازنۂ مذاہب کا ایسا عالم میسر آتا جس کا ثانی دور دور تک کوئی نظر نہیں آتا۔

میر صاحب نے ایک دفعہ بتایا کہ غالباً امریکہ یا کسی اَور ملک میں ایک چرچ میں گئے تھے جہاں ایک پادری نے عیسائیت پر لیکچر دیا اور اس کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ میں کھڑا ہؤا اور چند سوالات کیے جن کا پادری صاحب کے پاس کوئی جواب نہ تھا اور اس کو بہت سبکی اٹھانی پڑی۔ بعد میں ایک دفعہ اس علاقے میں جانا ہؤا تب لوگوں سے اس چرچ اور پادری صاحب کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ چرچ ہی بند ہو گیا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کسرِ صلیب کا کام لیا۔ عیسائیت و دیگر ادیان کے بارے میں آپ کے سینکڑوں مضامین رسالہ ”موازنۂ مذاہب“ اور الفضل کی زینت بن چکے ہیں۔

ایک دفعہ میر صاحب نے ہمیں بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے انہیں ایک خط میں تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جامعہ کے طلبہ کی علمی، تربیتی اور ادبی نشوونما کی توفیق عطا فرمائے۔ میر صاحب نے کہا کہ ہم جامعہ میں علمی اور تربیتی نشوونما کے لیے تو کوشش کرتے ہیں مگر ادبی نشوونما کے بارے میں مجھے بہت فکر تھی کہ کیسے کی جائے۔ چنانچہ آپ نے اس کے لیے دعائیں بھی کیں۔ چنانچہ اس کا سامان اس طرح سے کیا کہ جب بھی ربوہ میں جماعت کے معروف شعراء آتے آپ ان کو جامعہ آنے کی ضرور دعوت دیتے اور ان کے ساتھ بھرپور نشستیں ہوتیں۔ ان شعراء میں مکرم عبید اللہ علیم، مکرم رشید قیصرانی، مکرم عبد المنان ناہید، مکرم طاہر عارف اور مکرم عبد الکریم قدسی وغیرہ شامل تھے۔ ان نشستوں کی صدارت ہمیشہ مکرم چودھری محمد علی فرمایا کرتے تھے۔ جامعہ کے طلبہ کا ادبی اور شعری ذوق بہت اعلیٰ ہو گیا تھا یہاں تک کہ ایک دفعہ علیم صاحب نے کہا کہ میں نے بہت سی مجالس میں کلام سنایا ہے لیکن جیسی موزوں داد مجھے جامعہ میں ملتی ہے کہیں اور نہیں ملی۔ یہ اس بات کی دلیل تھی کہ میر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی اس خواہش کی بھی خوب تکمیل کی کہ جامعہ کے طلبہ کا ادبی معیار اور ذوق بلند ہو۔

ان شعراء کو سننے کے علاوہ جامعہ میں ہر سال ایک مقابلۂ نعت بھی ہؤا کرتا تھا، جس میں جامعہ کے طلبہ کو دعوت دی جاتی تھی کہ وہ حضرت رسولِ کریم ﷺ کی شان میں منظوم نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کریں۔ اس مقابلے میں اول آنے والے طالبعلم کو نقد انعام بھی دیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایسے طلبہ جن میں شعر کہنے کی صلاحیت اور استعداد تھی وہ نعتیں لکھتے۔ جس طالبعلم کی نعت اول آتی اسے دعوت دی جاتی کہ جامعہ میں منعقد ہونے والے جلسہ سیرت النبی ﷺ میں اپنی نعت پیش کرے۔ اس طرح میر صاحب نے نہ صرف جامعہ کے طلبہ کا ادبی معیار بلند کیا بلکہ ان میں لکھنے کی صلاحیت کو بھی ترقی دی اور جامعہ نے بہت اچھا کلام کہنے والے پیدا کیے۔

محترم میر صاحب خود بھی بہت اعلیٰ شعری ذوق رکھتے تھے اور اگرچہ بہت کم مگر شعر بھی کہتے تھے۔ ایک دفعہ ہماری کلاس میر صاحب کے دفتر میں بیٹھی تھی اور ایک جماعتی شاعر جامعہ میں آئے ہوئے تھے۔ آپ نے انہیں دفتر ہی میں بلوا لیا۔ انہوں نے اپنی چند نظمیں سنائیں۔ اس کے بعد خاکسار نے یوں ہی میر صاحب سے کہہ دیا آپ بھی اپنا کلام سنائیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ آپ کو کس نے کہا کہ میں شعر کہتا ہوں۔ میں کوئی شاعر واعر نہیں۔ آپ کے اس سوال میں انکار بھی تھا اور استفسار کا رنگ بھی تھا جیسے یہ جاننا چاہتے ہوں کہ کس نے مجھے میر صاحب کے اس راز سے آگاہ کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے یوں ہی بے تکلفی میں ایک بات کہہ دی تھی اور مجھے بالکل علم نہ تھا کہ آپ واقعۃً شعر کہتے ہیں۔ میں اپنی ناسمجھی کی وجہ سے بعض دفعہ کوئی جسارت کر جاتا تھا اور میر صاحب اپنے اعلیٰ ظرف کی وجہ سے ہمیشہ درگزر فرما دیتے تھے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصے بعد جامعہ میں حمدیہ مجلس تھی۔ اس میں میر صاحب نے پہلی دفعہ اپنا حمدیہ کلام پیش کیا جو بہت پُر تاثیر اور سچے جذبات کی عکاسی کرتا تھا۔ ہمیں یہ جان کر ایک خوشگوار حیرت ہوئی کہ آپ شعر بھی کہہ لیتے ہیں۔ اس حمدیہ کلام کا مطلع یہ تھا ؎

میرے دلبر ہو تم میرے دلدار بھی
تم مرے یار ہو اور مرا پیار بھی

برادرم مکرم محمد آصف محمود ڈار جامعہ کے ایک ہونہار طالبعلم تھے، شعر بھی کہتے تھے، مقابلہ نعت میں اوّل بھی آیا کرتے تھے اور محترم میر صاحب کو عزیز بھی تھے۔ انہوں نے میر صاحب سے یہ کلام طلب کیا۔ میر صاحب نے اس شرط پر انہیں یہ کلام دیا کہ وہ اسے کہیں شائع نہیں کرائیں گے۔ کچھ عرصے بعد مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے ڈار صاحب سے اس کلام کی نقل لے لی۔ انہوں نے کہا کہ میر صاحب نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ اس کی اشاعت نہیں کرنی۔ میں نے کہا کہ وعدہ آپ نے کیا تھا، میں نے تو نہیں کیا تھا، لیکن آپ فکر نہ کریں میر صاحب کو دکھائے بغیر میں کچھ نہیں کروں گا۔ میں یہ نظم خوش خط لکھ کر میر صاحب کے پاس لے گیا اور عرض کیا کہ مجھے آپ کا یہ کلام ملا ہے اس کو ملاحظہ فرمالیں کہ اس میں کوئی غلطی تو نہیں۔ فوراً بولے یہ کہاں سے لیا۔ میں نے بتایا کہ ڈار صاحب سے لیا ہے۔ بہر حال میر صاحب نے دیکھ کر ایک دو جگہ درستی فرمائی۔ اس وقت محترم اسفند یار منیب رسالہ "خالد" کے مدیر تھے اور خاکسار ان کی مجلس ادارت کا حصہ تھا۔ خاکسار نے ان سے یہ کلام چھاپنے کی درخواست کی تو انہوں نے خوشی خوشی اسے رسالے کی زینت بنا دیا۔ یوں رسالہ "خالد" کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس میں میر صاحب کا پہلا کلام چھپا۔

خاکسار کو بھی میر صاحب سے ایک دلی تعلق تو تھا مگر اپنی پُر حجاب طبیعت کی وجہ سے کبھی اس کا اظہار نہ کر سکا، مگر کبھی کبھی شاعری کو ذریعۂ اظہار بنا لیتا تھا۔ ایک دفعہ میر صاحب امریکہ گئے اور وہاں سے جامعہ کے لیے غالب کا یہ شعر لکھ کر بھیجا جو جامعہ سے آپ کی محبت اور تعلق کی خوب ترجمانی کرتا ہے ؎

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

اس کے جواب میں خاکسار نے میر صاحب کے نام جامعہ کی طرف سے ایک نظم لکھی جس کے دو شعر یہ ہیں:

تجھ بن وجودِ جامعہ کامل نہیں رہا
یا یوں کہو کہ آدمی میں دل نہیں رہا
محوِ سفر بہ منزلِ جاناں ہے کارواں
'لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا'

اسی طرح جب خاکسار کو علم ہوا کہ میر صاحب دوبارہ امریکہ جا رہے ہیں تو خاکسار نے آپ کے لیے یہ شعر لکھے ؎

آؤ! کم دل کا بار کرتے ہیں
رازِ دل آشکار کرتے ہیں
تجھ پہ ہم جاں نثار کرتے ہیں
اِس قدر تجھ سے پیار کرتے ہیں
تجھ پہ فضلِ خدا ہو سایہ فگن
یہ دُعا نابکار کرتے ہیں
یاد رکھنا ہمیں دعاؤں میں
التجا بار بار کرتے ہیں

اسی طرح ایک دفعہ جامعہ کے ہوسٹل میں کوئی پروگرام تھا اور خاکسار کو کہا گیا کہ میر صاحب کو اس میں شمولیت کی دعوت دیں۔ خاکسار نے جا کر عرض کی اور میر صاحب نے آنے کا وعدہ بھی کیا، مگر کسی وجہ سے آ نہ سکے۔ تب خاکسار نے کچھ شعر لکھ کر میر صاحب کی خدمت میں پیش کیے ؎

وعدہ کیا تھا آپ نے آنے کا ایک شام
ہم منتظر تھے گھر میں چراغاں کیے ہوئے
جی مانتا نہیں کہ وفا نہ کریں گے آپ
عشّاق سے وہ وعدہ و پیماں کیے ہوئے

تُو ہے کہ میرے عشق سے قطعاً ہے بے خبر
میں ہوں کہ تیرے غم کو غمِ جاں کیے ہوئے
اے کاش! کوئی پڑھ سکے احوالِ دل مرا
ہے کس کا عشق مجھ کو سخن داں کیے ہوئے!

آپ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ کی اولاد میں سے کوئی وقف کرے اور جامعہ میں پڑھے لیکن بچوں میں سے کوئی جامعہ میں پڑھنے کے لیے نہ آیا۔ مگر پھر آپ کے بیٹے مکرم غلام احمد فرخ نے وقف کر دیا اور آئی ٹی کے شعبے میں خدمت بجالانے لگے تو آپ بہت خوش ہوئے کہ آپ کی خواہش پوری ہوگئی۔ پھر جب آپ کے دوسرے بیٹے مکرم میر محمد احمد نے امریکہ کی سیکیورٹی فورس میں ایک اچھی ملازمت ترک کر کے وقف کر دیا تو آپ کی خوشی دیدنی تھی۔ مجھے یاد ہے اس دن آپ نے اپنی اس خوشی کا اظہار ہم طلبہ جامعہ کے سامنے بھی کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس تاریخ کو محترم میر صاحب نے وقف کیا تھا بعینہٖ اسی تاریخ کو آپ کے بیٹے مکرم میر محمد احمد کا وقف منظور ہؤا تھا، جس سے آپ کی خوشی دوچند ہوگئی تھی۔

آپ کی بعض باتیں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ ایک واقفِ زندگی کو کبھی چھٹی نہیں ہوتی، محض کام کی نوعیت بدلتی ہے۔ اگر آپ ہفتے میں چھ دن درس وتدریس اور کھیل وغیرہ کے معمولات پر عمل کرتے ہیں تو جمعہ کے دن جمعہ کی تیاری، کمروں اور کپڑوں وغیرہ کی صفائی کرتے ہیں اور نئے ہفتے میں پڑھائی کے لیے اپنے ذہن کو تازہ کرتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں یہ خیال نہیں آنا چاہیے کہ ہم نے چھٹی کرنی ہے بلکہ یہی خیال ہونا چاہیے کہ مزید کام کے لیے تازہ دم ہونے اور دیگر متفرق کاموں کو نپٹانے کا موقع دیا گیا ہے۔

جامعہ احمدیہ میں ہر سال کھیلوں کے مقابلے ہوتے تھے جس میں شعبہ ریکارڈ واشاعت کی ذمہ داری کئی سال تک خاکسار کے پاس رہی۔ اس شعبہ کا کام یہ ہوتا تھا کہ کھیلوں کے نتائج کو ایک رجسٹر میں خوش خط لکھنا اور وائٹ بورڈ پر نتائج کا اعلان کرتے رہنا اور تقریبِ تقسیم انعامات کے لیے فائنل رزلٹ شیٹ تیار کر کے دینا۔ اس میں مکرم فرید احمد نوید کی تجویز پر ہم نے ایک نیا سلسلہ شروع کیا تھا اور وہ یہ کہ کھیلوں سے متعلق مفید معلومات اور اہم ارشادات بھی وائٹ بورڈ پر لکھے جاتے یا نوٹس بورڈ پر آویزاں کیے جاتے۔ مثلاً سو میٹر دوڑ میں جامعہ کے طالبعلم کا ریکارڈ یہ ہے اور عالمی مقابلوں میں سو میٹر دوڑ کا عالمی ریکارڈ یہ ہے۔ اسی طرح یہ بتانا کہ فلاں کھیل فلاں ملک کا قومی کھیل ہے یا فلاں علاقے کے لوگ کھیلتے ہیں یا یہ کہ فلاں کھیل کی تاریخ کیا ہے، کب، کہاں اور کیسے شروع ہؤا وغیرہ۔ اسی طرح کھیلوں اور صحتِ جسمانی سے متعلق احادیث اور خلفائے کرام کے ارشادات بھی نشر کیے جاتے تھے۔ یہ اقدام طلبہ کی مزید دلچسپی اور معلومات میں اضافے کا باعث بنا۔

ایک دن کھیل کے میدان میں میر صاحب نے خاکسار کو فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث بھی وائٹ بورڈ پر لکھو جس میں آپؐ نے جیتنے والے اور پیچھے رہ جانے والے دونوں کے لیے برکت کی دعا کی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کس کتاب میں ملے گی۔ فرمایا: بخاری میں۔ خاکسار لائبریری گیا، بہت تلاش کی مگر کچھ نہ ملا۔ آکر عرض کیا کہ مجھے تو یہ حدیث نہیں مل رہی۔ فرمایا: عمدۃ القاری کی فلاں جلد لے کر آؤ۔ اس میں سے آپ نے فوراً نکال دی۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو شرح میں ہے، میں بخاری میں تلاش کر رہا تھا۔ فرمایا: یہ بھی بخاری ہی ہے۔ گویا آپ شرح کو بھی اصل کتاب کا جزو ہی سمجھتے تھے۔ اس سے ایک نکتہ یہ سمجھ میں آیا کہ بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بخاری میں لکھا ہے تو اس سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ اس کی کسی شرح میں یہ بات لکھی ہے۔ بہرحال وہ حدیث یہ تھی:

ذكر ابنُ التين انه سابق بين الخيل على حلل اتته من اليمن فأعطى السابق ثلاث حلل، واعطى الثاني حلتين، والثالث حلة، والرابع دينارا، والخامس درهما، والسادس فضة، وقال بارك الله فيك وفي كلهم، في السابق والفسكل

(عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری، باب القسمۃ وتعلیق القنو فی المسجد)

ترجمہ: ابن التین نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان دوڑ کرائی، جس کا انعام یمن سے آئے ہوئے کپڑوں کے جوڑے تھے۔ آپؐ نے پہلے آنے والے کو تین جوڑے کپڑے دیے، دوسرے کو دو جوڑے، تیسرے کو ایک جوڑا، چوتھے کو ایک دینار، پانچویں کو ایک درہم اور چھٹے کو چاندی دی۔ نیز فرمایا: اللہ تمہیں برکت دے۔ سبقت لے جانے والوں کو بھی اور پیچھے رہ جانے والوں کو بھی، سب کو برکت دے۔

اللہ تعالیٰ محترم میر صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کے علمی و عملی فیض کو دوام بخشے اور خلافت کو آپ جیسے بہت سے سلطانِ نصیر عطا فرمائے، آمین۔

# مکرم میر صاحب کی چند یادیں

سید ساجد احمد

مرحوم میر محمود احمد صاحب ناصر سے میرا ملنا جلنا اس وقت سے ہؤا جب میں 1965ء سے 1969ء کے دوران میں تعلیم الاسلام کالج میں پڑھتا تھا۔ میں اکثر مغرب کی نماز کے لیے مسجد مبارک جایا کرتا تھا۔ نماز کے بعد کئی احباب سے ملاقات ہو جاتی اور مختلف موضوعات پر گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی۔ آپ کو علم سیکھنے اور سکھانے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ آپ نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اگر قرآنِ مجید کا بڑا حصہ ایک بڑے صفحے پر لکھا نظر کے سامنے ہو تو اس حصے کے سارے مضامین بیک وقت نظر کے سامنے آجائیں۔

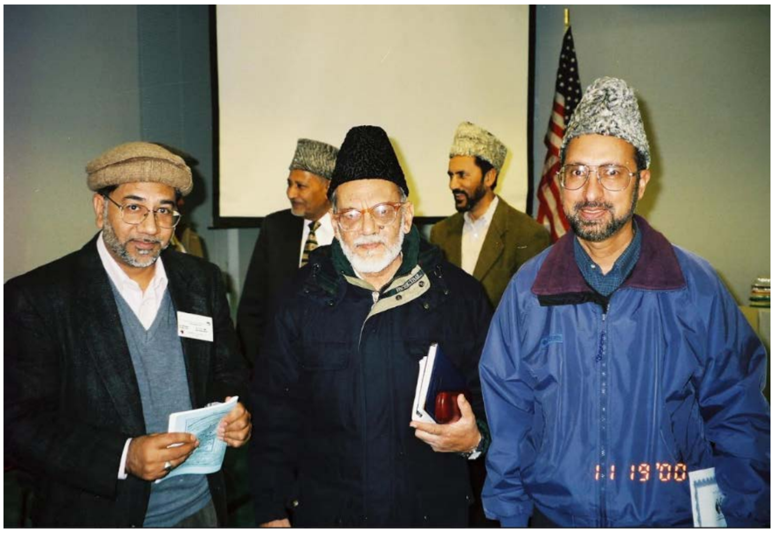

میں 1977ء سے 1984ء تک سان فرانسسکو کیلیفورنیا کے علاقے میں تھا تو پہلے نومبر 1978ء سے دسمبر 1980ء تک میر صاحب امریکہ کے مبلغ انچارج مقرر ہوئے۔ جب 1980ء میں سان فرانسسکو میں ویسٹ کوسٹ کا پہلا جلسہ سالانہ ہؤا تو آپ واشنگٹن ڈی سی سے اس میں شمولیت کے لیے تشریف لائے اور مردوں اور عورتوں کے اجلاسات میں علیحدہ علیحدہ تقریریں فرمائیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ستمبر 1980ء میں سان فرانسسکو تشریف لائے تو میر صاحب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پھر مارچ 1981ء سے مارچ 1982ء تک میر صاحب کی تعیناتی بطور مبلغ انچارج ویسٹ کوسٹ ہوئی۔ آپ کی رہائش والنٹ کَرِیک Walnut Creek میں تھی اور میں سان ہوزے San Jose میں رہتا تھا۔ اکثر ملاقات رہتی تھی۔ مرحوم بہت بلند پایہ کے عالم اور بہت ہی اعلیٰ کردار، اخلاق اور آداب کے مالک تھے۔

آپ کار نہیں چلاتے تھے اس لیے احباب کو انہیں تقریروں کے لیے اور ذاتی ضروریات کے لیے لے جانے کی خدمت کا کافی موقع ملتا رہتا تھا۔ ہم بھی انہیں اور آپ کے اہلِ خانہ کو اِدھر اُدھر لے جایا کرتے تھے۔ اس طرح دورانِ سفر ان سے بہت کچھ سیکھنے اور جاننے کا موقع ملتا رہتا تھا۔

آپ میں تبلیغِ اسلام کا بڑا جوش تھا اور اس سلسلے میں بڑی محنت سے کام کرتے تھے۔ اس زمانے میں نہ کمپیوٹر تھے اور نہ ہی اِنٹرنیٹ۔ ایک دن آپ کو ملنے گیا تو دیکھا کہ لفافوں کے خالی ڈبّے فرش سے لے کر چھت تک ایک دوسرے کے اوپر رکھے تھے۔ میرے استفسار پر آپ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے علاقے میں اخباروں اور رسالوں میں لکھنے والوں کے ڈاک کے پتے جمع کئے اور ہر ایک کو ایک خط بھیجا جس پر قبرِ مسیح کی تصویر کے ساتھ ان کے ہندوستان کے سفر کی داستان اور آمدِ ثانی کے حالات لکھے تھے۔ اُس دن تک وہ اتنے خط لکھ چکے تھے کہ خالی ڈبوں کا انبار زمین سے چھت تک پہنچ چکا تھا۔

آپ کی علم و فراست سے مستفید ہونے کے لیے جماعت کے افسران اس طرف سے گزرتے ہوئے آپ سے بھی ملنے آتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مکرم چودھری حمید اللہ آپ سے ملنے آئے۔

ایک دفعہ جماعت کے سرکردہ خدام کی بات ہو رہی تھی۔ میں نے (حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب (رحمہ اللہ) کا نام لیا تو کہنے لگے، اُن کا نام نہ لو، وہ تو جِنّ ہیں، اُن کا جماعت کی خدمت میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اُن دنوں آپ کے بچے چھوٹے تھے مگر واضح طور پر اُن کے آداب و خصائل میں ماں باپ کی نیکی کا پرتَو نظر آتا تھا۔

آپ سے بہت سارے علمی اور اخلاقی اسباق سیکھنے کا موقع ملا۔ پاکستان واپسی پر آپ نے مجھے اپنی کئی قمیصیں بھی عطا فرمائیں جو میں کافی عرصے تک پہنتا رہا۔

خداوندِ کریم مرحوم کو اگلے جہان میں بھی اپنی عظیم رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

# چند یادگار تصاویر و دستاویز

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ساتھ مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر۔ درمیان میں مکرم مظفر احمد ظافر۔
پیچھے کھڑے ہوئے: مکرم انور شاہ (سان فرانسسکو)، مکرم مبشر احمد (لاس اینجلس)، مکرم بہادر شیر (حضور کے باڈی گارڈ)
سال 1980ء سان فرانسسکو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بابرکت موجودگی
مکرم سید غلام احمد فرخ صاحب (حضورؒ کی دائیں جانب) کی تقریب آمین
حضورؒ کی بائیں جانب مکرم میر صاحب کی گود میں آپ کی صاحبزادی محترمہ عائشہ نصرت جہاں ہیں۔

دائیں سے بائیں:
مکرم مفتی احمد صادق، مکرم ارشد احمد (موجودہ صدر فینکس جماعت)، مکرم عطاء اللہ کلیم،
مکرم ناصر محمود ملک (27 سال امریکی نیشنل عاملہ کے رکن رہے)

خدام 'صاحبزادہ مرزا مظفر احمد کے گھر میں

کھڑے ہوئے بائیں سے دائیں: مکرم سید عبدالماجد شاہ، ؟، ؟، مکرم جلیل اکبر، مکرم ڈاکٹر مبشر احمد، ؟

بیٹھے ہوئے بائیں سے دائیں: مکرم عبدالرشید یحیٰ، مکرم سید ساجد احمد، مکرم سیّد شریف احمد، مکرم ظاہر احمد

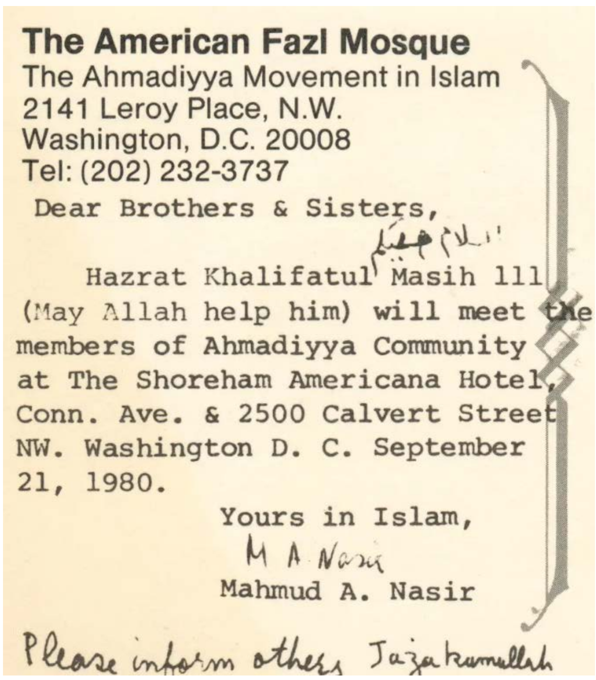

**The American Fazl Mosque**
The Ahmadiyya Movement in Islam
2141 Leroy Place, N.W.
Washington, D.C. 20008
Tel: (202) 232-3737

Dear Brothers & Sisters,

السلام علیکم

Hazrat Khalifatul Masih lll (May Allah help him) will meet the members of Ahmadiyya Community at The Shoreham Americana Hotel, Conn. Ave. & 2500 Calvert Street NW. Washington D. C. September 21, 1980.

Yours in Islam,
M A Nasir
Mahmud A. Nasir

Please inform others Jazakumullah

مکرم سیّد میر محمود احمد مرحوم کے پوسٹ کارڈ کا عکس جو آپ نے امریکن فضل مسجد، واشنگٹن ڈی سی سے 1980ء میں احباب جماعت کے نام لکھا۔

(تصاویر بشکریہ مکرم سیّد ساجد احمد، مکرمہ صاحبزادی عائشہ نصرت جہاں)

"ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

ہر انسان 360 جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جس شخص نے اللہ اکبر، الحمدللہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ، سبحان اللہ اور استغفراللہ کہا، لوگوں کے راستہ سے کوئی پتھر ہٹایا، کوئی کانٹا یا کوئی ہڈی راستہ سے ہٹائی، نیکی کا حکم دیا، یا برائی سے روکا تو یہ 360 جوڑوں کی تعداد (کے برابر شکر) ہے اور اس دن وہ اس حال میں چل رہا ہو گا کہ جہنم سے آزاد ہو گا۔"

(مسلم کتاب الزکوٰۃ)

# کوروناوائرس کے دوران ابا کے گھر پر دیے گئے چند خطباتِ جمعہ کا خلاصہ

ابن مریم فرخ

کوروناوائرس کی وباء ایک عالمی سطح پر پھیل گئی تھی۔ اس لیے جماعت احمدیہ پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ حکومتی ہدایت کے تحت دفاتر اور مساجد بند کر دی جائیں۔ اس لیے 27 مارچ 2020ء کو نماز جمعہ ادا نہیں کی گئی۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس دن جمعہ نہیں پڑھایا اور نہ ہی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ لیکن اس کے بجائے حضور نے ایک خصوصی خطاب اپنے دفتر سے فرمایا۔ اس میں حضور انور نے فرمایا کہ احباب اپنے گھروں میں نمازیں اور جمعہ ادا کریں۔ اس لیے ابا ہمارے گھر آکر جمعہ کی نماز پڑھاتے رہے۔ نمازیں تو پہلے ہی یہاں ادا کر رہے تھے۔ ابا کے شروع کے چند خطباتِ جمعہ کا خلاصہ پیش ہے۔ یہ خالصتاً گھریلو ماحول میں ہونے والے خطبات ہیں جس میں مَیں اور میری فیملی شامل ہوتی تھی۔

3/اپریل 2020ء

ابا نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلا حکم عبادت کا دیا ہے اور عبادت کے کئی طریقے ہیں۔ ان میں سے جو پہلا طریقہ عبادت کا قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً کا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ کے رنگ اپناؤ۔ اب اللہ کے تو کوئی رنگ نہیں ہوتے، نیلے، یا پیلے، یا سرخ۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپناؤ۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے تو علیم بنو۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے تو حکیم بنو۔ اللہ تعالیٰ اوّل ہے تو کلاس میں اوّل آؤ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں وہ اپنے رنگ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

10/اپریل 2020ء

ابا نے پچھلے ہفتے کے خطبہ کا ذکر کرکے بات کو آگے بڑھایا کہ عبادت کا ایک یہ طریقہ بیان ہوا ہے کہ انسان محبت بھی اللہ کے لیے کرے اور نفرت بھی اللہ کے لیے کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

17/اپریل 2020ء

ابا نے جاری مضامین کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عبادت کا ایک طریق دعا ہے۔ قرآن کریم میں بھی یہ مضمون بیان ہوا ہے اور حدیث میں بھی آتا ہے کہ الدعا مخُّ العبادة یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

24/اپریل 2020ء

ابا نے آج پھر عبادت کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ عبادت کا ایک طریق جو قرآن کریم نے بتایا ہے وہ شکر ہے۔ عام طور پر لوگ جزاک اللہ یا thank you کہتے ہیں، یہ اردو یا انگریزی میں تو شکر کا مطلب ہو سکتا ہے لیکن عربی میں نہیں ہے۔ شاید یہ ثانوی معنے ہوں۔ اصل معنی عربی زبان میں شکر کے قدر کرنا ہیں۔ یعنی کہ جو استعدادیں ہیں ان کا صحیح استعمال کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یکم/مئی 2020ء

ابا نے آج بھی عبادت کے طریق کے بارہ میں مضمون جاری رکھا اور بتایا کہ شاید یہ اس موضوع کو مکمل کرلے گا۔ عبادت کا ایک طریق یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ ہمسایوں کا خیال رکھا جائے۔ گویا عبادت کا تعلق صرف حقوق اللہ سے نہیں ہے بلکہ حقوق العباد سے بھی ہے۔ لیکن یہ خدمت بھی اللہ کی خاطر ہونی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بڑی تفصیل سے اپنی بہت اہم عربی کتاب 'اعجاز المسیح' میں بیان فرمایا ہے۔

8/مئی 2020ء

آج کے خطبہ میں یہ بیان ہؤا کہ عبادت کا حکم تو ہے، لیکن معبود کی حقیقت کے بارہ میں بھی کوئی علم دیا جانا چاہیے۔ بتایا کہ بائبل اس بارہ میں بالکل خاموش ہے، اور صرف عقیدہ کی بنیاد پر ہی عبادت کا حکم دیتی ہے جبکہ قرآن کریم معبود کا ثبوت دلائل کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ کہا کہ دانیال جب جرمنی جائے گا اور وہاں نماز پڑھے گا تو وہاں لوگ پوچھیں گے کہ پہلے خدا کا ثبوت دو۔ امریکن یونیورسٹی میں ایک پروفیسر سے اچھے تعلقات تھے اور وہ وہاں لیکچر کے لیے بلاتا تھا اور آخر اپنی پی ایچ ڈی کی کلاس میں لیکچر کے لیے بلایا۔ وہاں ایک عورت نے سوال کیا کہ میرا بیٹا کہتا ہے کہ عقل سے خدا کو ثابت کرو نہ کہ بائبل سے۔ اس کو یہ جواب دیا کہ بالفرض ایک منٹ کے لیے مان لیں کہ خدا نہیں ہے تو عقل یا دلائل سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ خدا نہیں ہے۔ لیکن بائبل تو اس بارہ میں بالکل کوئی راہنمائی نہیں کرتی جبکہ قرآن کریم کرتا ہے۔ وہ ایک طرف کہتا ہے کہ اعبدوا ربکم تو دو تین آیات کے بعد یہ کہتا ہے کہ کیف تکفرون باللہ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں دلائل سے ثبوت دیتا ہے۔

## حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ایک داعی الی اللہ کے لیے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔ بعض دفعہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے مجھے خط آجاتے ہیں کہ آپ کی جماعت کی نیکی کی تو بڑی شہرت سنی ہے اور آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سب مسلمانوں سے اچھے ہیں، لیکن فلاں احمدی نے مجھے اس طرح دھوکہ دیا ہے، میرا حق اُس سے دلوایا جائے۔ تو ایک احمدی کا ایک عمل، ایک فعل، پوری جماعت کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کی پاتال تک سے واقف ہے جس طرح وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے کوئی اور نہیں جان سکتا ہے، اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس نے یہ فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے کون بہتر ہو سکتا ہے؟ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دعوتِ الی اللہ کرنے والے کی کوشش ہوتی ہے اور ہونی چاہیے کہ وہ اعمالِ صالحہ بجالائے اور یہ اعلان کرے کہ مَیں کامل فرمانبردار بنتا ہوں یا بننے کی کوشش کروں گا۔ مجھ پر مسلمان ہونے کا احمدی ہونے کا صرف Label نہیں لگا ہؤا۔ بلکہ مَیں خدا تعالیٰ کے احکامات کو کامل فرمانبرداری سے ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہوں اور ایک مسلمان فرمانبردار تبھی بنتا ہے جب حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ رہے اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمان کے فرمانبردار ہونے کا عبادت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو دعا اور صدقات کا قائل ہو۔ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 195) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی دیواریں کھڑی کرتے ہوئے دعا کی اور ایک عظیم نبی کے برپا ہونے کے لیے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ نبی جو آیات پڑھ کر سنائے، کتاب اور حکمت سکھائے اور نفسوں کو پاک کرے تو اس دعا سے پہلے اپنے لیے اور اپنی ذریّت کے لیے بھی یہ دعا مانگی کہ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا (البقرۃ:129) کہ اے ہمارے ربّ! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریق بتا۔

پس عبادت کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا جس کے لیے انبیاء آتے ہیں اور جس کے لیے آنحضرت ﷺ انسانِ کامل اور اوّل المسلمین تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور حکمت کی باتوں کی سمجھ اس وقت آتی ہے جب نفس میں پاکیزگی ہو۔ اور نفس کی پاکیزگی اس وقت آتی ہے جب عبادت کے اسلوب آتے ہوں، جب خدا تعالیٰ رہنمائی فرمائے اور اس عبادت کے طریق سکھائے جو اس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9/اپریل 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

# مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر۔ نابغۂ روزگار بزرگ

طاہرہ زرتشت

مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ اہلِ سادات میں سے ہونے کی وجہ سے سرورِ دوعالم حضرت محمدِ عربی ﷺ کی آل سے تعلق رکھتے تھے علاوہ ازیں آپ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے بھی تھے۔ آپ کی شادی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدہ مریم صدیقہ کی صاحبزادی، سیدہ امتہ المتین سے ہوئی اس تعلق کی وجہ سے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا حصہ بننے کا شرف بھی عطا ہؤا تھا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی ایک ایسے عارف باللہ عالم با عمل کے طور پر گزاری جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہُ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ میں آپ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

علمی میدان میں ان کی خدمات بڑی وسیع ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو ترجمہ قرآن کریم ہے، اِس کی تیاری میں بھی اِنہوں نے کافی معاونت کی، جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ذکر اور اظہارِ تشکر فرمایا ہے۔ صحاح ستّہ کا مکمل اردو ترجمہ کرنے کے بعد مسند احمد بن حنبل کا ترجمہ جاری تھا۔ اسی طرح صحیح مسلم کی شرح بھی جاری تھی، شمائل ترمذی کا ترجمہ بھی انہوں نے کیا۔ بائبل کے متعلق بیسیوں علمی مقالہ جات تحریر کیے جو مختلف اخبارات اور رَسائل میں شائع ہوئے، بائبل میں سے اِستثناء اور اناجیل میں سے تین کی تفسیر لکھی۔ اِسی طرح کفنِ مسیح، مرہم عیسیٰ اور حضرت مسیحؑ کی ہجرت کے متعلق بہت اعلیٰ پائے کے تحقیقی کام کیے۔

اس وقت اِن کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کُتب اور مواد یہ ہے: سیرت النبی صلّی اللہ علیہ وسلم۔ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن۔ اس کے تین حصے ہیں۔ ایک ہے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں۔ اسی طرح ایک چھوٹا سا کتابچہ ہے تین سو پینسٹھ دن۔ یہ نماز کے بعد روزانہ درس کے لیے انتخاب ہے۔ پھر ایک ہے فلسطین سے کشمیر تک۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رو سے سیرت النبی۔ انہوں نے اس کا مواد اکٹھا کیا ابھی غیر مطبوعہ ہے۔ صحیح بخاری سے انتخاب کیا۔ یہ بعض تربیتی عناوین ہیں۔ اسی طرح جب ایک دفعہ پرانے پوپ نے ایک سوال اٹھادیا تھا تو اس کا بھی انہوں نے ردّ کیا۔

مسجد بشارت سپین کے سنگِ بنیاد کے موقع پر جس بنیادی پتھر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دعا کروائی تھی، وہ پتھر بھی محترم میر صاحب نے اُٹھایا ہؤا تھا۔ اسی مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بھی ان کو اور ان کی اہلیہ کو خدمت کا موقع ملا، جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ذکر بھی فرمایا تھا۔

(ماخوذ از خطبات طاہر جلد اول صفحہ 139۔ خطبہ فرمودہ 10 ستمبر 1982ء)

## کام کام اور بس کام

حضورِ انور نے فرمایا کہ ... جماعتِ احمدیہ کی تاریخ کے یہ پہلے خوش نصیب عالم ہیں جنہیں قرآنِ کریم کا ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ پوری صحاح ستّہ کا اردو ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔ میر صاحب کی زندگی عبارت تھی اِس بات سے کہ کام، کام اور بس کام! چھٹی کا لفظ میر صاحب کی لغت میں نہ تھا۔

(خطبہ جمعہ، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ، 16 مئی 2025ء الفضل انٹرنیشنل لنڈن َمطبوعہ 19 / اگست 2025ء)

## شاگردوں کو نصیحت

اپنے شاگردوں کو ہمیشہ اِس بات کی نصیحت کرتے تھے کہ قرآنِ کریم، سنّتِ رسولؐ، صحیح احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کے علم الکلام سے راہنمائی حاصل کرو۔

... تفصیلی ذکر خیر کرنے کے بعد آخر پر حضورِ انور نے فرمایا:- ... کہتے تھے ایک لفظ پکڑ لو قبر، اس پہ عمل کرو اور اس قبر کے معنی یہ بتاتے تھے کہ 'ق' سے قرآن، 'ب' سے بخاری حدیث کی کتاب اور 'ر' سے روحانی خزائن۔ کہا کرتے تھے کہ اگر ان کے تم ماہر بن جاؤ، ان کو حاصل کر لو، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو، اس سے علم سیکھنے کی کوشش کرو، اس سے روحانیت سیکھنے کی کوشش کرو تو تم اپنے مقصد کو پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ویسے بھی قبر کا خود لفظ بھی ایسا ہے کہ اگر انسان کو یاد رہے تو خدا تعالیٰ یاد رہتا ہے اور جب خدا تعالیٰ یاد رہے تو پھر انسان تقویٰ پر چلنے کی

کوشش بھی کرتا ہے۔ بہر حال خلافت کے ایک عظیم معاون اور مددگار تھے، جاں نثار تھے، حرف حرف پر عمل کرنے والے تھے، باوفا تھے، ایسے سلطانِ نصیر تھے جو کم کم ہی ملتے ہیں، عالم باعمل تھے۔ مجھے تو کم از کم اِن جیسی کوئی مثال ابھی نظر نہیں آتی۔

(الفضل انٹرنیشنل، خطبہ جمعہ، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ، 16 مئی 2025ء مطبوعہ 19 مئی 2025ء)

## قادیان دالامان میں پیدائش اور تعلیم

آپ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے ہاں قادیان میں مورخہ 15 /اکتوبر 1929ء کو پیدا ہوئے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے کان میں اذان دی۔ ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ 17 ؍مارچ 1944ء کو آپ نے ساتویں جماعت پاس کرنے کے بعد وقف کیا اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1945ء میں درجہ اولیٰ میں اوّل آئے۔ قیام پاکستان کے بعد جامعہ کی تعلیم آپ نے احمد نگر سے مکمل کی، اس دوران ہی بی اے پاس کیا۔ بعدہٗ مولوی فاضل اور شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ انگلینڈ میں سکول آف اورینٹل سٹڈیز (لندن یونیورسٹی) میں بھی تعلیم حاصل کی۔

## حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی امۃ المتین سے نکاح

مورخہ 26 دسمبر 1955ء کو جلسہ سالانہ کے افتتاح سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سید میر صاحب کا نکاح صاحبزادی امۃ المتین کے ساتھ پڑھا۔ حضورؓ نے فرمایا: ”...امۃ المتین، مریم صدیقہ سے میری لڑکی ہے، ان کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر سید محمود احمد صاحب ابن میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم سے قرار پایا ہے۔ محمود احمد اس وقت بی اے میں لندن میں پڑھ رہے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے خیریت رکھی تو ارادہ ہے کہ اگلے سال مئی میں وہ واپس آجائیں...“

(خطبات محمود جلد، سوم، (خطباتِ نکاح) صفحہ 674)

آپ کے پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مکرم سیّد شعیب احمد، امریکہ

مکرم ڈاکٹر سیّد ابراہیم منیب، کینیڈا

مکرم سیّد محمد احمد (واقف زندگی) اسلام آباد ٹلفورڈ۔ یوکے

مکرم ڈاکٹر سیّد غلام احمد فرخ (واقف زندگی)

محترمہ سیدہ عائشہ نصرت جہاں صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ فخر احمد ہالینڈ

## آپ کی دینی خدمات کا مختصر تذکرہ

15 ؍نومبر 1955ء کو برطانیہ کے لیے بطور مبلغ تقرر ہوُا اور 1957ء میں واپسی ہوئی۔ اس زمانہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) بھی برطانیہ بغرض تعلیم تشریف لے گئے تھے۔ محترم میر صاحب 1960ء تا 1978ء بطور پروفیسر جامعہ خدمات بجالاتے رہے جس کے بعد 1978ء تا 1982ء امریکہ میں بطور مبلغ انچارج تقرر ہوُا۔ 1982ء میں خلافت رابعہ کے دور میں سپین بطور مبلغ بھجوائے گئے جہاں آپ 1986ء تک خدمات بجالاتے رہے۔ آپ نے 1986ء سے 1989ء تک بطور وکیل التصنیف بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو بطور وکیل التعلیم دسمبر 1994ء سے 2001ء تک خدمات انجام دینے کی توفیق حاصل ہوئی۔ مزید برآں 2003ء تا دمِ آخر ممبر تحریکِ جدید بھی رہے۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے طور پر آپ کا تقرر دسمبر 1986ء میں ہوُا۔ اس عہدۂ جلیلہ پر آپ نے 6 فروری 2010ء تک خدمات سرانجام دیں۔ اس سے قبل آپ جامعہ احمدیہ میں موازنۂ مذاہب اور اشتراکیت کے پروفیسر بھی رہے۔ ان مضامین میں آپ نے خاص ریسرچ کی۔ آپ نے زندگی کے قریباً آخری پانچ سال گھر پر ہی جماعتی علمی کاموں کو جاری رکھا۔ متعلقہ شعبہ جات کے رفقاء کو گھر پر ہی بلا لیتے اور کام سمجھاتے اور ان کے ساتھ مل کر کام کرتے۔ اگر کوئی علمی نکتہ حل طلب ہوتا تو اگلے دن بتاتے کہ رات کو روحانی خزائن کی فلاں کتاب یا تذکرہ دیکھ رہا تھا کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا۔

## ذیلی تنظیموں میں خدمت

آپ کو ذیلی تنظیموں میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بطور مہتمم تربیت 1962ء تا 1965ء (تین سال)، مہتمم عمومی 1967ء۔1968ء (ایک سال) اور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ 1966ء تا 1969ء (تین سال) خدمات انجام دیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ جب 1966ء میں نائب صدر سے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ منتخب ہوئے تو محترم میر صاحب نے ان کی جگہ نائب صدر کا قلم دان سنبھالا۔ اسی طرح مجلس انصاراللہ پاکستان میں آپ کو 2011ء تا 2015ء اور 2017ء تا وفات (عرصہ تیرہ سال سے زائد) رکن خصوصی مقرر کیا گیا۔ دیگر خدمات میں چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں۔

مجلس افتاء کے ممبر خلافت ثانیہ سے چلے آرہے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو 3 ؍جون 1962ء کو مجلس افتاء کا ممبر مقرر فرمایا تھا۔ آپ 30 ؍نومبر 1972ء تک اس مجلس کے ممبر رہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ

المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 8/دسمبر 1989ء کو دوبارہ مجلس افتاء کا ممبر مقرر فرمایا، جس کے بعد آپ اس اہم مجلس کے تاحیات ممبر رہے۔

1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تدوین فقہ کمیٹی کا ممبر مقرر فرمایا، اس کمیٹی کے آپ تاحیات ممبر رہے۔ خلافت لائبریری کمیٹی کے 1989ء سے تاحیات ممبر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن پر نظر ثانی کمیٹی کے ممبر رہے۔ نائب افسر جلسہ سالانہ کے طور پر آپ 1986ء تا 2024ء خدمات بجالاتے رہے۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے موضوعات تجویز کرنے والی کمیٹی کے ممبر رہے۔ کفالت یکصد یتامیٰ کمیٹی کے ممبر رہے۔ مجلس ارشاد کے تحت مسجد مبارک میں ہونے والے جلسوں میں دیگر علماء کے ساتھ آپ بھی خطاب کیا کرتے تھے۔ فضل عمر درس القرآن کلاس میں پڑھاتے رہے۔

## آپ کی علمی خدمات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مارچ 2005ء میں نور فاؤنڈیشن کا قیام فرمایا۔ آپ آغاز سے صدر مقرر کیے گئے۔ آپ اس بورڈ کے تحت وفات سے چند دن قبل تک علمی امور سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے اس فاؤنڈیشن میں صحاح ستہ، مسند احمد بن حنبل اور شمائل ترمذی کے اردو تراجم کرنے کا اہم کام انجام دیا۔ جس میں قرآن کریم، آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی شان کے مطابق، حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات کو مدنظر رکھ کر ترجمہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ آپ نے اس فاؤنڈیشن کے رفقائے کار کے ساتھ صحیح مسلم کی کئی جلدوں پر مشتمل شرح پر کام مکمل کیا جو اَب نظر ثانی کے مرحلہ میں ہے۔ 96/سال کی عمر میں بھی صبح حسبِ صحت علمی کاموں کا آغاز فرماتے جو شام تک جاری رہتا، خود چھٹی نہ کرتے اور اپنے رفقاء کی بھی زیادہ سے زیادہ کام کرنے پر حوصلہ افزائی کرتے۔ اور یہ عظیم کام آپ کی نگرانی میں مکمل ہؤا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے اپنی تقاریر اور درسوں میں چھہل احادیث کی شرح بیان کرنا شروع کر رکھی تھی۔ ان کی وفات سے جو کام نامکمل تھا وہ آپ نے وہیں سے شروع کیا آپ کو دنیا کے متعدد علوم پر دسترس حاصل تھی، اسی طرح چھ سے زائد زبانوں کے بھی ماہر تھے۔ آپ کی نابغہ روزگار بزرگ شخصیت میں متعدد خصوصیات اور خوبیاں پوشیدہ تھیں۔ آپ مفکر، مصنف، محدث اور مترجم کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اور ان شعبہ جات میں ایک زمانہ آپ کے گُن گاتا تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تحریر و تقریر کی قوتیں عطا فرمائی تھیں، جو آپ نے خدمت اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھیں۔ الفضل اور موازنہ مذاہب رسالہ کے علاوہ جماعت کے دیگر رسالوں میں آپ کے تحقیقی اور علمی مضامین سلسلہ کے لٹریچر میں ایک مفید اور اہم مقام رکھتے ہیں۔ بڑے زندہ دل اور بڑے حاضر جواب تھے، حسِّ مزاح اور ظرافت کی خوبی آپ کی گفتگو میں اکثر نظر آتی تھی، خودداری، سادگی، عاجزی، قناعت پسندی، حق گوئی اور بے تکلفی آپ کا طرّۂ امتیاز تھا۔ ہائکنگ کا بہت شوق رکھتے تھے، آپ کی فصیح اللسان تقریر، درس القرآن اور درس الحدیث کو سماعت کے ذریعہ دل میں اتارنے کے لیے احباب جماعت دُور دُور سے تشریف لاتے تھے۔ جب آپ تقریر کرنے یا درس دینے کے لیے سٹیج پر آتے تو گویا آپ کی زبان سے علم و معارف کے دریا بہتے جاتے تھے، ہر لفظ برموقع اور برمحل ہوتا۔ زبان میں اتنی روانی اور سلاست ہوتی تھی کہ سامعین کرام ہمہ تن گوش ہوتے اور اس میں اتنا کھو جاتے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے۔ آپ کی تقاریر اور درس سُن کر سننے والوں کو آپ کے والد گرامی حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی یاد آجاتی تھی۔ آپ کو 1967ء تا 1977ء جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر تقاریر کرنے کی سعادت ملی، (صرف برطانیہ میں تقرری کے دوران وقفہ ہؤا) رمضان المبارک میں درس القرآن اور درس الحدیث دینے کی سالہاسال تک توفیق حاصل ہوئی۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر متعدد پروگرامز، تقاریر، دروس اور انٹرویوز وغیرہ نشر ہوتے رہے۔ مسجد مبارک میں آپ نے سینکڑوں درس الحدیث دیے جو ایم ٹی اے نے ریکارڈ کیے اور پھر ٹیلی کاسٹ بھی کیے، آپ کا درس حدیث دینے کا اپنا منفرد انداز تھا، بہت نپے تُلے الفاظ کا چناؤ، سلیس اور قابل فہم زبان کا استعمال، بے ساختہ پن اور مشکل سے مشکل احادیث اور علوم کو اس انداز سے بیان فرماتے کہ سننے والا کسی بھی ذہنی سطح کا ہو آسانی سے سمجھ جاتا تھا۔ جلسہ سالانہ برطانیہ اور جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی خطاب کرنے کا موقع ملا۔ دنیا بھر کے مختلف ممالک کے ذاتی دورہ جات کے علاوہ آپ کو جلسہ سالانہ برطانیہ اور جلسہ سالانہ جرمنی پر شریک ہونے کی توفیق ملی۔

(محترم سید میر محمود احمد ناصر کی خدمات سلسلہ پر ایک طائرانہ نظر، الفضل انٹرنیشنل 19/اگست 2025ء)

## مکرمہ عائشہ نصرت جہاں کی اپنے والد صاحب کے متعلق یادیں

آپ کی صاحبزادی مکرمہ عائشہ نصرت جہاں اہلیہ مکرم صاحبزادہ فخر احمد ہالینڈ، اپنے بچپن کی چند حسین یادوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

میری اولین یادوں میں سے ایک یہ ہے کہ ابانے میرے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں اور گول گول گھمارہے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ نظم دہرارہے ہیں۔ "چنداسی

تارا سی، چوکڑی چوبارہ سی" ابھی بھی ان الفاظ کے ساتھ ساتھ میرے ذہن میں ابا کی انمول یادیں گھوم رہی ہیں …

## وقف کے عہد کی تجدید

ہر سال 17 مارچ کو میرے ابا حضور انور کو خط لکھ کر اپنے وقف کے عہد کی تجدید کرتے تھے۔ ابا نے 1944ء میں اسی تاریخ پر اپنے ابا جان، حضرت میر محمد اسحاق رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن اپنی زندگی دین کی خدمت کے لیے پیش کی تھی۔ حضرت میر صاحب کی وفات پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بہت غم کا اظہار کیا اور ایک تقریر کی جس میں حضور رضی اللہ عنہ نے اپنے صدمہ اور فکر کا اظہار کیا کہ میرے بعد جماعت کی تعلیم اور تربیت کی اگر کسی کو فکر تھی تو وہ ان کو یعنی میر محمد اسحاق صاحب کو تھی، دین کی خدمت کرنے والے جارہے ہیں اب دین کی خدمت کے لیے کون آگے آئے گا۔ اس پر میرے ابا نے کھڑے ہو کر چودہ سال کی عمر میں حضورؓ کے سامنے اپنی زندگی وقف کے لیے پیش کر دی۔ میں ہر سال 17 مارچ کو ابا کو وقف کی سالگرہ کی مبارک باد دیتی تھی۔ ابا کی خواہش بھی ہمیشہ یہی رہی کہ آخری سانس تک دین کی خدمت کرتے رہیں۔ اللہ کے خاص فضل سے ابا کو طویل عرصہ تک خدمت دین کرنے کی توفیق ملی ہے۔

ابھی چند سالوں سے صحت کی کمزوری اور کووڈ کی وجہ سے دفتر کا عملہ گھر آرہا تھا۔ اگر میں بھی پاکستان جاتی اور غلطی سے صبح کے وقت ملنے چلی جاتی تو کہہ دیتے تھے کہ اس وقت دفتر کا وقت ہے شام کو ملنے آنا اور کہتے تھے مجھے حضرت صاحب نے منع کیا ہؤا ہے کہ دس بجے سے پہلے کام شروع نہیں کرنا ورنہ میں تیار بیٹھا ہوتا ہوں کام کے لیے۔ دس بجتے ہی شروع کر دیتے کام۔

جب صحت اچھی تھی تو صبح صبح سائیکل پر جامعہ جاتے تھے، گرمی سردی، بیماری کسی صورت میں چھٹی نہیں کرتے تھے، نہ ہی کرنے دیتے تھے۔ مجھے یاد ہے جامعہ کے لڑکے آتے تھے اپنے رشتہ داروں کی شادیوں کے لیے چھٹی مانگنے، ابا بے حد ناراض ہوتے تھے کہ اتنی لمبی چھٹی کیوں چاہیے۔ اس معاملہ میں بعض دفعہ ان لڑکوں کو ڈانٹ بھی پڑتی تھی، میں نے خود دیکھا ہے ڈانٹ ڈپٹ کر تھوڑی دیر بعد پیار سے منا بھی رہے ہوتے تھے۔ میرے خیال میں میری شادی پر بھی شاید ابا نے چھٹی نہیں لی یا شاید ایک دن کی لی ہو۔

## بے مثال اطاعتِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی اطاعت کی طرف فوراً توجہ دیتے تھے۔ ابا کی وفات پر آنے والے ایک بھائی نے میرے میاں کو بتایا کہ جس زمانہ میں ابا پرنسپل تھے، وہ جامعہ میں کام کرتے تھے اور وہاں موجود تھے جب ابا نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خط کھولا جس میں جامعہ کے پرنسپل کی تبدیلی کا ارشاد تھا۔ وہ بتاتے ہیں کہ خط پڑھتے ہی میر صاحب اُسی وقت پرنسپل کی کرسی سے اُٹھے اور اساتذہ کی کرسیوں میں سے ایک پر جاکر بیٹھ گئے۔ کہا کرتے تھے کہ میں تو خلیفۂ وقت کی اجازت کے بغیر تنکا بھی اُٹھانے کا نہیں سوچ سکتا۔

## حضرت اماں جانؓ کو قرآن سنانے کی سعادت

ابا اور ابا کے بہن بھائی حضرت اماں جانؓ کے رضائی پوتے بھی تھے۔ اور ابا کو یہ سعادت بھی ملی کہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی بیماری میں آپ قرآن سننے کا کہتی تھیں، ابا آپؓ کو قرآن سنایا کرتے تھے۔ حضرت اماں جانؓ کی وفات کے وقت بھی ابا ہی قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔

## ایک اہم نصیحت

1982ء میں ابا کی پوسٹنگ مسجد بشارت سپین میں ہوگئی۔ ہم جولائی کی 21 تاریخ کو وہاں پہنچے اور 10 ستمبر کو افتتاح ہونا تھا۔ اس وقت مسجد کی نئی نئی عمارت کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن صرف ڈھانچہ ہی تھا اور باقی ہر کام ہونے والا تھا۔ امی ابا نے بہت محنت سے دن رات محنت کر کے انتظام کیا۔ اس وقت باقاعدہ لنگر کا انتظام نہیں تھا، امی نے ہی سب کھانے خود پکائے اور فریز کئے۔ اس وقت وہاں بالکل کچھ بھی دستیاب نہیں تھا، دالیں تک لندن سے امی منگوایا کرتی تھیں۔ ہمارا اپنا کھانا پینا اور رہن سہن انتہائی سادہ تھا۔ قدرتی بات ہے کہ میں ایک بچی ہی تھی اور ارد گرد، مزے کے کھانے بن رہے تھے تو دل تو کرتا ہوگا۔ ایک دن ابا نے مجھے بٹھایا اور کہا تھا کہ عائشہ یہ کھانے جماعت کے کھانے بن رہے ہیں تم نے ان کی طرف دیکھنا بھی نہیں۔

یہ بہت ہی سبق آموز بات تھی جو ابا نے مجھے اس دن سکھائی کہ کبھی بھی جماعت کی کسی چیز کے بارے میں (entitled) مستحق نہ سمجھنا اپنے آپ کو۔

## مشکلات میں صبر

میں سپین میں چار سال اپنے امی ابا کے ساتھ رہی ہوں جب کوئی اور بھائی نہیں تھا۔ اس وقت میرے دو بھائی امریکہ اور دو پاکستان میں تھے۔ امی ابا بھائیوں کی یاد کو میرے دل میں زندہ رکھنے کی ہر وقت کوشش کرتے تھے۔ ہر وقت شیبی، بلو (منیب)، احمد اور فرخ کی باتیں ہوتی تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ کچھ میرے دل میں ان کی یاد اور پیار کو زندہ رکھنے کے لیے ایسا کرتے تھے اور کچھ اپنے دلوں کو بچوں کے ذکر اور اُن کی یاد سے بہلانے کے لیے، یہ اُس زمانہ کی بات ہے جب مسجد میں فون بھی نہیں تھا۔ اور

جب لگا بھی تو بک کرواکر کالز کرنی پڑتی تھیں اور اکثر کٹ جاتا تھا۔ کئی بزرگوں کی وفاتوں کا ہمیں دیر بعد پتہ چلا۔

ابا کی بڑی بہن، ہماری بڑی پھوپی کی وفات کی خبر بھی ہمیں کئی دن بعد ملی۔ ایسے حالات میں میری نانی حضرت سیدہ مریم صدیقہؓ کے خطوط ہمارے لیے ایک بہت بڑا سہارا تھے۔ وہ باقاعدگی سے ہمیں خط لکھا کرتی تھیں۔ اسی دوران جنوری 1986ء میں منیب بھائی کی شادی بھی ربوہ میں ہوئی۔ اس وقت ہم شامل نہیں ہوسکتے تھے۔ نانی نے ہی سب انتظامات کئے اور اللہ کے فضل سے خیریت سے شادی ہوئی۔ امی ابا کے لیے ظاہری بات ہے جذباتی وقت تھا جو انہوں نے بڑی ہمت سے گزارا۔

انہیں دنوں مجھے چکن پاکس ہوگیا اور اس کے ساتھ انفیکشن اور شدید بخار بھی۔ مسجد بشارت ایک گاؤں میں واقع ہے اور ان دنوں گاؤں میں ڈاکٹر نہیں تھا اور ہر دو ہفتے بعد آیا کرتا تھا۔ ہمارے پاس نہ علاج کا کوئی ذریعہ تھا اور نہ ہی گاڑی کہ شہر جاکر کسی ڈاکٹر کو ہی دکھادیں۔ امی ابا نے بعد میں بتایا کہ ایک دن بخار 107 تک پہنچ گیا اور بے ہوشی کی حالت ہوگئی۔ دونوں سمجھے کہ میں بچوں گی نہیں۔ امی ابا میرے پاس بیٹھ کر پانی پٹی اور دعائیں کرتے رہے۔

مجھے یاد ہے کہ پہلی سردی آئی تو مسجد چونکہ نئی نئی بنی تھی اور ہیٹنگ کا کوئی انتظام نہیں تھا ابا کو ٹھنڈ سے پیروں میں شدید چل بلین Chill Blains کی تکلیف ہو گئی۔ پیر سوج کر جامنی رنگ کے ہوگئے۔ مجھے دیکھ کر دہشت ہوتی تھی کہ یہ کیا ہؤا ہے لیکن صبر سے برداشت کیا۔

## مسجد کی صفائی ستھرائی خود کرتے تھے

ابا مسجد کے امام ہی نہیں تھے بلکہ اس کی ساری صفائی، باہر برآمدوں میں جھاڑو لگانا، جھاڑیاں صاف کرنا، مسجد کا میدان بھی بہت بڑا اور جھاڑیوں سے بھرا ہؤا تھا۔ کبھی کبھار سانپ بھی آجایا کرتے تھے۔ ابا نے مجھے سانپ بھی مارنے سکھائے۔ ابا نے وہاں کھجور کے درخت بھی لگائے جو آج بھی لگے ہوئے ہیں۔

## فیملی کے ساتھ تبلیغ کا کام

سپین میں ہم جماعتی لٹریچر لے کر بعض دفعہ بسوں میں اور کبھی کسی کی گاڑی میں دور دور کے شہروں یا گاؤں میں نکل جایا کرتے تھے۔ اکثر لوگ ہمارے ہاتھوں سے لیفلٹ (Leaflet) لے لیا کرتے تھے۔ ابا کہا کرتے تھے کہ جو میرے ہاتھ سے نہیں لیتا وہ بی بی یعنی امی کے ہاتھ سے لے لیتا ہے اور اگر ان کے ہاتھ سے نہیں لیتا تو عائشہ کے ہاتھ سے ضرور لے لیتا ہے انکار نہیں کرتا۔ کبھی ہمیں ہمارے لیفلٹ زمین پر گرے ہوئے نظر نہیں آئے۔

## اسیر راہِ مولیٰ ہونے کا اعزاز

ابا کو اللہ تعالیٰ نے ایک دن کے لیے اسیر راہ مولیٰ بننے کا بھی اعزاز دیا۔ کسی جماعتی کیس میں ابا کی پیشیاں ہوتی تھیں۔ یہ غالباً جون، 1990ء کی بات ہے۔ میرے میٹرک کے امتحان ہونے والے تھے، سکول سے گھر آئی تو امی نے کہا کہ تمہارے ابا کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں۔ ابا حیادار بھی تھے اور گند سے گھبرانے والے بھی، جہاں رکھا وہاں بھی سارے علاقہ کے چور، قاتل اور نشئی لوگ ایک ہی حوالات میں بند تھے۔ اللہ کا فضل ہؤا کے ضمانت ہوگئی۔ ابا کے ایک دوست تھے، جو بہت بزرگ اور صاحب الہام اور رویاء تھے۔ اس واقعہ سے چند دن پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا: 'ایک رات کی دلہن'۔ اس میں اشارہ تھا کہ ابا کو ایک رات کے لیے اسیری میں گزارنے کی سعادت ملی۔ چند دنوں بعد مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے محبت سے بھرا ہؤا خط ملا کہ مبارک ہو تمہارے ابا کو اللہ نے اسیر انِ راہ مولا میں شامل ہونے کا اعزاز عطا کیا۔ الحمد للہ۔

## دینی غیرت

ایک بار سپین میں ہماری ایک بہت ہی خیال رکھنے والی عورت تھی ماریانا، اس نے مجھے ایک چھوٹی سی گڑیا دی جو سو رہی تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ دیکھو بے بی جیز ز Baby Jesus سو رہا ہے۔ میں نے ابا کو بتایا۔ ابا نے غیرت میں برداشت نہ کیا کہ کسی کھلونے کی شکل میں بھی شرک ہو اور مجھے کہا کہ اس کو خود توڑو، اپنے ہاتھ سے توڑو۔ ہمارے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جس کو لوگ، چاہے وہ کھلونا ہی کیوں نہ ہو، خدا کی جگہ سمجھتے ہیں۔

اسی طرح جب میں نے سکول شروع کیا تو بہت ہی کٹر قسم کا کیتھولک سکول تھا۔ مجھے بیٹھ کر اچھی طرح سمجھایا کہ ہم کسی انسان کو خدا نہیں مان سکتے اور تم نے کبھی کسی قسم کی مذہبی ایکٹیویٹی میں سکول میں حصہ نہیں لینا۔ میرے سکول کو چرچ کی راہبات چلاتی تھیں۔ انہوں نے بھی ابا کی ہدایات کا احترام کیا اور مجھے خود مذہبی کلاسز میں شامل ہونے سے روک دیتی تھیں۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ابا کو عشق تھا۔ ابا نے پیار کیا تو آنحضورؐ کی پیروی میں کیا، ناراض ہوئے تو ان باتوں کے بارے میں جن سے آنحضورؐ نے روکا ہو۔

ابا کو بیٹی کا شروع سے شوق تھا، اور خواہش بھی یہی تھی کہ بیٹی ہو تو عائشہ نصرت جہاں نام رکھنا ہے۔ اور یہ بھی ابا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی کہ بیٹی کا نام عائشہ ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت تھی کہ ساتھ نصرت جہاں رکھا، بلکہ بتاتے تھے کہ حضرت اماں جانؓ کا نام بچپن میں عائشہ نصرت جہاں ہی تھا، پھر نصرت جہاں سے عائشہ ہو گیا پھر نصرت جہاں رہ گیا۔ ابا مجھے عائش پکارتے تھے اس محبت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کو پیار سے عائش کہہ کر پکارتے تھے...

## حضرت مصلح موعودؓ سے محبت

ابا کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے والہانہ محبت تھی۔ اکثر ذکر کرتے تھے کہ میرے سر کی ٹوپی سے لے کر پاؤں کی جوتی، ہر چیز ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی برکت سے ملی۔ جس گھر میں رہتا ہوں وہ بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بنا کر دیا، بیوی اللہ نے دی تو وہ بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی۔

مجھے بھی بچپن سے کہتے تھے کہ ہر وقت یاد رکھا کرو کہ تم کس کی نواسی ہو۔ کئی لوگوں نے افسوس کرتے ہوئے بتایا کہ میر صاحب بی بی کا بہت احترام کرتے تھے ہم پوچھتے تھے تو کہتے تھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی امانت ہیں میرے پاس۔ جوانی میں ابا نے کئی بیماریاں دیکھیں، اس وقت امی نے ابا کی بہت خدمت کی، لیکن امی کی زندگی کے آخری چند سالوں میں ابا نے امی کی حقیقت میں بہت خدمت کی۔ گھر کے کام میں بھی ابا مدد کیا کرتے تھے، میرے پاس بھی جب آتے تھے تو ضد کر کے برتن دھوتے تھے کہ میں اپنے برتن خود دھو کر رکھوں گا۔ امی کی چائے ناشتہ اصرار کر کے خود بناتے تھے۔ لندن میں بھی جب جماعت کے گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرتے تو اپنے اور امی کے برتن دھو کر رکھتے تھے۔

## حضرت چھوٹی آپا سیّدہ مریم صدیقہ سے محبت کا تعلق

ابا کو حضرت چھوٹی آپا سے بھی بہت محبت کا تعلق تھا۔ ان کے داماد بھی تھے، چچا زاد بھائی کا بھی رشتہ تھا۔ ان کی بیماری میں ابا کو خدمت کا بھی موقع ملا۔ ہماری کھانے کی میز پر حضرت چھوٹی آپا، ابا اور امی کی گفتگو ہوتی ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت اماں جانؓ کے بارے میں، کھانے سادہ تھے لیکن باتیں باکمال۔ یہ باتیں سن سن کر ہمارے دلوں میں بھی ان بزرگ ہستیوں کی محبت بھر گئی۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے تعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے بچپن سے دوستی تھی۔ بچپن میں ایک لمبا عرصہ ایک گھر میں رہے، پھر دونوں لندن پڑھنے بھی آئے SOAS میں اور یورپ کا یادگار سفر بھی اکٹھا کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے میرے نکاح کے خطبہ میں ابا کا بے حد پیار سے ذکر کیا اور فرمایا کہ میرے اور میر محمود احمد کے ہم مزاجی کے گناہ ہیں۔ ابا اپنے بچپن میں کچھ عرصہ حضرت اُم طاہر رضی اللہ عنہا کے مکان میں رہے تھے۔ ابا کی امی حضرت صالحہ بیگم صاحبہ بیمار تھیں اور ان کے لیے ایک صحت والی چیز خاص طور پر منگوائی جاتی تھی جس کا نام اوولٹین ہے۔ ابا اپنی امی کے ڈبے میں سے کچھ نکال کر 'میاں طاری' کے ساتھ کھانے کے لیے لے جایا کرتے تھے۔ اوولٹین (Ovaltine) کہا نہیں جاتا تھا اس کو ول ولٹین کہتے تھے۔ جب 1991ء میں قادیان کا تاریخی جلسہ ہوا اور حضور رحمہ اللہ تشریف لائے تو ابا نے حضور رحمہ اللہ کے لیے اوولٹین کا ڈبا بطور تحفہ پیش کیا لیکن اس کے اوپر خاص لیبل بنوایا جس پر ول ول ٹین لکھا ہوا تھا۔ حضور کی بھی بے حد پُر مزاح طبیعت تھی۔ میرے نکاح کے خطبہ میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں نے وہ ول ولٹین کا ڈبا کھولا تو کیا دیکھتا ہوں اس کے اندر میر محمود بیٹھے ہوئے ہیں!

## صحت مند تفریح کا شوق

میرے ابا بہت مزے کے ابا تھے۔ آپ بہت خوش مزاج، خوش دل، محبت کرنے والے، میرے ساتھ وقت نکال کر کھیلنے والے بچپن میں، میں چونکہ بالکل اکیلی تھی، ہم نے ایک دن مقرر کیا تھا، پیر کی شام کو۔ امی ابا اور میں مل کر Board Games کھیلا کرتے تھے۔ ربوہ میں بھی کبھی کبھار شاموں کو نانی، ابا، امی اور میں بیڈمنٹن یا ٹیبل ٹینس کھیلا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں ملنے گئی تو ابا نے اپنے کمرہ میں ایک انگریز آدمی کی تصویر فریم میں لگائی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو کہنے لگے کہ یہ Edmond Hillary کی تصویر ہے جس نے Mount Everest کی چوٹی پہلی بار سر کی تھی۔ میں نے اس لیے لگائی ہوئی ہے کہ مجھے بھی پہاڑوں پر چڑھنے اور ہائکنگ کا بہت شوق ہے۔

میری بیٹی کی پیدائش کے دو مہینے بعد امی ابا لندن آئے تو جاتے ہوئے ابا نے کہا کہ دیکھو بچے کے بعد عورت کی ذمہ داری کی نوعیت بڑھ جاتی ہے۔ اس کو بہت سارے کام ایک وقت میں کرنے ہوتے ہیں اس لیے اپنی صحت اور بچے کی طرف خاص توجہ دینا۔ میرے بچوں کو خاص طور پر بچیوں کو ابا سے بہت پیار ملا۔ ان کے

ساتھ بے تکلف تھے۔ ان کے ہاتھ پکڑ کر گول گول گھماتے تھے جس طرح مجھے بچپن میں گول گول گھمایا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے: چندا سی تارا سی چوکڑی چوبارا سی، غالباً کوئی بچپن کی لوری یا نظم ہے جو ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔ مجھے اور بچوں کو پاکستان سے رخصت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ سارا رستہ رب كل شيء خادمك والی دعا اور يا حفيظ يا عزيز يا رفيق یہ دونوں دعائیں پڑھتے جانا۔

## امی کی وفات کے بعد

پھر زندگی کا ایک دَور امی کی وفات کے بعد شروع ہؤا۔

میری امی کی وفات سے پہلے میں فون کرتی تھی تو ابا اگر فون اٹھاتے بھی تو بس سلام کہہ کر حال پوچھ کر امی کو پکڑا دیتے تھے لیکن امی کی وفات کے بعد ابا نے اپنی ذمہ داری سمجھ کر خود ہر روز اپنے بچوں کو وڈیو کال کرنے کا معمول بنالیا۔ کرتے ایک منٹ کی کال تھے لیکن ہر روز ہمارا حال پوچھتے، بچوں کا حال پوچھتے۔ اس عرصہ میں اگر ہمارے پر کوئی تکلیف کا وقت آیا یا کسی بیماری یا کسی آزمائش سے گزرے تو ہمارا ہمیشہ دعاؤں سے ساتھ دیا۔

ایک دن مجھے فون کیا، میں نے اُٹھایا تو میں زار و قطار رو رہی تھی۔ ابا نے میرا حال دیکھا تو کہنے لگے اگر کسی غم یا افسوس کے آنسو ہیں تو نہ رو۔ اگر دعا میں آنسو نکل رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔ میں نے کہا ابا میں لجنہ کے رسالہ کا کام کر رہی ہوں، میرا کمپیوٹر بار بار کریش ہو جاتا ہے اور کام ضائع ہو جاتا ہے۔ ابا سے بات کرنے کے بعد دوبارہ کمپیوٹر چلایا تو اللہ کے فضل سے کام کرتا چلا گیا۔

## ذکرِ الٰہی کی عادت

ابا ہر وقت زیرِ لب ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم ایک لمبے سفر پر نکل رہے تھے۔ میں اس وقت تیرہ چودہ سال کی تھی۔ ابا نے مجھے کہا کہ ہم سفر پر نکل رہے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ ایک لاکھ دفعہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمدللہ کی تسبیح اس سفر میں کریں۔

اللہ کے فضل سے ابا تہجد میں باقاعدہ اور اللہ کے آگے گڑ گڑانے والے اور نماز اپنے صحیح وقت پر پڑھنے کا خیال رکھنے والے تھے۔ جب ہم سپین میں تھے تو بہت تھوڑے احمدی تھے۔ اگر نماز کے وقت اکیلے ہوتے تو مجھے بلا لیتے تھے باجماعت نماز میں ساتھ کھڑا کر لیتے تھے۔ اگر میں تھکی ہوئی ہوتی تو ابا کہتے تھے کہ کوئی بات نہیں ہلکی نماز پڑھ لو۔

بچپن میں نماز کے لیے جگاتے تھے تو بے حد پیاری آواز میں صبح جاگنے کی دعا پڑھتے جاتے تھے، ابھی بھی میرے کانوں میں ابا کی آواز آ رہی ہے۔ اتنے دلکش انداز میں پڑھتے تھے کہ مجھے اور میٹھی نیند آجاتی تھی۔ میرا نیند میں اُٹھنے کو دل نہیں کرتا تھا تو ابا کہتے تھے: سوتے ہوئے لوگوں کے کان ہلتے ہیں، تم جاگ رہی ہو۔ میں لاکھ کوشش کرتی لیکن میرے کان نہیں ہلتے تھے۔ مجھے جگا کر ابا نماز کے لیے مسجد چلے جاتے تھے، اس دوران میں نماز پڑھ کر سکول کے لیے کپڑے بدل کر تیار ہو کر ابا سے مذاق کرنے کے لیے واپس بستر میں گھُس جاتی اور سوتی بن جاتی۔ ابا واپس آکر مجھے ایک دفعہ پھر جگانے آتے تو میں چھلانگیں مارتی ہوئی ہنستے ہوئے اُٹھ جاتی۔ یہ قصہ ہر روز دہرایا جاتا، میں بھی ہنستی، ابا بھی میرا دل لگانے کو ہنستے۔ اسی طرح ہنستے بولتے ماہ و سال گزرتے گئے اور آخر وہ دن بھی آگیا جب اللہ نے میرے پیارے ابا کو اپنی طرف بلالیا۔ ابا تو میرے بچپن سے کہہ رہے تھے کہ میں تو چند دن کا مہمان ہوں۔ اس پر بھی میں ابا کو چھیڑتی تھی کہ ابا آپ ہمیشہ فالس الارم دیتے ہیں، آپ کہیں نہیں جا رہے۔

انسان کسی بھی عمر کا ہو جائے، ماں باپ کے جانے کا صدمہ ہر عمر میں بہت ہی گہرا ہوتا ہے۔ وفات کے وقت ابا کے پاس نہ ہونے کا دکھ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔ ابا کو تو میں اپنا دوست ہی سمجھتی رہی، حقیقت یہ ہے کہ ابا کے مقام اور ان کی دینی خدمات کا علم تو مجھے حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ سے ہؤا۔ حضور ایدہ اللہ نے بے حد پیار اور شفقت سے ابا کا ذکر خیر کیا کہ اللہ نے ابا کو اپنے خاص فضل سے احسن رنگ میں دین کی خدمت اور اپنا وقف نبھانے کی توفیق دی۔ الحمدللہ۔ ابا کی خدمات میں امی کا بھی حصہ ہے۔ انہوں نے ابا کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ وقف نبھایا۔ ابا کہا کرتے تھے کہ وقفِ زندگی کی بیوی ہی تو اصل میں وقف ہوتی ہے۔

## مکرم زرتشت منیر احمد خان (سابق امیر جماعت احمدیہ ناروے) لکھتے ہیں:

سیّد میر صاحب کی جدائی کا دل کو سخت صدمہ پہنچا لیکن اُن کی حسین اور پاکیزہ یادیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم نے اُن کی صحبت سے حصہ پایا۔

خاکسار کا میر صاحب سے محبت کا تعلق حضرت مصلح موعودؓ کی محبت اور شفقت کا ہی مرہونِ منت تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عاجز کے ساتھ ہمیشہ پدرانہ شفقت کا سلوک فرمایا اور اس عاجز کے لیے بہت دعائیں کیں۔ خاکسار آٹھویں جماعت میں حضورؓ کے ارشاد کے مطابق تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں داخل ہؤا۔ اس عرصے میں حضورؓ نے خاکسار کا بے انتہا خیال رکھا۔

مجھے اپنی پڑھائی کے دوران کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تھی تو خاکسار حضور کی خدمت میں جا کر عرض کر دیتا تھا۔ خاکسار کی تعلیم و تربیت میں اُن کی توجہ اور دعاؤں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

حضرت چھوٹی آپا سیّدہ مریم صدیقہ کا خاکسار کی اہلیہ کے ساتھ بے انتہاء محبت و شفقت کا سلوک رہا اور خط و کتابت سے مسلسل رابطہ رہتا تھا۔ ہمارے بچوں کے لیے انہوں نے بے انتہا دعائیں کیں یہی شفقت و عنایت میر صاحب سے تعلق کا باعث بنی یہاں اختصار کے ساتھ صرف چند یادگار ملاقاتوں کا ذکر مقصود ہے۔

## پہلی ملاقات

یہ غالبًا 1958ء کی بات ہے۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب امیر المعتکفین تھے۔ سید میر محمود صاحب مرحوم کا، حجرہ خاکسار کے ہمسایہ میں تھا۔ اسوقت کھانا خاکسار کے لیے گھر سے آیا کرتا تھا۔ ایک دن والدہ صاحبہ نے سویّاں بنا کر بھیجیں۔ خاکسار نے سویّاں محترم میر صاحب کو پیش کیں۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ نے تو ہماری عید تین دن قبل ہی کر ڈالی ہے اور بہت دعائیں دیں۔

## دوسری ملاقات

آپ اوسلو (ناروے) میں نئی مسجد 'بیت النصر' کے افتتاح کے بعد صاحبزادی سیّدہ آپا امتہ المتین صاحبہ کے ہمراہ انہیں ناروے کا علاقہ " نارتھ کیپ " (جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی تشریف لے گئے تھے) دکھانے کے لیے تشریف لائے تھے، اس موقعہ پر بھی آپ ازراہ شفقت خاکسار کے دفتر میں تشریف لائے اور شرفِ ملاقات بخشا۔ اسی ملاقات میں آپ نے اپنی کتاب "365" دن خاکسار کو بطور ہدیہ عطا کی جو خاکسار کے پاس موجود ہے۔

## تیسری ملاقات

سیّد میر صاحب سے لندن میں ہوئی۔ میں اُس وقت تبشیر کے دفتر سے نکل رہا تھا۔ اور میر صاحب گیسٹ ہاؤس جا رہے تھے لیکن مجھے دیکھ کر جاتے، جاتے ہوئے مُڑ کر خاکسار کی طرف آئے اور بتایا کہ ہم نے "نور فاؤنڈیشن" کی طرف سے " صحیح مسلم "کا اردو ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔ خاکسار بے حد خوش ہوا اور مبارک باد دی۔ اس بات کی بھی خوشی تھی کہ یہ بہت عظیم کام تھا جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے لیا۔ اور یہ میری بھی خوش نصیبی تھی کہ انہوں نے سب سے پہلے اس عاجز کو یہ خوشکن خبر سنائی آپ بہت نیک، منکسر المزاج اور بہت دعا گو انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

## خاکسار راقم الحروف کا خراجِ عقیدت

چاند رُخصت ہُوا ہر سَمت اُجالا کر کے
میری آنکھوں میں چمکتے رہے تارے کیا کیا !

(ط۔ز)

پرانی یادوں کا ایک سلسلہ ہے جو قافلہ در قافلہ رواں ہے۔ دل چاہتا ہے کہ قلم تھام کر قرطاس پر اُتار لوں۔

خاکسار نے اس بزرگ ہستی کی زندگی کے باغ سے مختلف قسم کے پھول چُن کر ایک گلدستہ کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ گو ان پھولوں کو اکٹھا کرتے میں خود بھی کرب کی کئی کیفیات سے گزری ہوں۔ لیکن اس وقت یہ سوچ کر دل کی گہرائیوں سے صاحبزادی سیدہ عائشہ نصرت جہاں کے لیے بھی دعا کی توفیق ملی ہے جو آپ کی بہت پیاری بیٹی اور چار بھائیوں کی اکلوتی بہن ہیں۔ جنہوں نے اپنی خوبصورت یادیں، ہمارے لیے یکجا کی ہیں۔ اور یہ سب کچھ لکھتے ہوئے وہ کن کن کفیات سے گزری ہوں گی اس کا بھی بخوبی اندازہ ہے کیونکہ ماضی کے دریچوں سے جھانکنا اور یادوں کے پھول چُننا آسان نہیں ہوتا۔ اللہ انھیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ اور ہمیشہ ان کا حامی وناصر رہے۔

اپنے ان بزرگوں کی بے لوث شفقتوں کا اُن کے احسانات کا ذکر اپنی آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کرنا چاہیے تاکہ ہمارے بچوں کے دلوں میں ان شفیق ہستیوں کا احترام، محبت و وفا کے ساتھ ہمیشہ قائم و دائم رہے، تا وہ ان کی درجات کی بلندی کے لیے دل سے دعا گو رہیں۔ نیز ان کے نقشِ قدم پر چلنے اور اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا موجب ہیں۔ اور جب ہم اس جہانِ فانی سے کوچ کر جائیں تو فرشتے گواہی دیں کہ ہم اپنے محسنوں کے احسانات کو بھولے نہیں اور جب تک زندہ رہے ان کی محبتوں کو اپنی آئندہ نسلوں کے سینوں میں منتقل کرنے کے لیے کوشاں رہے۔

## محترم سیّد میر محمود احمد ناصر جیسے عظیم اور بابرکت وجود روز روز پیدا نہیں ہوتے

آپ ایک متقی اور نافع النّاس وجود تھے آپ نے اپنی ساری زندگی خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزاری، نہایت منکسر المزاج اور عاجز انسان تھے۔ طبیعت میں تصنّع یا بناوٹ بالکل نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت سادہ مگر نفیس طبیعت عطا کی

تھی آپ کا خلافت کے ساتھ محبت اور اطاعت کا تعلق ہم سب کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

خاکسار کو اپنے میاں کے ساتھ مختلف مواقع پر آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوًا۔ ہم جب بھی آپ سے دعا کے لیے عرض کرتے تو آپ کا جواب یہی ہوتا کہ خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعا کے لیے لکھیں۔ بہت دعائیں کرنے والا وجود تھے، دعا تو یقیناً کرتے ہوں گے لیکن اُن کا یہ جملہ بھی در اصل اپنے اندر تربیت کا ایک منفرد رنگ لیے ہوئے تھا۔ اور یہ احساس دلانے کے لیے تھا کہ اس وقت دنیا میں ایک ہی وجود یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نائب، خلیفہ ہے جس کی دعائیں عرش تک پہنچتی ہیں۔

میرے میاں بتایا کرتے ہیں کہ مجھے جب کسی قسم کی پریشانی لاحق ہوتی تو میں اجازت لے کر ملاقات کے لیے حاضر ہوجاتا اور حضورؓ کی خدمت میں عرض کر دیتا اور ساتھ ہی دعا کی بھی درخواست کرتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ بڑی توجہ اور پیار سے بات کو سُنتے اور تکلیف کے دور کرنے کے لیے ہدایات فرماتے تھے۔

میرے میاں کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ جماعت کے نیک، خدمتِ دین کرنے والے سب بزرگوں تک پہنچ کر سلام کرتے اور دعا کے لیے کہنے خود بھی جاتے تھے اور جہاں تک ممکن ہوتا، مجھے اور بچوں کو بھی ملانے کے لیے ساتھ لے کر جاتے۔ اور دعا کی درخواست بھی کرتے۔

ہم پر اور ہمارے بچوں پر ان بزرگ ہستیوں کے بہت احسانات ہیں۔ حضرت سیّدہ مریم صدیقہؒ کا ہمارے ساتھ بہت شفقت و محبت کا سلوک رہا۔ بالکل ایک مادرِ مہربان کی طرح۔ ہمارے لیے، ہمارے بچوں کے لیے آپ نے بہت دعائیں کیں ہیں۔ ہماری چھ بیٹیوں کے بعد بیٹا پیدا ہوًا تو فرمایا کہ اس کی تصویر بھیجو۔ خاکسار نے آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کے ساتھ بچے کی تصویر بھجوا دی۔ اگلے خط میں دعا دی کہ اللہ اس کی جوڑی بھی ملائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا اور تین سال بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا عطا کر کے جوڑی بھی ملا دی۔ یہ بھی لکھا کہ اس کی تصویر میں نے اپنے لاؤنج میں لگا رکھی ہے۔

خاکسار کے ساتھ طویل عرصہ تک خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ وہ خطوط محبت اور اپنائیت اور دعاؤں سے پُر ہوًا کرتے تھے۔

یہ ذکر اس لیے ضروری تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ تعالیٰ اور حضرت چھوٹی آپا سیدہ مریم صدیقہ رحمہ اللہ کی شفقتوں کی بدولت ہی ہم، میر صاحب کی شفقت کے مورد ہوئے۔ آپ کی شریکِ حیات سیّدہ صاحبزادی امتہ المتین نے ہمارے لیے بہت دعائیں کیں۔ اور ہمیشہ شفقت کا سلوک فرمایا۔

## ناروے کے شہر اوسلو میں آمد

محترم سیّد میر محمود ناصر، صاحبزادی امتہ المتین کے ساتھ اوسلو ناروے بھی تشریف لائے اُن کی یہ دلی خواہش تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ناروے کے قدرتی حُسن اور دلکش مناظر کی بہت تعریف فرمائی ہے چنانچہ وہ علاقے جا کر ضرور دیکھنے چاہئیں اسی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آپ چند دن کے لیے ناروے تشریف لائے۔ اپنے اس سفر کے دوران کچھ دیر کے لیے اوسلو میں جماعت احمدیہ کی مسجد بیت النصر میں بھی تشریف لائے۔ اور جماعت کے خدام و انصار کو جو اس وقت مسجد میں موجود تھے شرفِ ملاقات بخشا۔ میر صاحب انتہائی سادہ لباس میں ملبوس تھے طبیعت میں عاجزی اور انکساری نمایاں تھی۔ ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ کے خطبہ سے آپ کے کار ہائے نمایاں کا علم ہوًا تو اندازہ ہوًا کہ آپ کتنے عظیم الشان انسان تھے۔

صاحبزادی سیّدہ امتہ المتین اوسلو کی مسجد بیت النصر کے لجنہ ہال میں تشریف لائیں اور لجنات و ناصرات کے درمیان رونق افروز ہوئیں اور اپنی دعاؤں اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ آپ بھی نہایت سادہ طبیعت، خوش گُفتار، ملنسار اور بہت دعا گو تھیں۔ ہماری وہ نسلیں جو یورپ کے دور دراز ممالک میں پل کر جوان ہو رہی ہیں ان کے لیے اپنی بزرگ ہستیوں سے ملنا اور ان کی نیک باتوں کو سننا، اُن کی پاکیزہ صحبت میں بیٹھنا، تربیت کے لیے بے حد ضروری ہے۔ لجنات و ناصرات کے لیے یہ ملاقات انتہائی خُوش کُن اور برکت کا باعث تھی۔ اس کے بعد آپ دونوں نارتھ کیپ کی سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ بے شک کہ ملاقات بہت مختصر تھی لیکن اس ملاقات کی یاد آج بھی دل کو شاداب کر دیتی ہے کہ ان بزرگ ہستیوں سے ملنے اور ان کی نیک صحبت میں بیٹھنے کا خدا تعالیٰ نے ہمیں موقع عطا فرمایا۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم نے اُن کی صحبت سے حصہ پایا۔

**اعلان**

براہ کرم اپنے مضامین ٹائپ فرما کر بذریعہ ای میل بھجیں۔ مضمون پر نام کے ساتھ شہر اور ریاست کا نام بھی لکھیں۔ ای میل میں اپنا فون نمبر درج فرمائیں تاکہ ضرورت پڑنے پر آپ سے رابطہ کیا جا سکے۔ آپ اپنے مضمون کے ساتھ اپنا مختصر تعارف اور مضمون سے متعلقہ تصویریں بھی بھیج سکتے ہیں۔ اصلاح یا مناسب کانٹ چھانٹ مدیران کی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر آپ چھپنے سے پہلے اپنا مضمون دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے سے مطلع فرمائیں۔

# مغربی معاشرہ میں اسلامی اقدار کا احیاء

تقریر بر موقع جلسہ سالانہ امریکہ، 2025

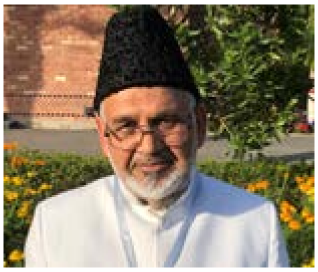

سید شمشاد احمد ناصر مبلغ امریکہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَ صَابِرُوۡا وَ رَابِطُوۡا قف وَاتَّقُوااللہ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران 201:3)

اے ایمان دارو! صبر سے کام لو اور دشمن سے بڑھ کر صبر دکھاؤ۔ اور سرحدوں کی نگرانی رکھو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا ۨالَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَ يُمِيۡتُ ص فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهِ النَّبِىِّ الۡاُمِّىِّ الَّذِىۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ (الاعراف 159:7)

کہو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت حاصل ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے، پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے۔ اور اُمّی بھی ہے اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلمات پر۔ اور اس کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

ہم نہایت خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں احمدیت، یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، جو صرف مشرق یا مغرب کا نہیں، بلکہ تمام انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی بعثتِ عامہ اس بات کا اعلان ہے کہ آپؐ تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ شریعت اسلامیہ آپؐ کے زمانے میں مکمل ہوئی اور اس کی ترویج کا کام آج جماعت احمدیہ کے ذریعے خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں ہو رہا ہے۔

لیکن یہ بھی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی کہ جب آخری زمانے میں اسلام صرف نام کی حد تک باقی رہ جائے گا، تو اس وقت امام مہدیؑ اور مسیح موعود کا ظہور ہوگا جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز کرے گا۔

ہم سب کو اس بات پر مکمل یقین ہے کہ اسلام تو دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ ہمیں فکر اس بات کی کرنی چاہیے کہ ہم اسلام کی شکل نہ بدل دیں۔ حضرت مصلح موعودؓ 1924ء میں جب یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئے تو آپ نے اس مرض کو بھانپ لیا۔ اور اس کی طرف ان الفاظ میں نشاندہی فرمائی۔

یورپ کے واقف کہتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے۔ یورپ ضرور اسلام لائے گا مگر وہ ساتھ ہی اسلام کو بگاڑ دے گا اور اس کی شکل کو بالکل مسخ کر دے گا۔ حضور فرماتے ہیں: بالکل ممکن ہے کہ یورپ میں چاروں طرف سے اللہ اکبر کی آوازیں آنے لگیں اور...... گرجوں کی جگہ مساجد بن جائیں لیکن یہ فرق ظاہر کا ہوگا۔

تثلیث کی جگہ توحید کا دعویٰ کریں گے۔ مسیح کی جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت زیادہ کریں گے۔ مسیح موعود پر ایمان لائیں گے۔ گرجوں کی جگہ مساجد بنائیں گے۔ مگر ان میں وہی ناچ گھر، وہی عورت اور مرد کا تعلق، وہی شراب، وہی سامان عیش نظر آئیں گے، یورپ یہی رہے گا، گو وہ بجائے عیسائی کہلانے کے مسلمان کہلائے گا۔ میری عقل یہی کہتی ہے کہ حالات ایسے ہی ہیں مگر میرا ایمان کہتا ہے کہ تُو اس مصیبت کو جو اگر اسلام پر نازل ہوئی تو اس کو کچل دے گی' دور کرنے کی کوشش کر۔ غور کر، فکر کر اور دعا کر۔ پھر غور کر اور فکر کر اور دعا کر۔ اور پھر غور کر، اور فکر کر اور دعا کر کیوں کہ تیرا خدا بڑی طاقتوں والا ہے۔ شاید وہ کوئی درمیانی راہ نکال دے اور اس تباہی کو جو اسلام کے سامنے ایک نئے رنگ میں کھڑی ہے دور کر دے۔ (یہ بات یورپ میں اسلام پھیلائے جانے کے بارے میں کہی جا رہی ہے)

غیر احمدیوں کے لیے یہ دقّت ہے کہ یورپ اپنی مخالفت سے اُن کو تباہ کر دے گا... وہ تو اپنی حالت پر خوش ہیں۔ ہم لوگ خوش نہیں ہو سکتے۔ ان کو حکومتوں کی فکر ہے اور ہمیں اسلام کی۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں ...ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام کو قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے۔'

قرآن کریم حکم دیتا ہے وَرَابِطُوۡا ہمیشہ دشمن کی سرحد پر اپنے آدمی رکھو جو اس کی نقل و حرکت کو دیکھتے رہیں۔

جس دن مسلمانوں نے اس حکم سے غفلت کی اسی دن سے وہ تباہ ہونے لگے۔

(انوار العلوم، جلد 8، صفحات 432-433)

معزز سامعین!

آج ہم مغربی معاشرے میں دو محاذوں پر لڑ رہے ہیں — ایک بیرونی اور ایک اندرونی۔

بیرونی محاذ: مغربی معاشرہ اپنی برائیاں — عریانی، الحاد اور بے راہ روی — ہمارے گھروں میں داخل کرنا چاہتا ہے، تاکہ مسلمان یہ کہنے کے قابل ہی نہ رہیں کہ:

'ہم سب سے بہتر امت ہیں'

(سورۃ آل عمران 111:3)

اندرونی محاذ اس کا تعلق ہماری اپنی کمزوریوں سے ہے۔ اور ان میں سب سے اول ہماری کمزوری خصوصاً پردہ کے میدان میں ہے۔

ہر احمدی خاتون اور مرد بخوبی جانتا ہے کہ اسلام پردے کی کیا تعلیم دیتا ہے، لیکن بعض اوقات کوتاہی برتی جاتی ہے۔ کبھی شوہر اجازت نہیں دیتا، کبھی معاشرے کا دباؤ ہوتا ہے۔ یہ سب احساسِ کمتری کی علامات ہیں۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ پردہ کرنے سے اُن کی بیویاں یا اُن کی بیٹیاں معاشرے میں اچھی نہ سمجھی جائیں گی اور اُن کی ترقی کے مواقع کم ہو جائیں گے۔ کیا ہم اس قدر کم حوصلہ ہو چکے ہیں کہ پردہ کے اسلامی حکم کو قابلِ عمل سمجھنے کی بجائے اسے ترقی کی راہ میں رکاوٹ خیال کرنے لگے ہیں؟ یہ تو پست ذہنیت ہے۔

مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر نے لمبا عرصہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بطور واقفِ زندگی خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اُن کے بارے میں فرمایا: 'جس نے پردے میں رہ کر کام کرنا سیکھنا ہے، وہ ڈاکٹر فہمیدہ سے سیکھے۔'

(خطاب مجلس شوریٰ، الفضل 2 نومبر، 2012ء)

محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں بھی پردہ کے حوالہ سے ایک مثالی نمونہ تھیں۔ آپ نے پاکستان سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد انگلستان سے گائنی سپیشلسٹ کا کورس کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کی وفات کے موقع پر فرمایا:

ڈاکٹر بھی پردہ میں کام کر سکتی ہیں، ربوہ میں ہماری ڈاکٹر تھیں، ڈاکٹر فہمیدہ کو ہمیشہ ہم نے پردہ میں دیکھا ہے۔

ڈاکٹر نصرت جہاں تھیں بڑا پکّا پردہ کرتی تھیں۔ یہاں سے بھی انہوں نے تعلیم حاصل کی اور ہر سال اپنی قابلیت کو نئی ریسرچ کے مطابق ڈھالنے کے لیے، اس کے مطابق کرنے کے لیے یہاں لندن بھی آتی تھیں لیکن ہمیشہ پردہ میں رہیں ...ان پر یہاں کے کسی شخص نے اعتراض کیا، نہ کام پر اعتراض ہوا، نہ ان کی پیشہ ورانہ مہارت میں اس سے کوئی اثر پڑا۔ آپریشن بھی انہوں نے بہت بڑے بڑے کئے۔ تو اگر نیّت ہو تو دین کی تعلیم پر چلنے کے راستے نکل آتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 13 جنوری 2017ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بینن افریقہ کی لجنہ ٹیم کے متعلق خوش ہو کر فرمایا:

'مَیں نے بینن میں ایک اور بہت اچھی چیز دیکھی ہے۔ وہاں لجنہ نے اپنی ایک خاص ٹیم تیار کی ہے جو ہر موقعے پر ڈیوٹیاں دیتی ہے۔ بڑی باپردہ، نقاب لے کے اور مستقل ڈیوٹیاں دیتی رہی ہیں۔'

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ اپریل 2004ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 30/ اپریل 2004ء)

پس یاد رکھیں پردہ رکاوٹ نہیں، اور نہ ہی یہ کمزوری کی علامت ہے، بلکہ یہ عزت، غیرت اور شعورِ ایمانی کا نشان ہے۔ پردہ کرنے سے نہ ترقی رُکتی ہے، نہ قابلیت گھٹتی ہے، بلکہ اللہ کی نصرت بڑھتی ہے۔ پس اس شیطانی خیال کو قریب بھی نہ آنے دیں کہ پردہ کسی طرح ہماری ذلت یا ناکامی کا سبب ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1924ء میں جب یورپ کا دورہ فرمایا تو سب سے پہلے آپ نے اسی بات کو نوٹ فرمایا۔ یعنی پردہ کو۔ اور پردہ کے بارہ میں اسلامی تعلیمات بیان فرمائیں۔ اسی وجہ سے خاکسار نے بھی اسے اول نمبر پر رکھا ہے۔

یورپ اور امریکہ میں رہنے والے احمدی حضرات خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایات سن کر ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں سوائے اکّا دُکّا افراد کے لیکن چونکہ یہاں کا سارا معاشرہ ہی عیسائیت اور غیر مسلموں کے طور واطوار پر پھیلا ہؤا ہے اس لیے یاد دہانی کی خاطر بعض چیزیں اور باتیں جو اس معاشرہ کا اہم حصہ بن چکی ہیں، پیش کر دیتا ہوں۔ اس معاشرہ کی دیکھا دیکھی اور ان کے زیر اثر ان بدرسومات اور غیر اسلامی باتوں کی لوگ پیروی کرنے لگ جاتے ہیں جن میں: برتھ ڈے منانا، ویلنٹائن ڈے منانا، کرسمس منانا، نیو ایئر نائٹ منانا، ہالووین، ایسٹر کے موقع پر انڈوں کی رسم اور سانٹا کی رسوم شامل ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یکم دسمبر 1928ء کو قادیان میں لجنہ کی ایک تقریب میں خطاب فرمایا، جس میں آپؓ نے مغربی تقلید کے بڑھتے ہوئے رجحان پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ:

’ہمیں سب سے زیادہ توجہ **دینی تعلیم** پر دینی چاہیے ، کیونکہ یہی تعلیم ہماری نسلوں کو **محفوظ اور باشعور** رکھ سکتی ہے۔ نوجوان مغرب کی اندھی تقلید میں مبتلا ہیں، یہاں تک کہ بعض باتیں دیکھ کر شرم سے سر جھک جاتا ہے ...

پس ضرورت ہے نقائص کی اصلاح کی۔ کسی بات کی اندھادھند تقلید نہ کی جائے۔ اسلام وہ ہے نہ جو شرقی ہے نہ غربی۔ اس لیے مسلمانوں کو نہ ایشیا کی نقل کرنی چاہیے نہ مغرب کی۔ اس لیے کسی کی اندھادھند تقلید نہ کرو نہ یہ کہ ایشیا میں چونکہ پردہ رائج ہے اس لیے جس طرح کا رائج ہے اسے جاری رکھنا چاہیے نہ یہ کہ یورپ چونکہ پردہ نہیں کرتا اس لیے ہمیں بھی نہیں کرنا چاہیے بلکہ افراط و تفریط سے بچ کر صحیح راستہ پر چلنا چاہیے۔‘

(الازہار لذوات الخمار، صفحات 213–214)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1975ء کی مجلس مشاورت میں فرمایا کہ پردے کی پابندی صرف عورت پر نہیں، بلکہ مرد پر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

یَغُضُّوا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ۔ یعنی مرد بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

اگر مرد نظریں نیچی رکھیں گے تو عورت خود بخود پردے میں آجائے گی۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1975ء، صفحہ 78)

سامعین کرام! یاد رکھیں! یہ دنیا دجّالیت کے اندھیروں سے بھرتی چلی جا رہی ہے۔ ان کی چالیں بڑی مکار، چمکدار اور دل لبھانے والی ہیں۔ یہ میڈیا، یہ تہذیب، یہ آزادی کے خوشنما نعرے —سب دجّال کی وہ زنجیریں ہیں جو دل و دماغ کو جکڑنے کے لیے بچھائی جا رہی ہیں۔ لیکن! آپ نے کبھی بھی ان کے رُعب، ان کے فریب اور ان کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب نہیں ہونا۔

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا ہے کہ یہ سب دجالیت کی چالیں ہیں جو عیسائیت کے زیر اثر پھیلائی جا رہی ہیں لیکن بالآخر اسلام کے نور کے سامنے ناکام ہو کر رہیں گی۔ ان شاء اللہ۔

اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو ایک بار ان الفاظ میں بھی تنبیہ فرمائی:

’ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجائے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔‘ (ملفوظات جلد دوم، صفحہ 711، ایڈیشن 2010ء)

کچھ سال پہلے ہمارے مجلس انصار اللہ کے ایک معزز رکن نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ انصار اللہ کے لیے کیا نصب العین ہو؟

تو حضور اقدس نے قرآن کی یہ آیت بطور نصب العین تجویز فرمائی:

قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا یعنی اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ کے عذاب سے بچاؤ۔

یہ نصب العین ہر مسلمان، ہر خاندان کے لیے ہے، خاص طور پر اس مغربی معاشرے میں جہاں برائیاں اور فحاشیاں عام ہیں۔

لیکن قرآن نے خود اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے، فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ (سورۃ العنکبوت 29: 46)

یعنی اگر فحاشی سے اور برائیوں سے بچنا ہے تو نماز کی طرف آؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے نماز کے لیے نکلتا ہے، ہر قدم پر اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکی کے درجات بڑھتے ہیں۔ مسجد میں خاموشی سے امام کی اقتداء کرنے والا جنت میں اعلیٰ مقام پاتا ہے۔ اصل تعلق خدا سے نماز کے ذریعے ہی قائم ہوتا ہے۔

اور تعلق باللہ کے ضمن میں سب سے اول بات جو ہمارے لیے ضروری ہے وہ نماز باجماعت کا قیام ہے۔ نماز کے بغیر تعلق باللہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور اس زمانے میں جب کہ دنیا ایک مصروفیت کے عالم میں پھنسی ہوئی ہے نماز باجماعت کا قیام بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’نماز خدا کا حق ہے اُسے خوب ادا کرو ... اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو ... یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔‘

فرمایا نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم ایمان لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز معاف فرما دی جاوے۔ کیوں کہ ہم کاروباری آدمی ہیں........اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے تو آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو

جب نماز نہیں ہے تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’میں نے کہا تھا کہ ہر ایک خادم کی نگرانی کی جائے کہ وہ نماز باجماعت ادا کرتا ہے یا نہیں لیکن بجائے میری اس ہدایت پر عمل کرنے کے اب یہ ہوتا ہے کہ کئی ایسے لوگوں کو خدام الاحمدیہ کا افسر مقرر کیا جاتا ہے جو کہ خود ہفتہ ہفتہ تک مسجد میں نہیں گھستے حالانکہ یہ ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرے۔‘

(مشعلِ راہ، جلد اوّل، صفحہ 401)

لجنہ اماء اللہ کو نمازوں کی تلقین کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

’اگر مرد نہ ہو، تو عورتیں باجماعت نماز ادا کریں، لجنہ اماء اللہ کو چاہیے کہ وہ عورتوں کو تلقین کرے کہ مائیں اپنے بچوں کو ساتھ لے کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔ اگر ایسا ہو جائے تو جماعتوں میں بیداری پیدا ہو جائے گی۔ اور مسجد میں نہ جانے والوں کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔‘

(مشعلِ راہ، جلد اوّل، صفحات 548-549)

ایک موقع پر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ:

’بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی اُن پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جاسکے کہ اُن کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔‘

(تفسیر کبیر، جلد ہفتم، صفحات 652-653)

## حضرت مصلح موعودؓ کا نماز باجماعت کے متعلق واقعہ

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیماری کی وجہ سے جمعہ کی نماز مسجد میں ادا نہ کر سکے۔ میں (حضرت مصلح موعودؓ) اس وقت نابالغ تھا لیکن جمعہ کی نماز کے لیے مسجد جا رہا تھا۔ راستے میں ایک شخص ملا جس نے بتایا کہ مسجد میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ واپس آ گیا ہے۔ یہ دیکھ کر میں بھی واپس آ گیا اور گھر پر نماز ادا کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ سنا تو مجھ سے سختی سے پوچھا کہ تم مسجد کیوں نہیں گئے؟ **آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کے اِس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت ہی اثر** ہوا۔ جواب میں مَیں نے کہا۔ مَیں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لیے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کہ کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے۔... ہاں حضور! آج واقعہ میں بہت لوگ تھے ... بہرحال یہ ایک واقعہ ہوا۔ جس کا آج تک میرے قلب پر ایک گہرا اثر ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا۔‘

(تفسیر کبیر، جلد ہفتم، صفحہ 652)

خاکسار نے ایک اخبار میں مصر کی ایک خاتون معلمہ کا واقعہ پڑھا۔ یہ خاتون اپنے شاگردوں کو ہمیشہ سورۃ طٰہٰ کی آیت وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى (طٰہٰ:85) کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرتی تھیں۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے میں جلدی پہنچنے کہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ اے اللہ میں جلدی اس لیے آ گیا کہ میں تیری خوشنودی اور رضا چاہتا ہوں۔

وہ معلمہ خاتون کہتی تھیں کہ میں اس آیت سے بہت متاثر ہوں۔ یہ خاتون جب بھی اذان کی آواز سنتی تھیں، چاہے دن کا مصروف وقت ہو یا رات کے گہری نیند کے لمحات، اس آیت کی روشنی میں فوراً اپنے تمام کام چھوڑ کر نماز کے لیے کھڑی ہو جاتی تھیں۔

اس خاتون کے شوہر کی عادت تھی کہ کام سے گھر واپس آتے وقت وہ فون پر کھانا تیار کرنے کی ہدایت دیتا تھا کہ اب میں اتنی دیر میں پہنچنے والا ہوں۔ گرم گرم کھانا میز پر تیار رہنا چاہیے۔ ایک روز ان کے شوہر نے کام سے گھر آنے کی اطلاع دی اور کھانے کی تیاری کی ہدایت دی۔ اس دوران اذان کی آواز آئی تو وہ فوراً اپنے کام چھوڑ کر نماز پڑھنے لگ گئیں۔ شوہر نے بار بار فون کیا مگر وہ جواب نہ دے سکیں۔ جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا کہ وہ سجدے کی حالت میں اللہ کے حضور حاضر ہو چکی تھیں۔ اور اس طرح وہ خود اس آیت کی زندہ مصداق بن گئی تھیں:

’اے اللہ! میں نے تیری طرف آنے میں جلدی کی۔‘

پس ہمارا فرض ہے کہ ہر بات میں خدا کی رضا کو مقدم رکھیں اور نماز کا وقت ہو جانے پر سارے کام چھوڑ کر خدا کی طرف آنے میں یعنی نماز پڑھنے میں جلدی کریں تاکہ اللہ راضی ہو جائے۔

(ماہنامہ خواتین ڈائجسٹ جون، جولائی 2021ء صفحہ 23)

میرے بھائیو اور بہنو! جب ہم اپنے وطن چھوڑ کر مغربی ممالک، امریکہ یا کینیڈا میں آتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم ان کے چمکتے دمکتے معاشی ماحول میں بہکنے کی بجائے اپنے دین کو سب چیزوں پر مقدم رکھیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہجرت کے بعد شروع میں تو لوگ مسجد میں با قاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں اور جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں، مگر آہستہ آہستہ مصروفیات میں الجھ کر مسجد سے دور ہو جاتے ہیں۔ نماز بھی کم ہونے لگتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا حال بھی ثعلبہ بن حاطب کی مانند ہو جائے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب انصاریؓ ایک بہت غریب آدمی تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بار بار عرض کی کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے مال و دولت دے تا کہ وہ ہر حقدار کا حق ادا کر سکے اور زیادہ شکر گزار بندہ بن جائے۔ حضور ﷺ نے اس پر افسوس کا اظہار کیا اور اس دعا کو ناپسند فرمایا۔ لیکن اس کے بار بار اصرار پر آپ نے اس کے لیے دعا کی۔ دعا کے نتیجہ میں ثعلبہ بہت دولتمند ہو گیا۔

مگر دولت ملنے کے بعد اس کا رویہ بدل گیا۔ پہلے وہ نمازیں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ادا کرتا تھا۔ مگر پھر نمازیں چھوڑ دیں اور صرف جمعہ کے لیے آنے لگا۔ پھر جمعہ بھی چھوڑ دیا کیونکہ کاروبار بہت ترقی کر گیا تھا اور پھر آخر کار مسجد جانا ہی چھوڑ دیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے صدقات اور زکوٰۃ کا حکم نازل فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ثعلبہ بن حاطب کے پاس زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا۔ ثعلبہ نے اسے جواب دیا کہ یہ ٹیکس جزیہ جیسا ہے اور میں نہیں دے سکتا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے افسوس کا اظہار فرمایا۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں:

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰىنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ فَلَمَّاۤ اٰتٰٮهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ وَ تَوَلَّوۡا وَّ هُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ (توبہ:75-76)

ترجمہ: بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ انہیں مال دے گا تو وہ تمام حقوق ادا کریں گے لیکن بعد میں جب انہیں اللہ نے مال دیا تو انہوں نے بخل سے کام لیا اور وہ اپنے وعدہ سے پھر گئے۔

حضورؐ کی مجلس میں ثعلبہ کا ایک قریبی رشتہ دار بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے جا کر ثعلبہ کو ساری صورت حال بتا دی۔ اور افسوس کا اظہار کیا اور کہا تمہارا بُرا ہو تمہارے بارے میں تو قرآن کریم نازل ہوا ہے۔

ثعلبہ بہت پچھتایا اور صدقہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر حضور ﷺ نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد وہ پھر صدقات کی رقم لے کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا مگر آپ نے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھی لے کر حاضر ہوا مگر کسی نے بھی ان سے وہ زکوٰۃ، صدقہ اور مال نہ لیا۔ (حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 289)

پس اے عزیزو! خدا تعالیٰ پر توکل رکھو۔ دین کو دنیا پر مقدم کر لو۔ کیونکہ ہم نے اپنے ہاتھ مسیح محمدی کے ہاتھ میں دیئے ہیں۔ اور ان سے یہ اقرار کیا ہے کہ میں ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ خدا تعالیٰ پر توکل کرنے والے کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ ان کی پشتوں اور اولادوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ

”ایک دن حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے کہ میں نے کسی نیک آدمی کی اولاد کو سات پشت تک بھوکا مرتے نہیں دیکھا۔“

(سیرت المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحات 552-553، روایت نمبر 578)

حضرت منشی محمد اسماعیل سیالکوٹی نے بیان کیا کہ 1893ء میں ایک خواب کی بنیاد پر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کے لیے آنا چاہا۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ بیعت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا وعدہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ وعدہ ان کو بہت بھاری لگتا تھا۔ اس خوف کی وجہ سے وہ بغیر بیعت کیے واپس چلے گئے۔

بعد میں انہوں نے مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ سے کہا کہ وہ علیحدگی میں بیعت کریں گے اور اس شرط کے بغیر بیعت کریں گے۔ لیکن مولوی صاحب نے کہا کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دل میں ارادہ تھا کہ حضرت صاحب پر اپنا خیال ظاہر کر دوں گا۔ لیکن جب حضرت صاحب مسجد میں تشریف لائے تو کسی شخص نے عرض کی کہ حضور کچھ آدمی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ”آجائیں“ اس ”آجائیں“ کے الفاظ نے میرے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ مجھے وہ تمام خیالات بھُول گئے اور مَیں بلا چون و چرا آگے بڑھ گیا اور بیعت کر لی۔ اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”ہماری بیعت کی تو غرض ہی یہی ہے کہ ہم دینداری پیدا کریں۔ اگر ہم دین کو مقدم کرنے کا اقرار نہ لیں تو کیا پھر یہ اقرار لیں کہ مَیں دُنیا کے کاموں کو مقدم کیا

کروں گا۔ اس صورت میں بیعت کی غرض و غایت اور حقیقت ہی باطل ہو جاتی ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم صفحات 763-764،روایت نمبر 857)

یکم دسمبر 1888ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں بیعت کی اغراض و مقاصد بیان فرمائیں۔اور اس کے بعد آپ نے دس شرائط بیعت بھی بیان فرمائیں جن کا خلاصہ خاکسار اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

دس شرائط بیعت کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ شرک نہیں کرنا۔(جب ہم میں سے کوئی شخص صرف دنیاوی اسباب پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ بھی شرک ہی ہے)

2۔ جھوٹ،زنا،بد نظری،فسق و فجور،ظلم،خیانت اور فساد کے سب طریقوں سے بچنا ہے۔

3۔ تیسری شرط میں پانچ وقت کی نمازیں مقدم ہیں اس میں تہجد پڑھنے کی تلقین ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے اور استغفار کرنے اور خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد،شکر اور تعریف کرنی ہے۔اور ہر روز کرنی ہے۔بلکہ ہر لحہ کرنی ہے۔

4۔ تمام مخلوق کی بھلائی کی کوشش کرنی ہے۔کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دینی۔

5۔ ہر حال میں خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہے۔خواہ کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں۔

6۔ غیر اسلامی رسم و رواج سے باز رہنا ہے۔ قرآن شریف کے احکامات کو ہر حالت میں مقدم اور ان پر عمل ضروری ہے۔

7۔ تکبر،جیسی بُری اور ناپسندیدہ عادت کو چھوڑ کر عاجزی و انکساری اختیار کرنا ہے۔

8۔ دین اسلام کی عزت کے لیے ہر قربانی دینی ہے خواہ جان کی ہو،مال کی ہو،اولاد کی ہو۔

9۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرنی ہے۔خواہ کوئی ہو۔

10۔ مسیح موعود کے ساتھ ہر حال میں اطاعت در معروف تامرگ کرنی ہے۔

آپ کے بعد یہی عہد ہم نے خلیفۃ المسیح کے ساتھ کیا ہے کہ ہم آپ کی ہر حال میں اطاعت کریں گے۔ اس لیے ہمیں ان تمام شرائط بیعت کو ہر وقت مد نظر رکھنا چاہیے اور عمل کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد،امیر جماعت احمدیہ،امریکہ نے گزشتہ سال جلسہ سالانہ میں دلوں کو جھنجھوڑنے والی ایک نصیحت کی۔آپ نے فرمایا:

گزشتہ سال بھی میں نے جو امیگرینٹس یہاں آئے ہیں درخواست کی تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس لیے یہاں آئے ہیں کہ یہاں آپ کو مذہبی آزادی حاصل ہو۔آپ کے آنے کی سب سے بڑی وجہ جو آپ نے یو۔این۔او اور دوسرے ملکوں کو دی تھی کہ آپ کو وہاں مذہبی آزادی نہیں ہے اور آج کے مضمون سے اس کا تعلق رکھا جائے تو آپ کو کلمے کی اجازت نہیں ہے آپ وہاں کلمہ نہیں پڑھ سکتے۔آپ ایک خدا کو نہیں مان سکتے۔اس کلمے کی اہمیت یہاں آنے کے بعد آپ پر اور زیادہ واضح ہو جانی چاہیے۔اگر وہاں غیر اللہ کے خوف سے آپ کلمہ نہیں پڑھ سکتے تو ایسا نہ ہو کہ یہاں غیر اللہ کی محبت میں آپ کلمے کو بھول جائیں۔آپ میں سے کچھ ایسے ہوں گے جن کے بزرگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا اور حضور علیہ السلام نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر انہیں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی دہلیز پر لا کھڑا کیا تھا۔اور آپ میں سے کچھ ایسے ہیں کہ آپ نے اپنی اولادوں کو اس مسیح کے ہاتھ سے چھڑا لیا ہے اور غیر اللہ کے دروازے پر لا کھڑا کیا ہے۔ آپ کے بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھا تھا اور آپ کی اولادیں شیطان کے شکنجے میں آنے والی ہیں۔اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو اگر ہم اپنے اردگرد دیکھیں تو ہمیں اپنی اولادوں کو خدا بنانے کی فکر پڑی ہوئی ہے اور اصل خدا کو ہم بھول رہے ہیں۔مجھے کوئی خوش فہمی نہیں ہے کہ جو کچھ جلسے میں کہا گیا ہے اس کا کتنا اثر ہو گا۔ میں اپنے آخری حصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں آپ کو یہ الفاظ پہنچا دیتا ہوں۔فرماتے ہیں:

"میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے ...جو شخص اپنے بھائی کی حق تلفی کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا قائل نہیں۔کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں خارق عادت تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے ۔ اس میں بغض، کینہ،حسد اور ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے ...جب تک یہ بت اندر ہی رہیں اس وقت تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے میں کیونکر کوئی سچا ٹھہر سکتا ہے؟"

(ملفوظات،جلد 9،صفحات 106-107)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار اپنے خطاب میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی ایک مثال بیان فرمائی۔فرمایا کہ 1924ء میں حضرت

مولوی نعمت اللہ صاحب کو کابل میں شہید کیا گیا۔ شہادت سے پہلے انہوں نے قید خانے سے اپنے ایک احمدی دوست کو خط لکھا، جس میں اپنے دل کی سچی کیفیت کا اظہار کیا:

”میں ہر وقت قید خانے میں خدا سے دعا گو ہوں کہ الٰہی! اس نالائق بندے کو دین کی خدمت میں کامیاب فرما۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھے قید خانے سے نجات دے یا قتل سے بچالے، بلکہ میری دعا ہے کہ الٰہی! میرے وجود کا ہر ذرہ اسلام کے لیے قربان ہو جائے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی پاکیزہ جماعت تیار کی جو ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ کی مصداق بن گئی۔ چنانچہ آپؑ نے ایک موقع پر حلفاً فرمایا:

”میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ اُن کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ مَیں اپنے ہزار ہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰؑ نبی کے پیرو ان سے جو اُن کی زندگی میں اُن پر ایمان لائے تھے ہزار ہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہے۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کے لیے مستعد ہیں۔ پھر بھی مَیں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لیے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں۔“

(سیرت المہدی حصہ اول، صفحہ 165، ایڈیشن دوم۔ مطبوعہ 1935ء)

پس آج ہمیں اپنے اردگرد ماحول کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ کہیں مغرب کی برائیاں ہمارے اندر نہ داخل ہو جائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’وہ مومن دل اور مومن شکل بنائیں اور مغربیت کی تقلید کو چھوڑ دیں... تمہارا کام یہ ہے کہ تم مغربی تہذیب کو تباہ کر دو اور اس کی بجائے اسلام کی تعلیم، اسلام کے اخلاق، اسلام کی تہذیب اور اسلام کے تمدن کو قائم کرو۔‘

(مشعل راہ، جلد اول، صفحہ 339)

اس ضمن میں آپ مزید کھول کر ان امور کو جو مغرب کی تہذیب میں ایک فیشن کے طور پر اپنائے جارہے ہیں۔ اور ہمارے کچھ بچے اور بچیاں بھی ان سے متاثر ہو کر ان چیزوں کو اپنانے لگ گئے ہیں۔ مثلاً بعض نوجوان لڑکوں نے کانوں میں بالیاں پہنی ہیں، اور گلے میں chain پہنی ہے، جسم پر ٹیٹو بنوا لیے ہیں، عورتوں کی طرح لمبے بال بڑھا لیتے ہیں اور مرد ہو کر عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض بچیاں، مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں یا پھر ایسا لباس پہنتی ہیں جس سے جسم کی نمائش ہونے لگتی ہے۔ اور یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسی کی تنبیہ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا

’عن ابن عمر، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔"‘

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہے۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب اللباس، حدیث: 4031)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی انہی خطرات کو دیکھتے ہوئے ہمیں ان سے خبر دار کرتے ہوئے فرمایا:

’خبر دار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی اُنہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 23)

حضرت مصلح موعودؓ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

’اسلام جسمانی حسن کی زیادہ نمائش پسند نہیں کرتا کیونکہ اس طرح کئی قسم کی بدیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے انسان کے لباس کی طرف توجہ دلائی کہ ایسا لباس پہنا جائے جو جسم کو ڈھانکتا ہو۔‘

مزید فرماتے ہیں:

’اسی طرح ناخن بڑھا لینا یہ بھی نیچر کا تتبع نہیں ... گو آج کل مغربیت کے اثر کے ماتحت فیشن ایبل عورتوں نے بھی ناخن بڑھانے شروع کر دیے ہیں۔ یورپین عورتیں تو اس میں اس قدر غلو سے کام لیتی ہیں کہ وہ آدھ آدھ انچ تک اپنے ناخن بڑھا لیتی ہیں اور پھر سارا دن ان ناخنوں سے میل نکالنے، انہیں صاف کرنے اور ان پر رنگ و روغن کرنے میں صرف کر دیتی ہیں ... اس قسم کی باتوں میں دوسروں کی تقلید کرنا محض مغربیت ہے۔‘

مغربی معاشرہ کی ایک اور بیماری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ

فرماتے ہیں:

’ننگے سر کھڑا ہونا اسلامی طریق نہیں۔ یورپ میں احترام کے طور پر ٹوپی اتارنے کا رواج ہے وہی رواج ان کی نقل میں مسلمانوں میں آ گیا ہے۔ حالانکہ اسلام میں بجائے ٹوپی اتارنے کے ٹوپی سر پر رکھنے کا رواج ہے۔..... لیکن اس کے برخلاف یورپ میں سر ننگا رکھنے کا رواج ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے مواقع پر ننگے سر کھڑے نہ ہوں۔ (حضورؓ یہ فرما رہے ہیں کہ جب خدام اپنی میٹنگز میں عہد دہرا رہے ہوں، یا نماز میں یا دوسرے مواقع پر ننگے سر نہیں ہونا چاہیے)

پھر حضرت مصلح موعودؓ تربیت کی باتوں میں ایسے لوگوں سے متعلق جب ان کی اولادوں اور بچوں کو تربیت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور وہ ان سے ناراض ہونا شروع ہو جاتے ہیں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حقیقت یہی ہے کہ لوگ ابتداء میں اپنی اولادوں کی تربیت کی فکر نہیں کرتے اور اگر کوئی کہے تو اس سے لڑنا شروع کر دیتے ہیں اور ہر شخص اپنے لڑکے کو معصوم سمجھتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ... بجائے اس کے کہ وہ خوش ہوں کہ کسی نے میرے لڑکے کی بیماری کا پتہ دیا ہے۔ الٹا لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ طریق نہایت ناپسندیدہ ہے۔ ہماری جماعت کے ہر شخص کا فرض ہے کہ بچوں اور نوجوانوں کے اخلاق کی درستی کے لیے کوشاں رہے۔‘(مشعل راہ، جلد اول، صفحات 457۔458)

بھائیو اور بہنو! اب خاکسار آپ کے سامنے چند نہایت اہم باتیں رکھتا ہے جو ہمیں اس مغربی معاشرے میں نہایت سنجیدگی سے اپنانے کی ضرورت ہیں۔ یہ وہ چھوٹے چھوٹے لیکن انتہائی موثر عمل ہیں جو ہماری زندگیوں کو دین کی روشنی سے منور کر سکتے ہیں۔

سب سے پہلی اور بنیادی بات ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کو عام کرنا! آج کل نوجوانوں کا آدابِ ملاقات بدل گیا ہے، ہاتھوں کی انگلیوں سے چٹخانے، ہائے بائے سے کام چلانے کی عادت عام ہو گئی ہے۔ لیکن ہمارا دین تو محبت اور اخوت کا درس دیتا ہے۔ آیئے، ہر ملاقات کو السلام علیکم کے پھول سے سجائیں تاکہ دلوں میں محبت اور بھائی چارہ پروان چڑھے۔

دوسری بات، ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنی چاہیے۔ چاہے دروازہ بند کرنا ہو، چراغ بجھانا ہو، کھانا کھانا ہو، وضو کرنا ہو، لباس پہننا ہو، بیت الخلاء جانا ہو۔ یہ سب رسولِ کریم ﷺ کی سنت ہے اور آپؐ کے فرمان میں شامل ہے۔ یہ چھوٹا سا عمل ہمارے ہر کام کو برکت اور کامیابی سے نوازتا ہے۔

تیسری بات، ہر کام **دائیں ہاتھ سے کرنے** کی عادت ڈالیں۔ آج کل مغربی ثقافت کی وجہ سے بائیں ہاتھ کا استعمال بڑھ رہا ہے، جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ یاد رکھیں، نبی کریم ﷺ کو دائیں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت بہت پسند تھی، چاہے وہ طہارت ہو، جوتے پہننا ہو یا کھانا پینا ہو۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ، فِيْ تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ وَفِيْ شَانِهِ كُلِّهِ۔

(صحیح البخاری کتاب الوضوء باب التیمن فی الوضوء والغسل حدیث: 168)

کہ آنحضرت ﷺ اپنے تمام کاموں میں جہاں تک ممکن ہو تا دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ طہارت کے وقت بھی، کنگھی اور جوتے پہنتے وقت بھی۔

چوتھی بات، **اذان کے دوران اور بعد میں خاموشی اختیار کریں اور دعا کریں۔** اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا بے حد قبول ہوتی ہے، یہ اللہ کے قرب کا موقع ہے، اسے ضائع نہ کریں۔

5: ہم اپنی روزمرہ صفائی کے آداب کا خیال بھی رکھیں۔ جیسے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں فطری ہیں۔ مونچھیں کٹوانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال صاف کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، استنجا کرنا، کلی کرنا۔

(نیل الاوطار، جلد اول، صفحات 350-352۔ کتاب الطہارۃ)

گویہ سب چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہیں مگر اس معاشرہ میں ہم نے ان پر عمل کر کے اپنے ایمان کی حفاظت کرنی ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خواتین کے جلسہ سالانہ 2005ء پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

’آج کل برائیوں میں ایک برائی ٹی وی کے بعض پروگرام ہیں۔ انٹرنیٹ پر غلط قسم کے پروگرام ہیں، فلمیں ہیں، اگر آپ نے اپنے بچوں کی نگرانی نہیں کی۔ اور انہیں لغویات میں پڑا رہنے دیا تو پھر بڑے ہو کر یہ بچے آپ کے ہاتھ میں نہیں رہیں گے........ اس لیے کبھی یہ نہ سمجھیں کہ معمولی سی غلطی پر بچے کو کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ ٹال دینا ہے۔ اس کی حمایت کرنی ہے۔

ہر غلطی پر اس کو سمجھانا چاہیے ...ان کی تربیت آپ نے کرنی ہے ... پھر میں کہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنے عہد بیعت کو جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ سے کیا ہے اپنے آپ کو بھی دنیاوی لغویات سے پاک کریں۔ عابدات بنیں۔ اور اپنے

بچوں کے لیے جنت کی ٹھنڈی ہواؤں کے سامان پیدا کریں۔'

حضرات! اب میں آپ کے سامنے وہ کیفیت بیان کرنا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح میں موجزن تھی۔ مولوی فتح دین صاحبؓ فرماتے ہیں کہ وہ کئی راتیں حضور کی خدمت میں گزار چکے تھے اور ایک رات آدھی رات کو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بے چین اور تڑپتے ہوئے پایا۔ جیسے کوئی مچھلی پانی کے بغیر تڑپتی ہے، یا کوئی بیمار شدید درد میں مبتلا ہو۔ وہ کیفیت دیکھ کر مولوی صاحب کا دل دہل گیا، اور صبح سوال کیا کہ کیا رات کو حضور کو کوئی جسمانی تکلیف تھی؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

'میاں فتح دین کیا تم اس وقت جاگتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے۔ اور جو جو مصیبتیں اس وقت اسلام پر آرہی ہیں۔ ان کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے۔ اور یہ اسلام ہی کا درد ہے۔ جو ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے۔'

(سیرت المہدی، جلد اول حصہ دوم، روایت، 516۔ صفحہ 524)

یہ جذبہ، یہ دردِ دین، یہ بے قراری ہماری روحوں میں بھی ہونی چاہیے، خاص طور پر آج کے مغربی ماحول میں جہاں ہمیں اپنی شناخت کو مضبوط کرنا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری بعثت کی اصل غرض ایک ایسی جماعت تیار کرنا ہے جو سچے مومن ہوں، جو خدا پر کامل ایمان رکھیں اور اسلام کو اپنی زندگی کا شعار بنائیں۔

**لیکن سوال یہ ہے:** کیا اسلامی اقدار کا احیاء صرف علماء، مبلغین یا جماعتی نمائندوں کا کام ہے؟ نہیں! یہ ذمہ داری **ہم سب** کی ہے۔ ہر ماں، ہر باپ، ہر نوجوان، ہر استاد، ہر شاگرد کی۔ ہمیں اپنے گھروں کو چھوٹے چھوٹے تربیتی مراکز بنانا ہوگا۔ انہیں اسلامی درس گاہ بنانا ہوگا اور MTA اس میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہمیں اپنے بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت، قرآن کی عظمت، اور حضور ﷺ کی سیرت کی خوشبو بسانی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

'چاہیے کہ ہر ایک صبح تمہارے لیے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لیے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔'

(کشتی نوح)

یہی وہ تعلیم ہے جو مغرب کو درکار ہے!

یہ مغرب جس نے سائنس میں، ٹیکنالوجی میں، دولت میں، ترقی میں سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔ مگر ان کے دل روحانیت سے خالی ہیں جسے تم نے تعلق باللہ سے بھرنا ہے! آپ نے وہ چراغ بننا ہے جو اندھیروں میں روشنی پھیلائے آپ نے وہ خوشبو بننا ہے جو نفرتوں کو مٹا کر محبت بکھیر دے آپ نے وہ پانی بننا ہے جو اس پیاسے معاشرے کو سیراب کرے۔

آئیں! ہم سب مل کر عہد کریں کہ ہم مغربی دنیا کو اپنے اخلاق، اپنے عمل، اور اپنی محبت سے جیتیں گے۔ ہم دنیا کو بتا دیں گے کہ حقیقی تعلیم اسلام کی ہے جو قابل عمل ہے، جو دلوں کو فتح کرتی ہے اور دنیا کو بدل دیتی ہے! جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

'میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشاء پورا ہو۔

پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پالیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔'

(سیرت المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحات 235-236 روایت نمبر 258)

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

1956ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خواب یہ فقرے القاء ہوئے۔

ہم قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اُس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں۔

حضورؓ نے 16 نومبر 1956ء کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو تحریک فرمائی کہ دوست اپنی دعاؤں میں یہ فقرے کثرت سے پڑھیں، اُن کی دعائیں زیادہ قبول ہوں گی۔

(الفضل، 23 نومبر 1956ء)

# مکرم محمد عبدالرشید یحییٰ، مربی سلسلہ، کی جماعتی خدمات کا تذکرہ

امریکہ میں تعیناتی 1977-1981ء اور 1986-1999 ء

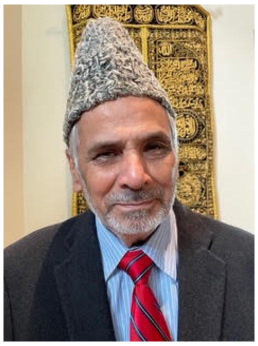

محمود احمد ناگی کولمبس اوہائیو

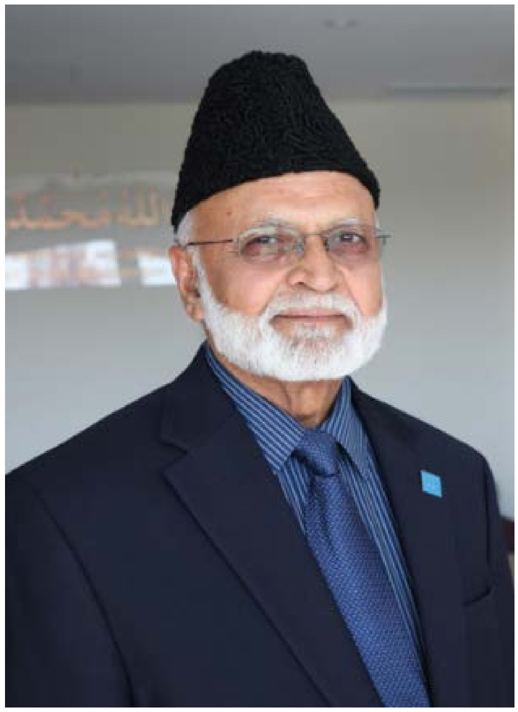

مکرم محمد عبد الرشید یحییٰ 3 رمضان بمطابق 19 جون 1950ء کو پنجاب (پاکستان) کے ایک گاؤں مرادوال میں مکرم میاں سراج الدین اور مکرمہ رحمت خاتون کے ہاں پیدا ہوئے۔ میاں سراج الدین صاحب سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے اور کٹر اہل حدیث مکتبہ فکر کے زیر اثر تھے۔ جماعت احمدیہ کے معاندین کی جماعت کے خلاف شدت اختلاف نے میاں سراج الدین صاحب کو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق پر راغب کیا اور 15 سال مسلسل تحقیق کرنے کے بعد احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ جن میں اہل علم سے مناظرے اور مباحثے شامل تھے۔

بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر 1945ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ میاں سراج الدین صاحب اپنے علاقے میں اکیلے احمدی تھے۔ مذہبی اختلافات کے باوجود علاقے کے تمام لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے اور اپنے جھگڑوں کے تصفیہ کے لیے آپ کو ثالث مقرر کیا کرتے تھے۔

مکرم عبد الرشید یحییٰ پیدائشی وقف تھے۔ ان کا اپنے چھ بھائی بہنوں میں پانچواں نمبر تھا۔ یحییٰ صاحب نے بی اے کرنے کے بعد انیس سال کی عمر میں 1969ء میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ مئی 1975ء میں جامعہ احمدیہ سے اعزازات کے ساتھ فارغ التحصیل ہوئے اور اپنی کلاس میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد تاحیات عملی میدان میں سرگرم عمل رہے اور آخری بیماری تک مبلغ سلسلہ کے طور پر خدمات سر انجام دیں۔ آپ کی شادی اپریل 1976ء میں ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے انہیں تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ یحی صاحب کو پاکستان، جنوبی کوریا، جنوبی افریقہ، گوئٹے مالا، کینیڈا اور امریکہ میں جماعت احمدیہ کے مبلغ کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع ملا۔ مکرم عبد الرشید ی یحییٰ صاحب کو 1977ء میں واشنگٹن ڈی سی میں تعینات کیا گیا۔ جہاں پر وہ 1981ء تک خدمات بجا لاتے

رہے۔ 1988ء سے 1994ء تک انہوں نے امریکہ میں مڈ ویسٹ ریجن کے ریجنل مشنری انچارج کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ شکاگو کے مشن ہاؤس میں رہائش پذیر رہے جہاں بعد ازاں مسجد بیت الجامع کی تعمیر عمل میں آئی۔ ربوہ میں پانچ سال تک تبشیر کے دفتر میں خدمات بجالائیں۔ جس کے دوران ان کی تقرری جنوبی کوریا اور بعد ازاں ساؤتھ افریقہ میں ہوئی۔ ساؤتھ افریقہ میں چھ سال تک مشنری انچارج اور امیر جماعت کی حیثیت سے کام کیا۔ ان کے چیدہ چیدہ کاموں میں افریقن زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کی نگرانی اور قریبی ممالک میں جماعت کا قیام شامل ہیں۔ مکرم محمد عبد الرشید یحییٰ صاحب نے قریباً اٹھارہ سال کینیڈا میں خدمات سرانجام دیں جن میں سے نو سال تک جامعہ احمدیہ کینیڈا کے وائس پرنسپل اور پانچ سال تک صدر قضا بورڈ کینیڈا کی حیثیت سے جماعتی خدمات سرانجام دیں۔

ان کے پسماندگان میں ان کی بڑی بہن رضیہ سلطانہ، چھوٹی بہن ذکیہ نسرین اور چار بچے، طیب رشید، قاسم رشید، احمد رشید اور بریرہ رشید اور گیارہ پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مکرم یحییٰ صاحب کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد عبد الرشید یحییٰ صاحب کے فرزند ارجمند قاسم رشید صاحب ماہر قانون ہیں۔ وہ اپنے والد کے بارے لکھتے ہیں:

میرے والد مولانا محمد عبد الرشید یحییٰ ایک عالم با عمل اور خدا ترس انسان تھے، اور خلافت کی حفاظت کے جانثار سپاہی تھے۔ میرے دادا مکرم میاں سراج الدین نے اپنے بیٹے کی پرورش اس ارادے سے کی کہ وہ اپنی زندگی اسلام کی خاطر وقف کریں۔ چنانچہ ہائی اسکول اور بی اے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد میرے والد نے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لے لیا جہاں انہوں نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی پر عبور حاصل کیا۔ جامعہ احمدیہ کا سات سالہ کورس صرف چھ سالوں میں مکمل کیا اور 1975ء کی جامعہ کی کلاس میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ مرحوم دن میں پانچ وقت نماز ادا کرتے، کم از کم ہر صبح قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور ہر رات بلاناغہ نماز تہجد ادا کرتے۔ میرے والد نے مجھے جو سب سے بڑا تحفہ دیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے مجھے اندھا دھند تقلید کی بجائے تنقیدی سوچ رکھنے کی ترغیب دی۔ جب میں آج کی دنیا پر نظر ڈالتا ہوں اور بظاہر ناقابل تسخیر رکاوٹوں اور ناانصافیوں کا سامنا کرتا ہوں تو میں اپنے والد کی مثال پر غور کرتا ہوں جو دنیاوی وسائل کی عدم موجودگی کے باوجود ہمیشہ صحیح کام کرنے کے لیے اپنے ارادے میں غیر متزلزل رہتے تھے۔

مکرم عبد الرشید یحییٰ صاحب پارکنسنز کی بیماری میں مبتلا رہنے کے بعد اٹھائیس رمضان المبارک بمطابق 28 مارچ 2025ء کو شکاگو میں اپنے تمام عزیزوں کی موجودگی میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’انہوں نے بھی وقف کو وفا سے نبھایا۔‘ (خطبہ جمعہ 4 اپریل 2025)

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

رمضان کے آخری دن مکرم محمد عبد الرشید یحییٰ کی تدفین عمل میں آئی

# مکرم مولانا محمد عبد الرشید یحییٰ – نصف صدی کی دینی خدمات اور لازوال یادیں

عائشہ نور رشید، شکاگو

رمضان کا آخری جمعہ، جسے عموماً جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے، ہمارے خاندان کے لیے کچھ مختلف معنوں میں جمعۃ الوداع ثابت ہوُا۔ اسی بابرکت دن، قریباً صبح دس بجے کے قریب، حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبے اور مقامی نماز جمعہ کے وقت کے درمیانی لمحوں میں، میرے پیارے ماموں اور سسر، مکرم محمد عبد الرشید یحییٰ، ہمیں غمگین چھوڑ کر اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ لمحہ بے حد کٹھن تھا، لیکن دل جانتا ہے کہ وہ اپنے سب سے محبوب وقت یعنی جمعہ کے دن، عین اس گھڑی میں اپنے ربّ سے جا ملے جس کے انتظار میں وہ پورا ہفتہ گزارا کرتے تھے۔ جمعہ کے دن ان کی تیاری ہمیشہ دیدنی ہوتی۔ وہ اپنے سب کام جلدی نمٹا لیتے تاکہ نماز جمعہ کے لیے بھرپور تیاری کر سکیں۔ تاخیر ان کے مزاج میں نہیں تھی۔ نماز جمعہ ان کے لیے سب سے بڑھ کر اہم تھی۔

ان کے بارے میں لکھنا میرے لیے محض ایک مضمون نہیں، بلکہ اعزاز ہے۔ یہ میرے لیے ان کی محبت اور قربت کا ایک قرض ہے، جسے الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اس تحریر سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کی زندگی کے حالات اور تجربات کو انہی کی زبان میں بیان کروں، جیسا کہ وہ اپنی بیماری سے پہلے قلمبند کر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے یہ خدمت خلوص کے ساتھ انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

ماموں جان کی پیدائش 1950ء کی ہے۔ آپ مرادوال نزد ملکوال، ضلع گجرات (اب ضلع منڈی بہاؤالدین) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم ہیڈ ماسٹر میاں سراج الدین صاحب نے 1945ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کے والد گاؤں اور علاقے بھر میں نہایت اعلیٰ شہرت کے مالک تھے۔

زمانۂ طالب علمی اپنے گاؤں میں اپنے والد صاحب کی زیر نگرانی گزارا اور 14 سال کی عمر میں میٹرک یعنی ہائی سکول مکمل کیا۔ اس کے بعد آپ کے والد صاحب کی تو یہی خواہش تھی کہ عبد الرشید جامعہ میں داخلہ لے لیکن میرے ماموں کی طبیعت کچھ وقت کالج میں تعلیم حاصل کرنے کی طرف مائل تھی۔ اس واقعہ کا ہمارے ساتھ متعدد مرتبہ ذکر کیا۔ لہٰذا اس کی تفصیل بھی خود ان کے الفاظ میں بیان کرتی ہوں:

"بورڈ ہائی سکول سے مارچ 1965ء میں تعلیم مکمل کی بعد ازاں والد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جامعہ داخل ہو جاؤں جس کی تیاری بچپن سے جاری تھی۔ تاہم خاکسار کا خیال تھا کہ بی اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ میں داخل ہوُا جائے۔ چنانچہ فیصلہ ہوُا کہ جامعہ کے پرنسپل صاحب سے مشورہ کر لیا جائے۔ محترم والد صاحب نے خاکسار پر واضح کر دیا تھا کہ تم واقف زندگی ہو اور جماعت کی پراپرٹی ہو، جو جماعت کہے گی یا اجازت دے گی، میں اس سے سرِ مُو نہیں ہٹوں گا۔

چنانچہ ہم دونوں باپ بیٹا محترم پرنسپل جامعہ احمدیہ صاحب کے دفتر کی طرف گامزن ہوئے۔ خاکسار کو خوف کھائے جا رہا تھا کہ مکرم پرنسپل صاحب نے انکار کر دیا تو خاکسار کے کالج کے خواب چکنا چور ہو جائیں گے۔ جب مکرم پرنسپل صاحب کے دفتر پہنچے تو محترم سید میر داؤد احمد کی پُر رعب شخصیت دیکھ کر خاکسار کے اوسان اَور خطا ہونے لگے۔ مجھے یقین ہے کہ محترم میر صاحب نے میری ہیئت کذائی دیکھ کر اندازہ لگا لیا ہو گا کہ خاکسار کس اضطراب کی کیفیت سے گزر رہا تھا۔ آپ نے بڑی شفقت اور گرم جوشی سے ہمارا خیر مقدم کیا کہ دل میں جمے خوف کے تمام خیالات دفعتاً دور ہونے لگے۔ خاکسار کو اپنا مؤقف پیش کرنے کا حوصلہ پیدا ہوُا اور پھر بھرپور موقع ملا۔ محترم پرنسپل جامعہ احمدیہ نے فرمایا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ جامعہ میں لڑکے خوب تعلیم حاصل کر کے آئیں۔ کالج میں پڑھنے سے بچہ Mature بھی ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ بھی خطرہ ہوتا ہے کہ کالج سے ڈگری لینے کے بعد بعض بچوں کا رجحان دنیا کمانے کی طرف ہو جاتا ہے اور جامعہ کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ چنانچہ خاکسار نے وہیں بیٹھے بیٹھے پوری خوش دلی، بشاشت قلبی اور گرم جوشی سے وعدہ کیا کہ بی اے کی ڈگری لینے کے بعد یہ احقر ضرور بالضرور جامعہ میں داخلے کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دے گا۔ چنانچہ یہ احقر جون 1965ء کو حضرت مرزا ناصر احمدؒ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے دست مبارک سے کالج میں داخل ہوُا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ، تعلیم الاسلام کالج میں ہماری کلاس آخری تھی جن کا داخلہ حضرت مرزا ناصر احمدؒ نے اپنے دست مبارک سے فرمایا۔"

کالج کی تعلیم کے دوران کئی ایسے واقعات ہوئے جو ان کے لیے تقویت ایمان کا باعث بنے۔ ان میں سے ایک واقعہ ان کی زبانی بیان کرتی ہوں:

"1966ء میں خاکسار تعلیم الاسلام کالج میں فرسٹ ایئر کا طالب علم تھا۔

گرمیوں کی تعطیلات میں خاکسار اپنے گاؤں موضع مرادوال گیا ہوا تھا۔ ہمارے گھر میں نماز ہمیشہ باجماعت ہوا کرتی تھی۔اس دن بھی ظہر کی نماز پڑھنے اور سنتیں ادا کرنے کے بعد خاکسار صف پر ہی لیٹ کر ایک کتاب 'اسلامی نظریہ حیات' کا مطالعہ شروع کر رہا تھا جبکہ والد صاحب نماز پڑھانے کے بعد حسب معمول لمبی سنتیں ادا کر رہے تھے۔ اچانک خاکسار نے محسوس کیا کہ کوئی خاکسار کے ہاتھ سے کتاب پکڑ رہا ہے۔جب نظر اٹھا کر دیکھا تو دیکھا کہ والد صاحب کے ہاتھ میں کتاب آچکی تھی۔اپنی جیب سے انہوں نے اپنا کالے رنگ کا ایک فونٹین قلم نکالا اور کتاب پر تحریر کیا ۔ خاکسار دبی زبان میں بڑبڑایا کہ اباجان یہ کیا لیکن انہوں نے میری کسی بات کا جواب نہ دیا اور اسی دوران تحریر فرمادیا ... محمد عبد الرشید یحیٰ، مبلغ امریکہ

خاکسار کو مذاق سوجھا اور کہا یہ آپ نے کس خوش فہمی کی بناء پر لکھ دیا۔ تاہم اباجان نے خاکسار کی کسی بات کا جواب نہ دیا ایک حالت ربودگی میں خاموش رہے اور دوبارہ نماز شروع کر دی۔ اباجان کے اس طرز عمل سے خاکسار بہت حیران ہوا۔ اس وقت نہ اتنی ہوش تھی نہ ہی حق الیقین، لہٰذا وہ تحریر محفوظ نہ رہ سکی۔ تاہم جب اوائل 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاکسار کی تقرری امریکہ کے لیے فرمائی تو خاکسار نے اباجان کو اس کی اطلاع بذریعہ خط دی تھی۔ اس کے بعد والد صاحب فروری 1977ء میں انتقال کر گئے۔"

جون 1969ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری لینے کے بعد ستمبر 1969ء میں آپ نے اپنے آپ کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے سپرد کر دیا۔ جامعہ میں داخلہ ہوا تو بی اے تک تعلیم ہونے کی وجہ سے انہیں پہلے سال کی چھوٹ دی گئی اور درجہ اولیٰ میں داخل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ درجہ شاہد کے لیے آپ نے 'اختلاف الفقہاء کی وجوہ' کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا۔

ماموں جان نے 30 / اپریل 1975ء کو شاہد کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ پاس کرنے کے بعد یکم مئی 1975ء کو عملی میدان میں قدم رکھا۔ پاکستان میں اٹک، ڈسکہ اور راولپنڈی میں خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ کی تقرری امریکہ میں ہوئی۔ 25 جولائی 1977ء کو 27 سال کی عمر میں اپنی بوڑھی والدہ، بیوی اور نوزائیدہ بیٹے کو چھوڑ کر امریکہ کے لیے عازم سفر ہوئے۔ جیب میں صرف 30 ڈالرز اور دل میں امریکہ جیسے مادہ پرست ملک کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کروانے کی امنگ۔

چار سال تک واشنگٹن، امریکہ میں بطور نائب امام خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ جن میں ایسٹ کوسٹ کا قریباً تمام علاقہ شامل تھا۔ اس عرصے میں بہت سے احمدی بچوں کو قرآن پاک پڑھانے اور مذہبی تعلیم دینے اور جماعتی تربیت کرنے کی توفیق ملی۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا دورہ امریکہ ہوا جس میں آپ کو حضورؒ کی گاڑی ڈرائیو کرنے کی توفیق ملی۔

1981ء میں پاکستان روانگی ہوئی جس کے جلد بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی رحلت کا المناک واقعہ پیش آیا۔ آپ کی تعیناتی اس وقت آبپارہ مشن ہاؤس اسلام آباد، پاکستان میں تھی جب بیت الفضل اسلام آباد میں حضورؒ کا وصال ہوا۔ آپ بھی ان چند لوگوں میں شامل تھے جو علی الصبح بیت الفضل پہنچ گئے اور جنازہ کی کارروائی میں حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے ساتھ حصہ لیا۔ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:"اس وقت اس احقر کے سینہ میں یہ خیال خدا کی طرف سے نہایت مضبوطی سے جاگزیں تھا کہ یہ احقر مستقبل کے خلیفہ کے ساتھ مل کر جانے والے خلیفہ کو رخصت کر رہا ہے۔"

پاکستان میں ان دنوں جماعت احمدیہ کے لیے بندشوں کا سلسلہ جاری تھا۔ 1984ء کے بدنام زمانہ آرڈیننس کا نفاذ ہو چکا تھا۔ خلیفۃ المسیح ربوہ سے لندن ہجرت فرما چکے تھے۔ ان نامساعد حالات میں آپ شعبہ اصلاح وارشاد کے زیر نگرانی حضور انور کے خطبات کی کیسٹس مختلف جماعتوں میں ترسیل کرنے کی ذمہ داری ادا کرتے رہے اور اسی طرح بیعتوں کا ڈیٹا کمپائل کرنے کا بہت بڑا کام بھی آپ کے سپرد ہوا۔

1986ء میں آپ کی تقرری دوبارہ امریکہ ہوئی۔ اس وقت آپ کی والدہ کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں۔ ان کے امریکہ جانے کے چند ماہ بعد ان کا انتقال ہوا۔ جس کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا اور نماز جنازہ بھی ادا کی۔ دوسال تک واشنگٹن ڈی سی میں بطور مبلغ سلسلہ تقرر ہوا۔ جولائی 1988ء میں آپ کا تبادلہ شکاگو بطور ریجنل مبلغ ہوگیا۔ ان کے ریجن میں پانچ ریاستیں (Illinois, Missouri, Wisconsin, Indiana and Minnesota) تھیں۔ یہ علاقہ قریباً ایک ہزار میل پر محیط تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب ایم ٹی اے کا ابھی وجود نہیں تھا اور احباب جماعت کی روحانی تشنگی آڈیو کیسٹس کے ذریعہ پوری کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اس سلسلہ میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات جمعہ کی آڈیو کیسٹس ریکارڈ کر کے اوسطاً ایک سو گھروں میں بھجوایا کرتے تھے۔ ان کی مساعی کا ذکر آپ کی وفات پر یہاں شکاگو تعزیت پر آنے والے بے شمار احباب وخواتین نے کیا۔ تبلیغ کا خاص ملکہ تھا۔ اس سلسلے میں کئی چرچوں، کمیونٹی کالجوں اور سکولوں میں لیکچر دینے کا موقع ملتا رہا۔ اسی طرح مختلف مذاہب کی دعوت پر ان کی تقریبات میں تقاریر کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ 1992ء میں آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ جس کی بہت عرصہ سے خواہش تھی۔

1994ء سے 1997ء تک آپ کو مرکز سلسلہ ربوہ میں وکالت تبشیر کے آفس

میں کام کرنے کا موقع ملا۔ اسی عرصہ میں لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی صحبت سے بہرہ مند ہونے کا شرف حاصل ہوُا۔ اس کے بعد آپ کی تقرری ساؤتھ کوریا اور بعد ازاں ساؤتھ افریقہ میں ہوئی اور آپ مارچ 1998ء کو کیپ ٹاون پہنچے۔

یہ ایک نیا ملک اور ایک نیا سفر تھا۔ ماموں جان بتاتے تھے کہ جب بھی ان کی تقرری کسی نئی جگہ پر ہوتی تو جانے سے قبل اس ملک کے بارے میں آگہی حاصل کرنے کے لیے مطالعہ ضرور کرتے۔ ان دنوں نیلسن منڈیلا کی کتاب A Long Walk to Freedom کا چرچا تھا۔ مجھے بتایا کہ اس کتاب کی وجہ سے مجھے جنوبی افریقہ کے سماجی، معاشرتی اور سیاسی مسائل کی بخوبی سمجھ آ گئی۔ اس وقت جماعت احمدیہ کیپ ٹاؤن، جوہانسبرگ اور ڈربن جیسے بڑے شہروں میں قائم تھی، جبکہ کچھ دیگر شہروں اور قصبوں میں بھی احمدی موجود تھے۔ ابھی وہاں قدم رکھے کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ خبر ملی کہ دو ہفتے بعد جلسہ سالانہ منعقد ہونے والا ہے، جہاں پورے ملک سے احمدی جمع ہوں گے۔ مرکز سے ہدایت ملی کہ اس موقع پر جماعتی انتخابات بھی کروائے جائیں۔ انتخابات کے نتائج جب مرکز بھیجے گئے تو حضور انور نے صرف چند نام منظور فرمائے اور ہدایت دی کہ مکرم یحیٰ صاحب نیشنل صدر کی ذمہ داری بھی سنبھالیں اور ایک نئی مجلس عاملہ تشکیل دیں۔

اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ صدی کے اختتام سے پہلے افریقہ کے ہر ملک میں احمدیت کا پودا لگایا جائے۔ اس مقصد کے لیے جنوبی افریقہ کی جماعت کو چند ہمسایہ ممالک کی ذمہ داری دی گئی، جن میں سوازی لینڈ، لیسوتھو، بوٹسوانا اور نمیبیا شامل تھے۔ تبلیغی قافلے نکلے، ہزاروں کلومیٹر کا سفر طے کیا گیا، گاڑیوں اور بسوں پر لمبے لمبے سفر کیے گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سوازی لینڈ اور لیسوتھو میں باقاعدہ جماعتیں قائم ہوئیں، مبلغین بھیجے گئے اور بعد میں مساجد بھی تعمیر ہوئیں۔ اگرچہ نمیبیا اور بوٹسوانا میں صرف بیعتیں ہو سکیں لیکن یہ بھی ایک بڑی کامیابی تھی۔ سوازی لینڈ کے مشن کے قیام کے متعلق لکھا:

”سوازی لینڈ کے لیے خاکسار مکرم اعجاز چوہدری کے ساتھ اس ملک میں تبلیغ کی غرض سے اور احمدیت کا پودا لگانے کی غرض سے خاص طور پر سفر کیا۔ سفر شروع کرنے سے قبل ہمارا اس ملک میں کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ لیکن حضور کی خواہش اور دعا نے یہ کام آسان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی کی اور سڑک پر چلتے ہوئے ایک شخص کو ہم نے گاڑی روک کر پوچھا کہ یہاں کا چیف کیسے مل سکتا ہے۔ چنانچہ اُس نے ہماری راہنمائی کی کہ فلاں جگہ پر پہاڑی کے دامن میں اس کا گھر ہے مگر اُس کے گھر جانے کے لیے آپ کو گاڑی سڑک پر چھوڑ کر آگے پیدل جانا پڑے گا۔ گویا بزبان مصطفیٰ زیدی ۔

انہی پتھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ
میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

چنانچہ ہم دونوں پگڈنڈیوں پر چلتے ہوئے اُن کے ڈیرے پر پہنچے اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ وہاں ہم کوئی دو گھنٹے ان کے پاس بیٹھے، اُن سے بات چیت کرتے رہے، اُن کو لٹریچر دے کر کہا کہ آپ اس لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ ان کو کہا کہ ہم ایک ماہ بعد پھر آئیں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگلی ملاقات کی اطلاع قبیلہ کے دوسرے افراد کو دے کر انہیں بھی آنے کے لیے کہیں گے۔ جب مقررہ تاریخ کو ہم دوبارہ وہاں گئے تو انہوں نے ہمارا کافی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا اور اپنے سارے قبیلے کے لوگوں کو بھی وہاں بلایا ہوُا تھا۔ چنانچہ قریباً 35 لوگوں نے وہاں بیعت کر لی۔ اِس کے بعد ہمارا مہینہ، دو مہینہ کے وقفہ سے مسلسل یہاں کا دورہ ہونے لگا۔“

جوہانسبرگ کی جماعت چونکہ سب سے بڑی تھی، وہاں ایک مستقل مبلغ مقرر کیا گیا تاکہ تبلیغ اور تربیت کا کام بہتر طریق پر جاری رہے۔ یوں آپ نے کیپ ٹاؤن کو مرکز بناتے ہوئے پورے جنوبی افریقہ کی ذمہ داری اٹھائی اور جنوری 2004ء تک نیشنل صدر اور مبلغ انچارج کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔

ماموں جان اپنی یادداشتوں میں لکھتے ہیں کہ مرکز سے ارشاد ہوُا کہ کچھ عرصے کے لیے بطور مبلغ انچارج اور نیشنل صدر گوئٹے مالا جائیں اور اس وقت تک وہاں قیام کریں جب تک کہ ایک Spanish-speaking مبلغ نہ پہنچ جائے۔ یوں جنوری 2004ء سے دسمبر 2004ء تک آپ گوئٹے مالا سٹی کی مسجد بیت الاول میں مقیم رہے۔ نیا مبلغ آنے کے بعد آپ 11 دسمبر کو کینیڈا روانہ ہوئے۔

2004 میں بدھ مذہب کے رہنما دلائی لامہ کو قرآن کریم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے

گوئٹے مالا میں ایک یادگار لمحہ دلائی لامہ سے ملاقات تھی، جو اس وقت دورے پر آئے ہوئے تھے۔ ایک تقریب میں ان سے جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ وہ اسلام کے بارے میں مثبت رائے رکھتے تھے اور کہا کہ چند شدت پسندوں کے اعمال سے اسلام جیسے امن کے مذہب پر کوئی داغ نہیں لگ سکتا۔

کینیڈا پہنچنے پر امیر صاحب کے ارشاد پر کینیڈا کی بڑی جماعتوں کا دورہ کیا گیا، جن میں وینکوور، سرے، کیلگری، ایڈمنٹن، ریجائنا، سسکاٹون، آٹوا، مانٹریال اور

ٹورانٹو کی جماعتیں شامل تھیں۔ اس دوران احباب جماعت سے قریبی تعارف اور تعلق قائم ہوا۔ پہلی باضابطہ تقرری اپریل 2005ء میں مانٹریال میں ہوئی جہاں تین سال خدمات کا موقع ملا۔ اپریل 2008ء میں تبادلہ ہیملٹن کر دیا گیا، لیکن کچھ ہی عرصے بعد ستمبر 2008ء میں جامعہ احمدیہ کینیڈا میں تفسیر القرآن پڑھانے کی ذمہ داری ملی۔ تین ماہ بعد یہ تقرری مستقل کر دی گئی اور حضور نے بطور استاد منظوری عطا فرمائی۔ پھر ایک سال بعد وائس پرنسپل کی ذمہ داری بھی عطا کی گئی۔ ساتھ ہی تعلیم الاسلام کالج ایسوسی ایشن کی صدارت کی خدمت بھی نصیب ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ کینیڈا کے دوران آپ کو مانٹریال میں حضور کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ جس کا تذکرہ آپ بہت محبت سے کرتے تھے۔

مانٹریال میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی آمد کے موقع کی تصویر

نومبر 2017ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بطور صدر قضاء بورڈ کینیڈا آپ کی تقرری فرمائی۔ اس خدمت پر اپنی آخری بیماری یعنی مئی 2023ء تک خدمت پر مامور رہے۔ اس 54 سالہ دور میں بے شمار ایمان افروز اور روح پرور واقعات ہیں جو انہوں نے اپنی خود نوشت میں لکھے اور ہمیں متعدد بار زبانی سننے کی توفیق ملی۔ طوالت کے پیش نظر ان سب واقعات کو یہاں ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے۔

آخر میں صرف اتنا لکھنا چاہوں گی کہ ہمارے خاندان کا ایک انتہائی اہم وجود تھے جنہوں نے اپنے عمل سے اور اپنی بیش قیمت نصائح سے ہم سب کی زندگیوں پر گہرا اثر ڈالا۔ ہماری تعلیم اور تربیت پر دور بیٹھے بھی ان کی نظر ہوتی اور ہمیشہ اپنے خطوط اور ای میل وغیرہ پر ہمیں قیمتی نصائح دیتے۔ میرے ساتھ ان کا دہرا رشتہ تھا۔ اور میں نے ان سے بہت سیکھا۔ جب بھی ہمارے پاس آتے نماز باجماعت کا خاص التزام کرتے۔ اور خلیفۂ وقت کے خطبات سننے کی طرف بہت توجہ تھی۔ رات کو تہجد کا التزام کرتے اور پھر ہماری آنکھ ہمیشہ ان کی فجر کی اذان سے کھلتی۔ اس کے بعد لمبی تلاوت کرتے اور اور جب تک صحت نے اجازت دی کئی کئی میل کی واک کے لیے جاتے۔ ان کی زندگی کا نمایاں وصف ان کا منظم انداز میں زندگی گزارنا تھا۔ ہمیشہ کہتے تھے کہ ہر انسان کو نہایت منظم رہنا چاہیے اور خاص طور پر ایک مربی کو تنظیم کی بہت ضرورت ہے اس کے بغیر وہ میدان عمل میں کام نہیں کر سکتا اور جماعت کا وقت ضائع کرتا ہے۔ ایک لمبا عرصہ تک مجھے آپ نے اپنے ساتھ ترجمے کے کام میں لگایا۔ جن دنوں میں کینیڈا میں وہ تفسیرِ کبیر کا درس دے رہے تھے اس وقت انہوں نے مجھے اس کام پہ لگایا کہ میں ان کے ساتھ درس کا انگریزی ترجمہ کروں تا کہ نئی نسل میں بھی دلچسپی پیدا ہو۔ بسا اوقات ہم دونوں فیس ٹائم کے ذریعے گوگل ڈاکومینٹس پہ رات گئے تک کام کر رہے ہوتے۔ اس کے بعد میں تو آرام کرتی۔ لیکن وہ فجر کے بعد، درس دے کر، سیر کر کے، جامعہ بھی پہنچ جاتے۔ اور اگلے دن پھر یہی کام شروع ہو جاتا۔

کووڈ۔ 19 کی وبا کے دوران انہوں نے ہمارے بیٹے حسان کو جو اس وقت صرف 11 سال کا تھا، روزانہ آن لائن کلاسز کے ذریعے قرآن کریم کا آخری پارہ اور قصیدہ یاد کروایا اور پہلے پارے کا ترجمہ بھی پڑھایا۔ اس کے لیے گرائمر کی مشقیں لکھ کر بھجواتے۔ اسی طرح مجھے بھی قرآن کریم کا مکمل ترجمہ پڑھایا۔ وہ نوٹس میرے لیے سرمایۂ حیات ہیں۔

ہمیں ہمیشہ اعلیٰ مقاصد کے حصول کی ترغیب دی۔ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کو ہمارا نصب العین بنایا۔ حس مزاح بھی خوب پائی تھی۔ ہمیشہ بچوں کے ساتھ مذاق کرتے اور ہر ایک کے ساتھ کچھ نہ کچھ خاص تعلق بنا کر رکھتے۔ ان کی ایک اور بہت بڑی خوبی خوش لباسی تھی۔ ہمیشہ سادہ مگر بہترین لباس پہنتے۔ رنگوں کے امتزاج کا خوب پتہ تھا۔ اور اگر کہیں نہ بھی جانا ہوتا تو بھی علی الصبح صاف ستھرے کپڑے پہن کر تیار ہوتے۔ مہمانوں کی خاطر داری میں کبھی کمی نہ آنے دیتے۔ اور سب سے بڑھ کر خلافت سے محبت ہماری رگ رگ میں ڈالی۔ کسی بھی معاملے میں چاہے جتنی بھی بحث ہو آخر میں خلیفۂ وقت کی بات کو حرف آخر سمجھتے اور اس کے بعد بحث کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ آخری دنوں میں جب خط لکھنا ممکن نہ رہا تو حضور انور کو مجھ سے خطوط لکھواتے۔ اور کئی کئی مرتبہ پڑھواتے کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ بیماری کے آخر میں جب حضور کا خط کافی عرصے کے بعد موصول ہوا تو کہنے لگے کہ 'مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے بادلوں کے پیچھے سے چاند نکل آیا۔'

آخری بیماری کو بے انتہا صبر سے گزارا۔ ہمیشہ الحمدللہ کہا اور نرسوں اور کیئر ٹیم کی ہمیشہ عزت کی اور جب تک زبان اجازت دیتی رہی آپ ہمیشہ انہیں اسلام کی تعلیمات کے متعلق بتاتے۔ اس بات پر ہمیشہ خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک بہت کامیاب زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائی اور جو وعدہ ان کے والد نے خدا تعالیٰ کے ساتھ کیا تھا اسے انہوں نے نباہنے کی بھرپور کوشش کی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں لے لے اور ان کی تمام کوششوں اور خدمات کو اور قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کے اعلیٰ اخلاق اور خلافت سے وفا کا وصف ان کی اولاد میں بھی قائم رہے، آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ 1995ء کی یادگار تصویر

مانٹریال میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی آمد کے موقع کی تصویر

لیسوتھو(Lesotho)، افریقہ کے نومبائع احباب جماعت کے ساتھ

2008ء میں اپنے بیٹے قاسم رشید کی شادی کی دعوت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ساتھ ایک یادگار گروپ فوٹو

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے سٹاف کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ساتھ گروپ فوٹو۔2016ء

# جماعت احمدیہ امریکہ کے 75ویں جلسہ سالانہ کی رُوداد

امسال جلسہ سالانہ کے لیے مندرجہ ذیل افسران کی منظوری کے بعد انتظامات شروع ہوئے۔ افسر جلسہ سالانہ مکرم ملک بشیر احمد تھے، افسر جلسہ گاہ مرزا احسان نصیر احمد صاحب اور افسر خدمت خلق مکرم عبد اللہ ڈِبا(Dibba) تھے۔

## رپورٹ جلسہ گاہ

افسر جلسہ گاہ کے سپرد جلسہ گاہ کی مجموعی نگرانی، انتظام و انصرام اور تمام متعلقہ امور کی خدمت کا اہم فریضہ سونپا گیا۔ افسر صاحب جلسہ گاہ کے زیرِ نگرانی سات شعبہ جات کام کرتے ہیں:

1. **پروگرام:** شعبہ پروگرام کے تحت جلسہ گاہ میں ہونے والے تمام پروگراموں کی نگرانی اور تکمیل کی ذمہ داری خاکسار (مولانا شمشاد احمد ناصر) کو سونپی گئی جو کئی سالوں سے اس اہم خدمت کو بجالا رہے ہیں۔

سید شمشاد، نائب افسر جلسہ گاہ، کے تحت چار اہم نظامتیں تھیں:

1. نظامت پروگرام
2. نظامت اسٹیج
3. نظامت بیک اسٹیج
4. نظامت اعلانات

ان تمام شعبہ جات میں نظم و ضبط، بروقت کارروائی، اور پروگراموں کے تسلسل کو یقینی بنانے کے لیے ایک ٹیم ترتیب دی گئی جن کے اسماء درج ذیل ہیں:

- مکرم عثمان منگلا
- مکرم عدنان بھلی
- مکرم خالد عطاء
- مکرم سید فائز افتخار
- مکرم وقاص بن خالد
- مکرم مطیع اللہ جوئیہ

2. **سمعی بصری:** اسی طرح مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ نے بطور نائب افسر سمعی و بصری شعبہ کے انتظامات سر انجام دیے۔ ان کے تحت تمام جلسہ گاہ کے تمام مقامات پر آواز اور وڈیو کو پہنچانا تھا۔

3. **دفتر:** مکرم سعد میاں بطور نائب افسر دفتر کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے۔ یہ شعبہ جلسہ کے مرکزی انتظامی امور اور دفتری کارروائیوں کا نگران ہے۔ نیز تمام شعبہ جات کے درمیان ہم آہنگی کو برقرار رکھنا، پارکنگ کے اجازت ناموں کا انتظام کرنا، تمام ریکارڈ رکھنا اور بجٹ جیسے اہم امور بھی اس دفتر کے اندر شامل ہیں۔

4. **تعمیراتی امور:** جلسہ گاہ کی تعمیر کے کاموں کی نگرانی مکرم ابراہیم چودھری کے سپرد تھی۔ یہ شعبہ جلسہ گاہ اور اسٹیج کی تیاری اور دیگر بنیادی تعمیراتی امور بشمول جلسہ گاہ کی مجموعی ترتیب، ہال میں پردوں کی تنصیب، بیٹھنے کی جگہ کا انتظام اور دیگر اہم انتظامات کی نگرانی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

5. **جلسہ گاہ انتظام:** مکرم فخر احمد کو نائب افسر جلسہ گاہ مینجمنٹ مقرر کیا گیا۔ آپ جلسہ گاہ میں بجلی کی فراہمی، ڈسپلن اور جلسہ گاہ کی آرائش کے ذمہ دار تھے اور نہایت احسن رنگ میں خدمت کی توفیق پائی۔

6. **جلسہ گاہ سائٹ انتظام:** محترم کلیم احمد جلسہ گاہ کے سائٹ مینجمنٹ کے نائب افسر مقرر کیے گئے جن کی زیرِ نگرانی جلسہ گاہ میں درجہ حرارت کو معتدل رکھنے اور اجلاسات کے بعد جلسہ گاہ کی عمومی صفائی وغیرہ امور تھے۔

7. **جلسہ گاہ منصوبہ بندی:** یہ اہم اور بنیادی ذمہ داری محترم نیاز بٹ صاحب کے سپرد تھی۔ آپ کے ذمہ منصوبہ بندی کے تحت نشستوں کی ترتیب، سٹیج کی آرائش، پروگرام پرنٹنگ، جلسہ گاہ کارپٹ کو بچھانے جیسے اہم امور کو یقینی بنانا تھا۔

ان تمام احباب نے اس جذبہ کے تحت کہ جلسہ سالانہ کے پروگرام بخیر و خوبی اور باکمال ترتیب کے ساتھ منعقد ہو سکیں، اخلاص کے ساتھ ان اہم ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن ادا کرنے کی توفیق پائی۔

## رپورٹ خدمت خلق

شعبۂ خدمتِ خلق کے افسر مکرم عبد اللہ ڈبا صاحب مقرر کیے گئے تھے جن کے تحت انتظامات کو چار بڑے شعبہ جات میں منقسم کیا گیا، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

**1۔ دفتر**

شعبہ دفتر، خدمتِ خلق کے مرکزی انتظامی اُمور کی نگرانی کرتا ہے اور دیگر تمام متعلقہ شعبہ جات کو معاونت فراہم کرتا ہے۔ اس کے تحت درج ذیل ذیلی شعبے کام کر رہے ہیں:

- انوینٹری مینجمنٹ (Inventory Management)
- رضاکاران کی مہمان نوازی
- رہائش کا انتظام
- سامان برداری
- وہیل چیئرز کی فراہمی
- مالیاتی اُمور

### 2۔ اندرونی سیکیورٹی

اندرونی سیکیورٹی ٹیم جلسہ گاہ کے اندرونی حصوں کو محفوظ بنانے پر کام کر رہی تھی۔ اس کے دائرۂ کار میں مندرجہ ذیل امور شامل ہوتے ہیں:

- جلسہ گاہ
- اسٹیج اور بیک اسٹیج کا علاقہ
- تمام ہال ویز
- لنگر خانہ
- طعام گاہیں
- دیگر تمام عوامی مقامات

یہ ٹیم بیج اسکیننگ (Badge Scanning) کی ذمہ داری بھی سرانجام دیتی ہے اور رجسٹریشن ڈیسک کے ساتھ مکمل رابطے میں رہتی ہے۔

### 3۔ بیرونی سیکیورٹی

بیرونی سیکیورٹی ٹیم جلسہ گاہ کے بیرونی اطراف کی سیکیورٹی سنبھالتی ہے۔ اس کے تحت درج ذیل ذمہ داریاں شامل ہیں:

- پارکنگ لاٹ کی حفاظت
- مرد و خواتین کے جلسہ گاہ میں داخلہ و اخراج کے راستے
- لوائے احمدیت کی حفاظت
- جلسہ گاہ کے اردگرد کے علاقے میں مسلسل حفاظت اور نگرانی

### 4۔ ٹریفک اور پارکنگ

یہ ٹیم جلسہ سالانہ کے دوران گاڑیوں اور پیدل چلنے والے مہمانوں کی نقل و حرکت کو محفوظ، منظم اور مؤثر انداز میں برقرار رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

اس کام کے شعبہ جات درج ذیل ہیں:

- آنے والی ٹریفک کا انتظام
- پارکنگ لاٹس کی ترتیب و نگرانی
- پیدل چلنے والے مہمانوں کی حفاظت
- شٹل سروس اور بسوں کی مہمانوں کے لیے بروقت سہولت کا انتظام
- مقامی انتظامیہ سے باہمی رابطہ اور تعاون

نظام میں بہتریاں

انوینٹری مینجمنٹ (Inventory Management)

اس سال ایک نمایاں کامیابی انوینٹری چیک اِن / چیک آؤٹ کے عمل میں جدت رہی۔ پہلے یہ کام کارکنان ہاتھ سے کرتے تھے جو وقت طلب اور غلطیوں کا باعث تھا۔ اب ایک جدید ڈیجیٹل انوینٹری مینجمنٹ سسٹم متعارف کروایا گیا ہے، جس سے نہ صرف غلطیوں میں کمی آئی ہے بلکہ سامان کی بروقت واپسی بھی ممکن ہو گئی ہے۔

### کارکنان کی تربیت و پری رجسٹریشن (Pre-registration)

اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ تربیت یافتہ رضاکار ہی خدمت میں کامیابی کی ضمانت ہوتے ہیں، اس سال رضاکاروں کی تربیت کے لیے ایک وسیع منصوبہ شروع کیا گیا، جس میں درج ذیل امور شامل تھے:

- جلسہ سے قبل آن لائن تربیتی سیشنز (گوگل میٹس کے ذریعہ)
- جلسہ گاہ پر موجودگی کے وقت ہدایات بغرض یاددہانی

اس کے ساتھ قبل از وقت رجسٹریشن پر خاص زور دیا گیا، جس سے بہتر منصوبہ بندی ہوئی اور رضاکاروں کی تربیت ممکن ہو سکی۔ اس تیاری کی بدولت رضاکار خدمت کے لیے وقت پر جلسہ کے لیے پہنچے۔

### ٹریفک و پارکنگ

اس سال ایک نیا انتظام متعارف کروایا گیا جس کے تحت:

- ایک مرکزی پارکنگ لاٹ مختص کی گئی جس میں 2500 سے زائد گاڑیوں کی گنجائش موجود ہے۔
- 100 سے زائد رضاکاران اس ٹیم میں شامل تھے۔
- رات کے وقت کی پارکنگ کا بھی باقاعدہ انتظام موجود رہا۔
- شٹل اور بس سروس کے ذریعہ مہمانوں کو پارکنگ لاٹ سے جلسہ گاہ تک پہنچانے کا انتظام تھا۔

### سیکیورٹی میں بہتری

اللہ تعالیٰ تمام رضاکاران اور منتظمین کی کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے اور جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کو کامیاب اور بابرکت بنائے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ رپورٹ:

الحمدللہ! جماعت احمدیہ امریکہ کو امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 75 ویں سالانہ جلسہ کے بابرکت انعقاد کی توفیق حاصل ہوئی۔ یہ روحانی اور تاریخی موقع جماعت کی قربانی، اخلاص اور مسلسل خدمت کی 75 سالہ جدوجہد کا مظہر ہے۔

## قبل از جلسہ سرگرمیاں

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا آغاز قریباً ایک ہفتہ قبل کر دیا گیا۔ سینکڑوں رضاکار روزانہ کی بنیاد پر جلسہ گاہ میں مختلف شعبوں کی تیاری میں مصروفِ عمل رہے۔

ان سرگرمیوں میں شامل تھے:

جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لیے مختلف دفاتر

سمعی وبصری نظام کی تنصیب

صفائی وسیکیورٹی انتظامات

رہائش اور ٹرانسپورٹ کا بندوبست

رجسٹریشن، طبی امداد اور مہمان نوازی کے شعبہ جات کی تیاری

## تاریخی جلسہ۔ زیادہ شرکاء کی آمد متوقع

چونکہ یہ تاریخی 75 واں جلسہ سالانہ ہے، اس لیے اس سال شرکاء کی تعداد میں نمایاں اضافہ متوقع تھا۔ انتظامیہ نے اضافی گنجائش، طعام، ٹرانسپورٹ، اور استقبالی سہولتوں کا خاص خیال رکھا ہے تاکہ تمام مہمانوں کو سہولت فراہم کی جا سکے۔

پہلا دن—معائنہ اور تیاری

آج جلسہ سالانہ کی تیاری کا پہلا دن ہے۔ اگرچہ جلسے کی رسمی کارروائی کل (جمعہ) سے شروع ہوگی، لیکن آج تمام شعبے آخری مراحل کی تیاری میں مصروف ہیں۔

امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے آج جلسہ گاہ کا تفصیلی معائنہ (معاینہ) کیا اور مختلف شعبوں کا جائزہ لیا۔ انتظامی ٹیموں نے ان کی رہنمائی میں تیاریوں کو حتمی شکل دی اور کل سے شروع ہونے والے تین روزہ روحانی اجتماع کے لیے خود کو مکمل طور پر تیار کیا۔

## نمائش (Exhibition) کی جھلکیاں

امسال کی نمائش کئی پہلوؤں سے منفرد تھی:

خلافت احمدیہ کی تاریخ اور عالمی خدمات

جماعت احمدیہ کی تبلیغی اور فلاحی کاوشیں

قرآن کریم کی خوبصورت طباعت وتراجم

سیرت النبی ﷺ اور صحابہؓ کی جھلکیاں

ہیومینٹی فرسٹ، تبلیغ اور پبلک ریلیشنز سرگرمیاں

ہیومینٹی فرسٹ نے ایک خوبصورت اسٹال کے ذریعے دنیا بھر میں جماعت کی فلاحی سرگرمیوں کا تعارف پیش کیا۔

تبلیغی شعبہ نے غیر از جماعت مہمانوں کے لیے اسلامی تعلیمات پر مبنی لٹریچر، ڈاکیومنٹریز، اور سوال و جواب کا سیکشن قائم کیا ہے۔

پبلک ریلیشنز نے مقامی میڈیا، بین المذاہب شخصیات، اور حکومتی نمائندوں سے رابطے کیے تاکہ جلسہ کی وسعت اور اس کے روحانی پیغام کو عام کیا جا سکے۔

## ذیلی تنظیمات کی سرگرمیاں

تمام ذیلی تنظیمات—خدام الاحمدیہ، انصاراللہ، لجنہ اماء اللہ، ناصرات، اور اطفال الاحمدیہ—نے اپنے دائرہ کار میں تیاریوں کا آغاز کر دیا ہے۔

ان کی خدمات میں شامل ہیں:

مہمانوں کی رہنمائی

سیکیورٹی اور صفائی

بچوں کے پروگرامز

طبی سہولیات

ٹریفک اور ٹرانسپورٹ کی نگرانی

## لنگر خانہ کا قیام

لنگر خانہ کی تیاری بھی ایک ہفتہ قبل مکمل کر لی گئی تھی، تاکہ رضاکاروں اور مہمانوں کے لیے بروقت طعام کی سہولت میسر ہو۔ روزانہ سینکڑوں افراد کو کھانا مہیا کیا جا رہا ہے جو کہ سب کی خدمت اور قربانی کا آئینہ دار ہے۔

## یادگار سوونیئر کی اشاعت

اس تاریخی موقع پر جماعت احمدیہ امریکہ نے 75ویں جلسہ سالانہ کا یادگاری سوونیئر بھی شائع کیا ہے، جس میں جماعت کی امریکہ میں 75 سالہ خدمات، تاریخی تصاویر، مضامین اور خلفاء کی ہدایات شامل ہیں۔

یہ سوونیئر جلسے کی ایک اہم یادگار کے طور پر شرکاء میں تقسیم کیا گیا۔

## دعا

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو اپنی خاص برکات سے نوازے، تمام منتظمین اور رضاکاروں کی قربانیوں کو شرفِ قبولیت بخشے، اور جماعت احمدیہ کو روحانی، تبلیغی اور فلاحی میدانوں میں دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

## معائنہ

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد، امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ نے جمعرات مورخہ 3 جولائی کی شام ساڑھے چھ بجے رچمنڈ کنونشن سینٹر میں معائنہ کا آغاز فرمایا اور پھر افسر صاحب جلسہ سالانہ، افسر صاحب جلسہ گاہ اور افسر صاحب خدمت خلق کے ساتھ جلسہ کے انتظامات کا جائزہ لیا۔ آپ سب سے پہلے مستورات کے جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور خواتین کے جلسہ کے انتظامات کا معائنہ

فرمایا اور موقع پر ہدایات سے نوازا۔

اس کے بعد آپ مندرجہ بالا افسران جلسہ کے ساتھ مردانہ جلسہ گاہ کی طرف تشریف لائے جس میں لنگر خانہ، دارالضیافت، ایم ٹی اے سٹوڈیو، شعبہ سمعی وبصری، نمائش، ہیومینیٹی فرسٹ کی نمائش اور دیگر جگہوں پر تشریف لائے اور سب انتظامات کو دیکھا اور موقع کی مناسبت سے سب کو ہدایات سے نوازا۔ انتظامات کے معائنہ کے بعد سوا نو بجے کے قریب آپ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ معائنہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن شریف سے شروع ہوا جو مکرم لبیب جنود صاحب مربی سلسلہ نے کی۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے مختصراً خطاب کیا جس میں آپ نے تمام کارکنان کو مہمانان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عاجزی اور اخلاق کے ساتھ خدمت کرنے کی نصیحت فرمائی۔ نیز فرمایا کہ اللہ کرے ہم سب بہترین رنگ میں خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اس کے بعد آپ نے دعا کرائی اور مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب نے مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھائیں اور پھر محترم امیر صاحب نے سب کارکنان کے ساتھ کھانا کھایا۔ الحمد للہ۔

## جلسہ کا پہلا دن: جمعہ، 4جولائی 2025ء

(رپورٹ: نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

### رجسٹریشن اور آمد

مورخہ 4جولائی بروز جمعہ صبح 9بجے کے قریب رجسٹریشن کا عمل باقاعدہ شروع ہوُا۔ پورے امریکہ سے احباب جماعت بذریعہ ہوائی و زمینی سفر جلسہ میں شمولیت کے لیے تشریف لائے۔ شعبہ ضیافت نے صبح سات بجے سے ہی ناشتہ کا انتظام ڈائننگ ہال میں کر دیا تھا۔ اسی طرح صبح آٹھ بجے کے قریب بیسیوں خدام ٹریفک ڈیوٹی کی غرض سے جلسہ گاہ کے باہر سڑک پر متعین کر دیے گئے جو بے نفس ہو کر خدمت کرنے لگے۔ جلسہ گاہ کے داخلی راستوں پر خوش دلی سے خوش آمدید کہنے والے کارکنان، رضاکارانہ خدمت کا خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔

بعد ازاں، دوپہر کا کھانا ٹھیک بارہ بجے احباب کے لیے لگا دیا گیا۔ کھانے کے بعد تمام احباب جلسہ گاہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے۔

### نماز جمعہ

نماز جمعہ سے قبل حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس دن کا فرمودہ خطبہ جمعہ احباب کو سنایا گیا۔

پہلی اذان ایک بج کر چالیس منٹ پر دی گئی۔ جس کے بعد دوپہر دو بجے مکرم و محترم اظہر حنیف صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ امریکہ نے خطبہ جمعہ دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ آج امریکہ کا یوم آزادی ہے۔ کئی لوگ اس کو مختلف طریقوں سے منا رہے ہیں مگر آپ سب یہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو بے شمار برکات کا وارث بنائے۔ نیز فرمایا کہ ہم پر بحیثیت احمدی مسلمان یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے اعمال سے احمدی ہونے کا ثبوت دیں اور اپنے بچوں کو نظام جماعت سے منسلک رکھیں۔ نماز جمعہ کے بعد نماز عصر بھی ادا کی گئی۔ نمازوں کے بعد بعض شاملین نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

### پرچم کشائی

جلسہ سالانہ کا باضابطہ آغاز دوپہر سوا چار بجے پرچم کشائی کی پُر وقار تقریب سے ہوُا۔

کنونشن سینٹر کی انٹرنس میں پرچم کشائی کے لیے ایک مخصوص جگہ بنائی گئی تھی۔ امیر جماعت احمدیہ امریکہ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد نے لوائے احمدیت، مکرم اظہر حنیف صاحب مشنری انچارج امریکہ نے قومی پرچم، جبکہ مکرم مرزا عبد الغفار صاحب، صدر جماعت رچمنڈ نے ریاست ورجینیا کا پرچم بلند کیا۔ اس موقع پر تمام حاضرین نے جذباتِ عقیدت و وفا کے ساتھ یہ منظر دیکھا اور دلی جذبات سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے۔

### پہلا اجلاس

ٹھیک ساڑھے 4 بجے جلسہ کا افتتاحی پروگرام تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوًا۔ جو مکرم سلمان طارق صاحب مربی میری لینڈ ہیڈ کوارٹر نے کی۔ ترجمہ مکرم بشیر اسد صاحب نے پیش کیا۔ نظم مکرم خالد منہاس صاحب نے پیش کی اور ترجمہ عمر شہید صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب امریکہ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا اور اس موقع پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام بنام شاملین جلسہ کو انگریزی اور اردو میں پڑھ کر سنایا۔ جس کا مکمل اردو متن اس شمارہ کے شروع میں صفحہ 8 پر ملاحظہ کیجیے۔

پیغام سنانے کے بعد محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے اور پھر دعا کرائی۔

اس سیشن کے پہلے مقرر مکرم منصور قریشی تھے جنہوں نے ”اللہ ہمارا گواہ ہے اور اُسی نے ہی ہمارا نام مسلمان رکھا“ کے موضوع پر مدلل تقریر کی۔ انہوں نے قرآن وسنت کی روشنی میں مسلمان کی اصل پہچان اور ذمہ داریوں کو اجاگر کیا۔

بعد ازاں مکرم عثمان مبووے نے ”آنحضرت محمد ﷺ —سب سے اوّل، افضل اور اکمل ترین مسلمان“ کے عنوان پر نہایت مؤثر خطاب کیا۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کی سیرتِ مبارکہ، صبر، اور قربانی کے پہلوؤں کو انتہائی پُراثر انداز میں بیان کیا۔

اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم حبیب شفیق نے ”جلسہ سالانہ — پس منظر، اغراض و مقاصد اور تدریجی ترقی“ کے موضوع پر کی۔ انہوں نے جلسہ سالانہ کی ابتدا سے لے کر آج تک کی قربانیوں، ترقیات، اور اس کے روحانی اثرات کو تفصیل سے بیان کیا۔

اس کے بعد مکرم و محترم امیر صاحب امریکہ نے جماعت کو یہ خوشخبری سنائی کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ امریکہ نے ریاست ورجینیا میں 293 ایکڑ زمین خریدی ہے۔ بعد ازاں اجلاس کے اختتام پر چند اعلانات کیے گئے۔ اس کے معاً بعد شعبۂ وقفِ نو کے زیر انتظام واقفینِ نو بچوں کے ساتھ محترم امیر صاحب نے ایک اجلاس منعقد کیا جو نیشنل سیکرٹری صاحب وقفِ نو مکرم مرزا حارث احمد کے زیر انتظام ہوًا۔

بعد ازاں شام قریباً سات بجے تمام احباب نے ڈائننگ ہال میں شام کا کھانا کھایا۔ جلسہ کے پہلے دن کا اختتام نماز مغرب وعشاء کی باجماعت ادائیگی پر ہوًا جو پونے نو بجے ادا کی گئیں۔

## دوسرا دن: ہفتہ، 5 جولائی 2025ء

## (رپورٹ: نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

آج جماعت احمدیہ امریکہ کے 75ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا بابرکت آغاز نماز تہجد سے ہوًا جو صبح چار بجے جلسہ گاہ میں مکرم حافظ اُسید الدین صاحب نے پڑھائی۔ اس کے بعد مکرم مربی اسامہ رحمان صاحب نے نماز فجر پڑھائی اور تشکر کے موضوع پر درس پر دیا۔ صبح سات بجے شاملینِ جلسہ کے لیے ڈائننگ ہال میں ناشتہ کا اہتمام کیا گیا تھا جبکہ رجسٹریشن کا عمل بھی ساتھ جاری رہا۔ کارکنان ٹریفک کنٹرول بھی ہر وقت اپنی ڈیوٹیوں پر پہنچ گئے۔

### پہلا اجلاس

ہفتہ کا پہلا اجلاس صبح دس بجے مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی زیر صدارت منعقد ہوًا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ مصباح الدین صاحب نے پیش کی جبکہ مکرم مبارک بشیر صاحب نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔ نظم مکرم مربی لبیب جنود صاحب نے پڑھی جس کا ترجمہ مکرم مربی مزمل جلال صاحب نے پیش کیا۔

اجلاس کی پہلی تقریر مکرم محمد احمد چودھری صاحب نے ”جدید سرمایہ دارانہ نظام پر اسلامی تعلیمات“ کے عنوان پر کی۔ موصوف نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں واضح کیا کہ ایک مومن کی حقیقی تمنا ہمیشہ رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔

بعد ازاں مکرم سلام بھٹی صاحب نے ”جنت کے حصول کے لیے جان و مال کی قربانی“ کے موضوع پر تقریر کی۔ موصوف نے بتایا کہ بطور احمدی مسلمان ہمیں چاہیے کہ ہماری تجارت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہونی چاہیے جس کے ذریعہ اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

تیسری تقریر (خاکسار) مطیع اللہ جوئیہ، مربی سلسلہ نے ”غض بصر - پاکیزگی کے قیام اور معاشرے کے تحفظ کا ذریعہ“ کے عنوان پر پیش کی۔ انہوں نے بد نظری سے اجتناب اور حیا اختیار کرنے کی اہمیت پر اسلامی تعلیم بیان کی۔

چوتھی تقریر مکرم قاسم رشید صاحب کی تھی، جنہوں نے ”حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ - مسلمانوں کے لیڈر“ کے عنوان سے حضرت مولوی صاحب کی خدمات دینیہ اور ان کے جماعتی اخلاص کو خراج تحسین پیش کیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مربی عدنان احمد بھلی صاحب نے ”خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے“ کے عنوان پر کی۔ انہوں نے قرآن و حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں تعلق باللہ کے واقعات اور خدا تعالیٰ کا دوست بننے کے عملی طریق بیان

کیے۔

اجلاس کے اختتام پر چند اہم اعلانات کیے گئے۔ نماز ظہر و عصر ایک بج کر پندرہ منٹ پر باجماعت ادا کی گئیں، جس کے بعد شاملین نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

## تیسرا اجلاس

تیسرا اجلاس شام قریباً چار بجے مکرم مولانا اظہر حفیف صاحب، نائب امیر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ امریکہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم منعم نعیم صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ امریکہ) نے ”فلاحی بہبود کے لیے جماعت احمدیہ کی خدمات“ کے عنوان پر جامع تقریر کی۔ انہوں نے جماعت کے فلاحی منصوبہ جات کا تفصیل سے ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم امجد محمود خان صاحب، نیشنل سیکرٹری امور خارجیہ نے ان مہمانان جنہوں نے جلسہ سے خطاب کیا کا تعارف کروایا۔ نیز احمدیہ مسلم ہیومینٹیرین ایوارڈ میری لینڈ ریاست کے سینیٹر مسٹر کرس وین ہالن (Chris Van Hollen) صاحب کو ان کی شاندار خدمات کے اعتراف میں دینے کا اعلان کیا گیا۔ موصوف خود حاضر نہیں ہو سکے تھے مگر ان کا خصوصی وڈیو پیغام تمام شاملینِ جلسہ کو سنایا گیا۔ دیگر مہمانان کرام میں سے درج ذیل احباب نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا:

HON. DANNY AVULA, MAYOR, CITY OF RICHMOND

HON. GHAZALA HASHMI, MEMBER, VIRGINIA STATE SENATE

HON. KANNAN SRINIVASAN, MEMBER, VIRGINIA STATE SENATE

HON. SADDAM SALIM, MEMBER, VIRGINIA STATE SENATE

HON. SCHUYLER VANVALKENBERG, MEMBER, VIRGINIA STATE SENATE

HON. JOSHUA COLE, MEMBER, VIRGINIA HOUSE OF DELEGATES

DR. SCOTT WEINER, SUPERVISORY POLICY ANALYST, U.S. COMMISSION ON INTERNATIONAL COMMISSION

PROFESSOR HEATHER FERGUSON, CLAREMONT MCKENNA COLLEGE

یہ اجلاس شام ساڑھ پانچ بجے مکمل ہؤا جس کے بعد تبلیغی و حکومتی مہمانان خصوصی عشائیہ کے لیے ڈائننگ ہال تشریف لے گئے۔ سوا چھ بجے کے قریب تقریب آمین ہوئی۔

قبل از نماز مغرب وعشاء مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب نے امریکہ میں گزشتہ سال وفات دہندگان کے نام بغرض دعا پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد صلوٰۃ المغرب و العشاء ادا کی گئیں۔

### اجلاس مستورات

لجنہ اماءاللہ امریکہ نے مورخہ 5 جولائی بروز ہفتہ اپنے علیحدہ جلسہ کے پروگرام کا آغاز کیا، جو محترمہ دیا طاہرہ بکر صاحبہ کی صدارت میں صبح دس بجے شروع ہؤا۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور نظم سے ہؤا، جس کے بعد پہلی تقریر محترمہ نادیہ احمد صاحبہ نے "منہاج الطالبین: اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حصول کی جدوجہد" کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر محترمہ عطیہ ظفر صاحبہ نے "جدید معاشروں کے فریب سے بچاؤ کے بارہ میں اسلامی تعلیمات" کے عنوان پر پیش کی۔ تیسری تقریر محترمہ فریحہ حمید صاحبہ کی تھی، جنہوں نے "خلافتِ احمدیہ ہماری راہنما" کے موضوع پر نہایت بصیرت افروز گفتگو کی۔

اجلاس کی اختتامی تقریر محترمہ فضنہ ناصر صاحبہ نے "اسلامی خدمت کو خدا کی نعمت سمجھو" کے موضوع پر کی، جس میں انہوں نے خدمتِ دین کی اہمیت کو مؤثر انداز میں اجاگر کیا۔ اس کے بعد امتیازی طالبات میں انعامات و اسناد تقسیم کی گئیں۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تمام شاملات جلسہ نے لنچ کیا۔

### دوپہر کا اجلاس۔ مستورات

شام چار بجے مستورات کے دوسرے اجلاس کا آغاز تلاوت اور نظم سے ہؤا۔ پہلی مقررہ مکرمہ درثمین پر اپلا صاحبہ تھیں، جنہوں نے اسلام احمدیت میں اپنے روحانی سفر کا تاثر انگیز احوال بیان کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ہبۃ الوحید غنی صاحبہ نے "وصیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کریں" کے عنوان سے ایمان افروز تقریر کی۔ اختتامی تقریر محترمہ دیا بکر صاحبہ (نیشنل صدر لجنہ اماءاللہ امریکہ) نے "جلسہ سالانہ: ایک خاص روحانی اجتماع" کے موضوع پر کی۔

آخر میں نومبائعات کے اعزاز میں لجنہ کی چند بچیوں نے نہایت خوش الحانی سے قصیدہ پیش کیا۔ اعلانات کے بعد شام کا کھانا چھ بجے پیش کیا گیا، اور نماز مغرب وعشاء رات پونے نو بجے ادا کی گئیں۔

## تیسرا دن: اتوار، 6 جولائی 2025ء

(رپورٹ: نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

جماعت احمدیہ امریکہ کے 75ویں جلسہ سالانہ کے تیسرے اور آخری دن کا آغاز بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے صبح چار بجے باجماعت نماز تہجد سے ہؤا جو مکرم حافظ امان احمد صاحب نے جلسہ گاہ میں پڑھائی۔ اس کے بعد نماز فجر مکرم مربی ارشاد ملہی صاحب نے پڑھائی اور قرآن کریم کی اہمیت اور برکات کے موضوع پر درس دیا۔

صبح سات بجے سے شاملینِ جلسہ کے لیے ناشتے کا انتظام ڈائننگ ہال میں کر دیا گیا۔

### اختتامی اجلاس

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کا آغاز ٹھیک صبح 10 بجے ہؤا، جس کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے کی۔

اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہؤا جو مکرم مبارک کوکوئی صاحب نے پیش کی اور ترجمہ مکرم رحیم لطیف صاحب نے کیا۔ خوش الحانی کے ساتھ نظم مکرم بلال راجا صاحب نے پیش کی جس کا ترجمہ مکرم بصیر راڈنی صاحب نے کیا۔

بعد ازاں مندرجہ ذیل شعبہ جات و ذیلی تنظیمات نے غیر معمولی کارکردگی حاصل کرنے والے ممبران کو سٹیج پر مدعو کیا اور مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ نے انہیں انعامات تقسیم کیے:

حفظ قرآن

تعلیمی ایوارڈز

اشاعت

تربیت (طاہر اکیڈمی)

مجلس انصار اللہ

مجلس اطفال الاحمدیہ

بعد ازاں حسب روایت مکرم امیر صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ میں عَلم انعامی حاصل کرنے والی مجلس، جو امسال آشکاش تھی، کو عَلم سے نوازا۔

اجلاس کی پہلی تقریر مکرم احسن محمود خان صاحب (نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ) نے "ذکرِ حبیب: اخلاق فاضلہ کے آئینہ میں" کے عنوان پر کی۔ انہوں نے یہ بیان کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کس طرح اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کا کامل عکس تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کس حد تک نافذ فرمایا۔

بعد ازاں مکرم و محترم مربی شمشاد احمد ناصر صاحب نے "مغربی معاشرے میں اسلامی اقدار کا احیا" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے سامعین کو توجہ دلائی کہ مغربی معاشرہ کے چیلنجز کے باوجود ایک احمدی مسلمان کس طرح اپنی اسلامی شناخت، روایات اور اقدار کو قائم رکھتے ہوئے ایک مثالی اور باوقار زندگی گزار سکتا ہے۔

اس کے بعد مکرم و محترم مولانا اظہر حنیف صاحب، مبلغ انچارج جماعت احمدیہ امریکہ، نے "اوائل خلافت کے خلاف سازشیں اور خلافتِ احمدیہ کا اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں کردار" کے نہایت اہم موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں خلافتِ احمدیہ کی برکات اور اُمّتِ مسلمہ کے زوال کے اسباب پر روشنی ڈالی۔ نیز تحریک جدید اور نظام وصیت کے بابرکت نتائج کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ احمدیت آج 219 ممالک میں قائم ہے، قرآن کریم کے 79 زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں، اور دنیا بھر میں ہزاروں مساجد، اسکولز، ہسپتالز اور مشن ہاؤسز قائم کیے جا چکے ہیں۔ وصیت کا نظام ایک مکمل اسلامی سماجی و معاشی نظام ہے جو فرد اور قوم دونوں کی خدمت وتحفظ

کے لیے قائم کیا گیا ہے۔

## اختتامی خطاب و دعا

جلسہ سالانہ امریکہ کا اختتامی خطاب مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ نے فرمایا۔ آپ نے سورۃ المؤمنون کی پہلی بارہ آیات کی تلاوت کرنے کے بعد احباب جماعت کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ہم سب کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، مگر کیا ہمارے اعمال اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم حقیقی مؤمنانہ زندگی گزار رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہمیں چاہیے کہ دنیاوی ترقیات کے حصول کے بدلے ہم مزید خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے بنیں اور اپنی عبادات اور مالی قربانیوں کے معیار بلند کرنے والے ہوں۔ نیز آپ نے شاملین کو سورۃ المؤمنون میں بیان فرمودہ مؤمنین کی نشانیوں کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ان تمام پر عمل کرنے والے ہوں۔ آخر میں دعا کروائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو کچھ ہم نے جلسہ سالانہ میں سیکھا ہے ان پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے تمام احباب کو کثرت سے درود شریف پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لیے دعا کی تحریک فرمائی جس کے بعد آپ نے اختتامی دعا کروائی۔

امسال جلسہ سالانہ کی حاضری 9713 رہی۔

اجلاس کے فوراً بعد نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں اور اس طرح جلسہ سالانہ امریکہ 2025ء کا اختتام بخیریت ہوا۔

اللہ تعالیٰ تمام کارکنان اور رضاکاروں کو احسن جزا عطا فرمائے اور جلسہ سالانہ کے جو مقاصد تھے انہیں حاصل کرنے کی توفیق دے، آمین۔

(رپورٹ: مربی سلسلہ، شمشاد احمد ناصر، مربی سلسلہ مطیع اللہ جویا)

# جلسہ سالانہ مستورات 2025ء کے موقع پر تعلیمی انعام حاصل کرنے والی ممبرات

| | نام | مجلس | علاقہ |
|---|---|---|---|
| 1 | آنسہ اقبال | ڈیٹرائٹ، مشی گن | ایسٹ مِڈویسٹ |
| 2 | جمیلہ بٹ | پورٹ لینڈ، اوریگن | پیسیفک نارتھ ویسٹ |
| 3 | صادقہ حیٔ | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 4 | بشریٰ منور | جارجیا، ساؤتھ کیرولائینا | ساؤتھ ایسٹ |
| 5 | دردانہ سید | جارجیا، ساؤتھ کیرولائینا | ساؤتھ ایسٹ |
| 6 | امۃ الجمیل | ولنگ بورو، نیو جرسی | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 7 | راشدہ مومن حمید | کوئینز، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 8 | خالدہ وحید | ولنگ بورو، نیو جرسی | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 9 | سبحین اکبر | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 10 | عذرا احمد | نیو آرلینز | ساؤتھ |
| 11 | امۃ الحیٔ قدسیہ | ولنگ بورو نیو جرسی | مڈ نارتھ ایسٹ |
| 12 | رضوانہ حبیب | نارتھ نیو جرسی | مڈ نارتھ ایسٹ |
| 13 | نبیلہ امجد | نارتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 14 | حسنیٰ مقبول احمد | آسٹن، ٹیکساس | ساؤتھ |
| 15 | شبانہ منان | مِلواکی | اَپر وَیسٹ، مِڈویسٹ |
| 16 | سلامت مجید | کوئینز، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 17 | سیدہ خدیجہ احمد | لونگ آئی لینڈ، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 18 | ثمینہ یاسمین | لونگ آئی لینڈ، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 19 | قانتہ احمد | لونگ آئی لینڈ، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 20 | فرحانہ فوزیہ | نارتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 21 | شاہدہ منظور احمد | نیو جرسی نارتھ | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 22 | شمیم اختر | لونگ آئی لینڈ، نیو یارک | نارتھ ایسٹ |
| 23 | ثمینہ محمود | لونگ آئی لینڈ، نیو یارک | نارتھ ایسٹ |
| 24 | خُلّت | مِلواکی | اَپر ویسٹ، مِڈ ویسٹ |
| 25 | سجیلہ جمیل | مِلواکی | اَپر وَیسٹ، مِڈ ویسٹ |
| 26 | فرحت پال | جارجیا، ساؤتھ کیرولائینا | ساؤتھ ایسٹ |
| 27 | عذرا نزہت | ہیوسٹن، ٹیکساس | ساؤتھ |
| 28 | زاہدہ رحمان | ڈیٹرائٹ، مشی گن | ایسٹ مڈ ویسٹ |
| 29 | سعدیہ ظفر | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 30 | شمع نصرت | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 31 | فائزہ احمد | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 32 | عظمیٰ نظیر | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 33 | نبیلہ خان | ولنگ برو، نیو جرسی | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 34 | طاہرہ صدیقی | فلاڈلفیا، پینسلوینیا | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 35 | صوفیہ طاہر | آسٹن، ٹیکساس | ساؤتھ |
| 36 | امۃ الحمید فیضان | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 37 | عروشہ صدف | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 38 | خولہ احمد | اوش کوش، وِسکونسن | اَپر ویسٹ، مِڈ ویسٹ |
| 39 | عافیہ ظفر | اوش کوش، وِسکونسن | اَپر ویسٹ، مِڈ ویسٹ |
| 40 | سیّدہ مرضیہ | شکاگو، اِیلی نائے | ویسٹ مِڈ ویسٹ |
| 41 | قرۃ العین | ملواکی، وِسکونسن | اَپر ویسٹ، مِڈ ویسٹ |
| 42 | الماس اورنگزیب | آئی اووا | ویسٹ مِڈ ویسٹ |
| 43 | صائمہ زبیر | آئی اووا | ویسٹ مِڈ ویسٹ |
| 44 | سائرہ عاشق | آئی اووا | ویسٹ مِڈ ویسٹ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 45 | خالدہ احسن | نارتھ نیوجرسی | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 46 | شافی وسیم | نارتھ نیوجرسی | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 47 | رضیہ بیگم | نارتھ نیوجرسی | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 48 | امۃ الرشید احمد | کوئینز، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 49 | امۃ الخالد | فلاڈلفیا، پنسلوینیا | مِڈ نارتھ ایسٹ |
| 50 | قدسیہ احمد | جارجیا، ساؤتھ کیرولائینا | ساؤتھ ایسٹ |
| 51 | قانتہ نور راجپوت | ایل اے ویسٹ، کیلے فورنیا | ساؤتھ ایسٹ |
| 52 | قانتہ خلیل | لونگ آئی لینڈ، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 53 | صوبیہ چودھری | ساؤتھ ورجینیا | سنٹرل ساؤتھ |
| 54 | طاہرہ محمود | میری لینڈ | سنٹرل نارتھ |
| 55 | زاہدہ ساجد | فینکس، ایری زونا | ساؤتھ ویسٹ |
| 56 | ثمینہ نور | شکاگو، ایلی نائے | وَیسٹ مِڈ وَیسٹ |
| 57 | امۃ الجمیل اعجاز | بروکلین، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 58 | مہک اعجاز | بروکلین، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 59 | کائنات بشارت | لونگ آئی لینڈ، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 60 | فِضّہ بشارت | لونگ آئی لینڈ، نیویارک | نارتھ ایسٹ |
| 61 | صائمہ تبسم | لونگ آئی لینڈ، نیویارک | نارتھ ایسٹ |

## نئی سند یافتہ ترتیل القرآن استاذات

| # | نام | مجلس |
|---|---|---|
| 1 | مونا احمد | ساؤتھ ورجینیا |
| 2 | فرزانہ جاوید | رچمنڈ، ورجینیا |
| 3 | صباحت احمد | کنیکٹیکٹ |
| 4 | مہرین صبا | البنی، نیویارک |
| 5 | عروسہ احمد | جارجیا، ساؤتھ کیرولائینا |

| | | |
|---|---|---|
| 6 | صائمہ خان | نارتھ ورجینیا |
| 7 | طاہرہ تنویر | لونگ آئی لینڈ، نیویارک |
| 9 | نصیرہ عبیداللہ | سنٹرل جرسی |

## تعلیمی ٹیلنٹ انعامات 2025ء

| | نام | انعام |
|---|---|---|
| 1 | آمینا احمد چودھری، ورجینیا نارتھ | احمدیہ ٹیلینٹ انعام گولڈ میڈل |
| 2 | بارعہ چودھری، ڈیٹن اوہائیو | احمدیہ ٹیلنٹ ریکگنیشن انعام |
| 3 | رئیسہ ناصر، نارتھ جرسی | احمدیہ ٹیلنٹ فائنلسٹ انعام |
| 4 | صوبیہ امین، طوسان ایری زونا | احمدیہ ٹیلنٹ انعام، گولڈ میڈل |
| 5 | عاطفہ طارق، ملواکی۔وسکانسن | احمدیہ ٹیلنٹ فائنلسٹ انعام |
| 6 | ثمرین احمد، ملواکی۔وسکانسن | احمدیہ ٹیلنٹ ریکگنیشن انعام |
| 7 | امۃ الحلیم زین وہاب کریم، انڈیانا | احمدیہ ٹیلنٹ انعام، گولڈ میڈل |
| 8 | حافظہ رملہ بشارت، ولنگ بورونیو جرسی | احمدیہ ٹیلنٹ انعام، گولڈ میڈل |
| 9 | عرشیہ ظفر۔ورجینیا نارتھ | احمدیہ ٹیلنٹ انعام، گولڈ میڈل |
| 10 | شانزے عمران حئی، منی سوٹا | احمدیہ ٹیلنٹ انعام، گولڈ میڈل |
| 11 | اجالا یوسف۔ورجینیا نارتھ | احمدیہ ٹیلنٹ، فائنلسٹ انعام |
| 12 | سلمیٰ طاہر، ساؤتھ ورجینیا | احمدیہ ٹیلنٹ انعام، گولڈ میڈل |
| 13 | سعدیہ بلوچ، آسٹن ٹیکساس | احمدیہ ٹیلنٹ انعام، گولڈ میڈل |
| 14 | ہالہ ملک، میری لینڈ | احمدیہ ٹیلنٹ انعام، گولڈ میڈل |

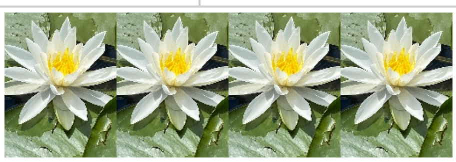

# مجھے آپ کی تلاش ہے!

1 کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں۔ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں۔

2 کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اُس پر اظہار نفرت کیے بغیر نہ رہ سکیں۔

3 کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اُٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں سارا سارا دن پھر سکتے ہیں۔ اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔

4 کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں جس کے معنیٰ ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دِنوں بیٹھے رہنا (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا

5 کیا آپ سفر کر سکتے ہیں۔ اکیلے اپنا بوجھ اُٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں ناواقفوں اور ناآشناؤں میں؟ دنوں، ہفتوں مہینوں؟

6 کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتے وہ پہاڑوں کو کاٹنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔

7 کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ سنجیدگی قائم رکھیں لوگ آپکے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اسکی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں۔ کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

8 آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں، آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اُس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

9 اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں مگر آپ ہیں کہاں خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں اپنے شہر میں اپنے محلہ میں اپنے دِل میں کہ اسلام کا درخت مُرجھا رہا ہے اِسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہوگا۔

مرزا محمود احمدؓ

خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ✦ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ربوہ
روزنامہ
الفضل
ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
جلد ۶۲/۳۷ | سوموار ۱۲ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ ۲۸ امان ۱۳۶۲ہش ۲۸ مارچ ۱۹۸۳ء | نمبر ۷۱

### اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے پُرکیف نظارے

## خلافتِ رابعہ میں احبابِ جماعت کی طرف سے پیش کی جانیوالی قربانیوں کا ایک نیا دور

# امریکہ کے ایک مخلص احمدی کی مثالی مالی قربانی

## پانچ لاکھ ڈالر (قریباً ۶۴ لاکھ روپے) ایک مشن ہاؤس کے پورے خرچ کے لیے دیدیئے

خلافت رابعہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نتیجے میں احباب جماعت نے اخلاص و محبت اور فدائیت کے جو ایمان افروز مظاہرے کیے ہیں ان کو دیکھ کر روح بے اختیار مولیٰ کریم کے آستانے پر سجداتِ شکر بجالاتی ہے۔

خدمت و فدائیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر ایک مثالی قربانی کا مظاہرہ امریکہ کے ایک احمدی دوست نے کیا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس سال (۱۹۸۲ء) جنوری میں جماعت ہائے امریکہ کے نام ایک پیغام میں امریکہ میں آئندہ چار سے پانچ سال کے اندر پانچ جگہوں پر مشن ہاؤسز تعمیر کرنے کا منصوبہ بنانے کی ہدایت کی تھی، یہ جگہیں ۱۔ نیویارک (۲)، شکاگو (۳)، لاس اینجلس (۴)، واشنگٹن اور (۵) ڈیٹرائٹ ہیں۔ حضور نے ہدایت فرمائی کہ اس منصوبہ کے لیے کل ۲۵ لاکھ ڈالر اکٹھے کیے جائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے لاس اینجلس کے مشن ہاؤس کی تعمیر کا پورا خرچ یعنی ۵ لاکھ ڈالر ادا کرنے کی ذمہ داری توسان امریکہ کے ایک نہایت مخلص دوست مکرم و محترم ڈاکٹر ظفر قریشی صاحب اور انکی اہلیہ مسز طاہرہ قریشی نے قبول کرلی ہے۔

اس نیک اور باسعادت جوڑے نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر کیا ہے کہ وہ اپنی ۲۲ ایکڑ زمین جس کی موجودہ قیمت اس وقت ۵ لاکھ ڈالر (یعنی قریباً ۶۴ لاکھ روپے پاکستانی) ہے فروخت کرکے اس مشن کی تعمیر کے لیے عطیہ دیں گے۔ یا دوسری صورت یہ ہوگی کہ جماعت کے نام یہ زمین منتقل کردی جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے فضل و رحمت سے اس جوڑے کو اپنی بے حساب نعمتوں سے نوازے۔ ان کے مال اور وجودوں پر اپنی برکات نازل کرے اپنی رضا انہیں بخشے اور اپنے پیار کا انہیں مورد بنائے اور احبابِ جماعت کو اس نمونہ کی تقلید کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔